

تصحیح و اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

یادگار اسلاف، اتاذ الحدیث،

جامع المعقول المنقول حضرت مولانا محمد انور صاحب

(نگران تخصص فی الحدیث، جامعہ فاروقیہ) کے دروس کا خلاصہ

# درکن عظیم سند امام اعظم

تالیف  
مفتی صابر محمود

فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی  
مدرس جامعہ انوار العلوم شاہ باغ ملیر ہالٹ کراچی

## خصوصیات

تمام احادیث پر مکمل اعراب  
تمام احادیث کا سلیس اور عام فہم ترجمہ  
فقہی مسائل پر مختصر، جامع بحث  
اساتذہ اور طلباء دونوں کی ضرورت پوری کرنے  
والی انتہائی مفید اور ایک آسان شرح



[www.besturdubooks.net](http://www.besturdubooks.net)

تائید و توثیق

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

صدر و فاق المدارس العربیہ پاکستان | مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

ادارۃ الرشید کراچی

یادگار اسلاف، استاذ الحدیث، جامع العقول المنتول حضرت مولانا محمد انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(نگران تخصص فی الحدیث، جامعہ فاروقیہ) کے درس کا خلاصہ

# درک عظیم مشہد امام اعظم

## خصوصیات

تمام احادیث پر کل اعراب  
تمام احادیث کا تیس اور امام فہم ترین  
فقہی مسائل پر مختصر جامع بحث  
اساتذہ اور طلباء دونوں کی ضرورت پوری کرنے  
والی انتہائی مفید اور ایک آسان شرح

تالیف

## مفتی صابر محمود

فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی  
مدیر جامعہ العلوم شادہ علیہ السلام کراچی

## ادارۃ النشید کراچی

علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ ٹائون کراچی



جُمْلَةُ حُقُوقِ بَقِيَّةِ نَاشِرٍ مَحْفُوظِ هَيِّنِ

دَرِّسْ مَشْنَدَ اِمَامِ اَعْظَمِ

مَنْطِقِ صَابِرِ مَحْمُودِ

سَپْتَمْبَرِ 2016

فِيصَلِ رَشِيْدِ

۱۱۰۰

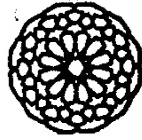
نَامِ

مَوْلَانِ

اِشَاعَتِ دَوْمِ

بَا اِهْتِمَامِ

تَعْدَادِ



اِدَارَةُ الرَّشِيْدِ كَرَّاجِي

عَلَامَةُ مُحَمَّدِ يُوْسُفِ بِنُوْرِي ثَاوُنِ كَرَّاجِي

Tel: 021-34928643 Cell: 0321-2045610  
E-mail: Idaraturrasheed@gmail.com

## انتساب

اپنی اس کوشش و کاوش کو

امام الائمہ، سراج الائمہ، امام اعظم، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کے نام کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کے علمی فیض سے ساری امت مسلمہ سیراب ہوتی رہی اور  
تا قیامت ہوتی رہے گی۔

استاد محترم مولانا محمد انور صاحب زید مجدہ،

جلیل القدر اساتذہ کرام، عزیز والدین اور مخلص و مشفق بھائیوں

کے نام کرتا ہوں جن کے احسانات کا بدلہ شاید ہم زندگی بھر نہ چکا سکیں۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
فہرست مضامین

| نمبر شمار | عنوانات   |
|-----------|---|
| 30        | تائید و توثیق: شیخ الحدیث، استاذ العلماء حضرت مولانا سلیم اللہ خان زید مجدہم                            |
| 31        | تقریظ: استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد انور صاحب مدظلہ  |
| 32        | تقریظ: استاذ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمن گلگتی صاحب مدظلہ  |
| 33        | پیش لفظ: مفتی صابر محمود صاحب عفی اللہ عنہ  |
| 36        | تقدیم: حضرت مولانا مفتی ابوالخیر عارف محمود صاحب مدظلہ  |
| 42        | حالات امام اعظم ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  |
| 42        | نام و نسب، پیدائش و تعلیم و تربیت   |
| 43        | امام ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے بارے میں حضور <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی بشارت |
| 44        | امام ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی تابعیت   |
| 45        | صحابہ کرام <small>رضی اللہ عنہم</small> سے امام ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی روایات        |
| 46        | اساتذہ و شیوخ کرام <small>رضی اللہ عنہم</small>   |
| 47        | حضرت امام ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے شاگرد   |
| 49        | علم حدیث اور امام ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  |
| 51        | امام ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> اور حدیث کی مشہور کتابیں                                    |

|    |   |
|----|---|
| 51 | علم فقہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ              |
| 53 | امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں                |
| 54 | مسانید امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ                   |
| 54 | امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ                 |
| 55 | امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علمائے امت کے نظر میں    |
| 56 | حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض              |
| 58 | مصادر و مراجع   |
| 58 | سوانح امام اعظم پر چند عربی کتب                       |
| 60 | سوانح امام اعظم پر چند اردو کتب                       |
| 62 | مسند امام اعظم کا مختصر تعارف                         |
| 63 | علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف             |
| 64 | مسند امام اعظم میں مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم         |
| 64 | مسند امام اعظم کی ایک اہم خصوصیت                      |
| 65 | وحدانیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ                 |
| 66 | ثنائیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ                  |
| 67 | مثالیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ                  |
| 67 | رباعیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ                  |
| 68 | باب الأَعْمَالِ بِالنِّيَّاتِ                         |
| 68 | حدیث کی اہمیت   |
| 69 | نیت فی الوضوء میں ائمہ کرام رحمہم اللہ علیہم کے مذاہب |



|    |   |
|----|---|
| 70 | کتاب الایمان و الاسلام و القدر و الشفاعة    |
| 70 | باب شرایع الاسلام و ذم القدرية              |
| 73 | حدیث کی اہمیت                               |
| 74 | ایمان کے لغوی و شرعی معنی                   |
| 74 | ایمان کے بارے میں مذاہب                     |
| 75 | ایمان کی حقیقت کے بارے میں مذاہب            |
| 76 | اسلام و ایمان میں نسبت                      |
| 76 | قضاء و قدر                                  |
| 77 | تقدیر کے بارے میں اختلاف اور تقدیر کی قسمیں |
| 77 | باب ما جاء في التوحيد و الرسالة             |
| 78 | فی السماء سے مراد                           |
| 78 | باب ما جاء في عيادة المريض                  |
| 80 | کافر کی عیادت کرنا                          |
| 80 | پڑوسی کے حقوق                               |
| 80 | باب ما جاء في بيان الفطرة                   |
| 81 | فطرت سے مراد                                |
| 81 | کفار و مشرکین کی نابالغ اولاد کا حکم        |
| 82 | باب أضل الإسلام و الشهادة                   |
| 82 | باب ما جاء في عدم كفر أهل الكبائر           |
| 83 | گناہ کبیرہ                                  |

|     |  |
|-----|--|
| 83  | مرتب کبیرہ کا حکم..... مذاہب و دلائل                         |
| 84  | باب مَا جَاءَ فِي عَدَمِ خُلُودِ الْمُؤْمِنِينَ فِي النَّارِ |
| 89  | کیا مرتب کبیرہ مخلد فی النار ہے؟ مذاہب و دلائل               |
| 89  | باب مَا جَاءَ فِي وَجُوبِ الْإِيمَانِ بِالْقَدْرِ            |
| 90  | باب مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْعَمَلِ                   |
| 91  | باب مَا جَاءَ فِي ذَمِّ الْقَدْرِ                            |
| 92  | وإن ماتوا فلا تشيعوهم کی وضاحت                               |
| 92  | و مجوس هذه الأمة کا مطلب                                     |
| 93  | باب مَا جَاءَ فِي الشَّفَاعَةِ                               |
| 94  | شفاعت کی اقسام   |
| 94  | مرتب کبیرہ کے لیے شفاعت..... مذاہب و دلائل                   |
| 95  | اسلامی فرقوں کے نزدیک مرتب کبیرہ کا حکم                      |
| 97  | الشعاریر کے معنی و مفرد                                      |
| 97  | الشعاریر کے ساتھ وجہ تشبیہ                                   |
| 101 | الکبار اور العظام میں فرق                                    |
| 102 | رؤیت باری تعالیٰ میں اختلاف..... مذاہب و دلائل               |
| 103 | کتاب العلم   |
| 103 | باب مَا جَاءَ فِي فَرِيضَةِ طَلْبِ الْعِلْمِ                 |
| 103 | علم کی تعریف اور اس کی اقسام                                 |
| 104 | باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّفَقُّهِ فِي الدِّينِ           |



|     |  |
|-----|--|
| 105 | حضرت امام ابوحنیفہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کی تابعیت |
| 105 | باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ أَهْلِ الذِّكْرِ                |
| 106 | باب فِي تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ      |
| 106 | کذب کا مطلب  |
| 107 | حضور ﷺ پر جھوٹ بولنے کا حکم                              |
| 108 | کِتَابُ الطَّهَارَاتِ                                    |
| 108 | طہارت کے لغوی و شرعی معنی و اقسام                        |
| 108 | باب فِي النَّهْيِ أَنْ يَبُولَ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ   |
| 109 | پانی کی نجاست و طہارت میں مذاہب                          |
| 109 | قلیل و کثیر پانی کی مقدار..... مذاہب و دلائل             |
| 110 | باب مَا جَاءَ فِي سُورِ الْهَرَّةِ                       |
| 110 | بلی کے بچے ہوئے کا حکم                                   |
| 111 | باب مَا جَاءَ فِي الْبُولِ قَائِمًا                      |
| 112 | کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا حکم                             |
| 112 | کھڑے ہو کر پیشاب فرمانے کی وجوہات                        |
| 113 | بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنَ اللَّبَنِ               |
| 113 | باب فِي عَدَمِ الْوُضُوءِ مِنَ اللَّحْمِ                 |
| 113 | آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا حکم                   |
| 114 | اونٹ کا گوشت کھانے کا حکم                                |
| 114 | باب مَا جَاءَ فِي الْأَمْرِ بِالسَّوَاكِ                 |

|     |  |
|-----|--|
| 114 | سواک کے لغوی واصطلاحی معنی                             |
| 115 | سواک کا حکم..... مذاہب و دلائل                         |
| 115 | باب فی الوضوء ثلاثاً ثلاثاً                            |
| 116 | وضو و غسل میں مضمضہ اور استنشاق کا حکم                 |
| 116 | باب ما جاء فی الوضوء مرّةً مرّةً                       |
| 116 | باب فی نضح الفرج بفضل الوضوء                           |
| 117 | باب ما جاء فی مسح الرأس                                |
| 117 | مسح الرأس میں تثلیث کا حکم..... مذاہب و دلائل          |
| 118 | باب ما جاء فی غسل الرجلین                              |
| 118 | ننگے پاؤں پر مسح کا حکم..... مذاہب و دلائل             |
| 120 | باب ما جاء فی المسح علی الخفین                         |
| 123 | موزوں پر مسح کا حکم                                    |
| 123 | باب ما جاء فی توقيت المسح                              |
| 124 | موزوں پر مسح کی مقدار..... مذاہب و دلائل               |
| 124 | محل مسح  |
| 125 | باب فی الجنب إذا أراد أن یغود                          |
| 125 | باب فی الجنب حتی یتوضأ                                 |
| 125 | جنبی کے لیے سونے سے پہلے وضو کا حکم..... مذاہب و دلائل |
| 126 | باب ما جاء فی: المؤمن لا ینجس                          |
| 127 | باب فی المرأة تری فی منامها ما یری الرجل               |



|     |   |
|-----|---|
| 127 | باب ما جاء في بئس البيت الحمام                    |
| 127 | باب ما جاء في فزك المنى                           |
| 128 | منى، مذى اور ودی                                  |
| 128 | منى کا حکم..... مذاہب و دلائل                     |
| 129 | باب في أيما هاب ذبغ فقد طهر                       |
| 130 | دباغت کی قسمیں                                    |
| 130 | دباغت سے چمڑے کا حکم..... مذاہب و دلائل           |
| 131 | کتاب الصلاة                                       |
| 131 | صلوة کے مختلف معانی                               |
| 131 | باب ما جاء في طول القيام في الصلاة                |
| 132 | نماز میں طول قیام افضل ہے یا کثرت رکوع و سجود؟    |
| 133 | باب في ما بين السرة و الزكبة عورة                 |
| 133 | ستر کہاں تک؟ --- مذاہب و دلائل                    |
| 134 | باب في جواز الصلاة في الثوب الواحد                |
| 135 | باب في فضل الصلاة في مواقيتها                     |
| 135 | مواقیات کے معنی                                   |
| 135 | باب في فضل الإسفار بالصبح                         |
| 135 | فجر میں تغلیس افضل ہے یا اسفار..... مذاہب و دلائل |
| 138 | باب في وعيد تفويت صلاة العصر                      |
| 139 | عصر کا وقت..... مذہب و دلائل                      |

|     |  |
|-----|--|
| 140 | بَاب فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ                     |
| 141 | اوقات مکروہہ اور ان کا حکم                               |
| 141 | عصر کے بعد دو رکعتیں                                     |
| 142 | طواف کے بعد دو رکعتیں                                    |
| 142 | قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے کا حکم                    |
| 143 | بَاب فِي بَدْءِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ                |
| 145 | اذان کی مشروعیت  |
| 145 | اذان کے کلمات..... مذاہب و دلائل                         |
| 146 | اقامت کے کلمات..... مذاہب و دلائل                        |
| 146 | باب ما يقول إذا أذن المؤذن                               |
| 147 | اذان کا جواب دینے کا حکم                                 |
| 147 | حی علی الصلوٰۃ کے جواب میں کیا کہے؟ مذاہب و دلائل        |
| 147 | بَاب فِي فَضِيلَةِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ                  |
| 148 | باب فی النهی عن الإعلان فی المسجد                        |
| 149 | مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا                         |
| 149 | بَاب فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ |
| 149 | رفع یدین کی حد   |
| 149 | بَاب مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ      |
| 150 | سلام ایک یا دو؟ مذاہب و دلائل                            |
| 151 | بَاب مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ                    |

|     |  |
|-----|--|
| 151 | دوران نماز میں رفع یدین کا حکم..... مذاہب و دلائل              |
| 153 | باب مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ                        |
| 154 | نماز کے لیے وضو کا حکم   |
| 154 | تکبیر تحریمہ کے الفاظ..... مذاہب و دلائل                       |
| 155 | سلام کے الفاظ..... مذاہب و دلائل                               |
| 155 | باب مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ                       |
| 156 | نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم..... مذاہب و دلائل          |
| 157 | باب مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ                                |
| 157 | قَالَ الْجَامِعُ: وَزَوْتُ... سے جامع کی مراد                  |
| 158 | ”بِسْمِ اللّٰهِ“ قرآن کا جزء ہے یا نہیں؟                       |
| 158 | قراءت سے پہلے تعوذ و تسمیہ کا حکم                              |
| 158 | ”جهر بالتسمیة فی الصلوة“ میں فقہاء کے اقوال                    |
| 160 | باب فِي قِرَاءَةِ الْإِمَامِ قِرَاءَةً لِمَنْ خَلْفَهُ         |
| 161 | امام کے پیچھے قراءت کا حکم..... مذاہب و دلائل                  |
| 162 | باب مَا جَاءَ فِي نَسْخِ التَّطْبِيقِ                          |
| 163 | تطبیق اور اس کا حکم  |
| 163 | باب فِي الْإِمَامِ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ |
| 164 | نماز میں تسمیح و تحمید کا حکم..... مذاہب و دلائل               |
| 164 | باب مَا جَاءَ فِي هَيْئَةِ الشُّجُودِ                          |
| 165 | سجود میں جانے کا صحیح طریقہ..... مذاہب و دلائل                 |

|     |  |
|-----|--|
| 165 | باب فی السجود علی الجبهة والأنف                                  |
| 166 | سجدہ کا طریقہ..... مذاہب و دلائل                                 |
| 167 | باب مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ                       |
| 168 | نماز فجر میں قنوت کا مسئلہ..... مذاہب و دلائل                    |
| 168 | باب فِي صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُدِ                        |
| 169 | ”النساء“ کے رفع کی وجہ   |
| 169 | افتراش اور تورک کے متعلق فقہاء کے اقوال..... مذاہب و دلائل       |
| 170 | باب مَا جَاءَ فِي التَّشَهُدِ                                    |
| 171 | تشہید کے کلمات   |
| 171 | باب مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ                                   |
| 172 | باب فِي تَخْفِيفِ الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ                      |
| 172 | باب فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ                              |
| 173 | باب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ                             |
| 175 | باب فِي الْاِقْتِدَاءِ بِالْقِيَامِ خَلْفَ الْجَالِسِ            |
| 176 | اقتداء القائم خلف القاعد کا حکم..... مذاہب و دلائل               |
| 177 | باب فِي إِمَامَةِ وَلَدِ الزَّيْنِ وَالْعَبْدِ وَالْأَعْرَابِيِّ |
| 177 | باب مَا جَاءَ فِي الْإِثْنَيْنِ جَمَاعَةً                        |
| 177 | باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ وَضْعِ الصُّفُوفِ                       |
| 178 | باب فِي مَنْ شَهِدَ الْفَجْرَ وَالْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ         |
| 178 | باب مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ                        |

|     |   |
|-----|---|
| 178 | عورتوں کے مساجد اور اجتماعات میں حاضر ہونے کا حکم                       |
| 179 | بَاب مَا جَاءَ فِي إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءَ وَالْعِشَاءَ                 |
| 179 | بَاب فِي مَنْ صَلَّى صَلَاةً ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَهُمْ يُصَلُّونَ |
| 180 | اکیلے نماز پڑھ لینے کے بعد جماعت میں شریک ہونا..... مذاہب و دلائل       |
| 181 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ                         |
| 181 | جمعہ کے لیے غسل کرنے کا حکم..... مذاہب و دلائل                          |
| 182 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ  |
| 182 | بَاب مَا جَاءَ فِي مَا يُقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ                         |
| 183 | بَاب فِي فَضْلِ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ وَمَنْ مَاتَ فِيهَا                |
| 184 | بَاب فِي الرُّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوجِ                         |
| 185 | بَاب فِي عَدَمِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا              |
| 185 | بَاب مَا جَاءَ فِي تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ                   |
| 186 | قصر فی السفر کے لزوم میں فقہاء کا اختلاف..... مذاہب و دلائل             |
| 189 | بَاب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ                        |
| 189 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوَتْرِ                             |
| 191 | وتر کا حکم..... مذاہب و دلائل   |
| 191 | بَاب مَا جَاءَ فِي رَكَعَاتِ الْوَتْرِ                                  |
| 192 | وتر کی رکعات کی تعداد..... مذاہب و دلائل                                |
| 193 | بَاب مَا جَاءَ فِي سَجْدَتِي السَّهْوِ                                  |
| 194 | سجدہ سہو، سلام سے پہلے یا بعد میں؟ مذاہب و دلائل                        |



|     |   |
|-----|---|
| 195 | بَاب مَا جَاءَ فِي سَجْدَةِ التَّلَاوَةِ                                  |
| 195 | سجدہ تلاوت کا حکم..... مذاہب و دلائل                                      |
| 196 | سجود تلاوت کی تعداد..... مذاہب و دلائل                                    |
| 196 | بَاب فِي مَنَعِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ                                 |
| 197 | نماز میں باتیں کرنا..... مذاہب و دلائل                                    |
| 198 | بَاب فِي التَّسْبِيحِ لِلرِّجَالِ وَ التَّصْفِيْقِ لِلنِّسَاءِ            |
| 198 | بَاب مَا جَاءَ فِي مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَ مَا لَا يَقْطَعُ            |
| 199 | نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز کا حکم..... مذاہب و دلائل                 |
| 200 | بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ                                     |
| 202 | کسوف اور صلوٰۃ الکسوف کی شرعی حیثیت..... مذاہب و دلائل                    |
| 203 | بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْاِسْتِخَارَةِ                               |
| 204 | بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضَّحَى                                       |
| 205 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْاِغْتِكَافِ   |
| 205 | بَاب مَا جَاءَ فِي التَّهَجُّدِ   |
| 206 | بَاب مَا جَاءَ فِي سَنَةِ الْفَجْرِ                                       |
| 207 | بَاب فِي مَنْ صَلَّى اَزْبَعَرَ كَعَابَ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي الْمَسْجِدِ |
| 208 | بَاب مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ                       |
| 208 | بَاب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ                              |
| 209 | بَاب مَا جَاءَ فِي سَنَةِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي الْكَعْبَةِ                 |
| 210 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ   |

|     |  |
|-----|--|
| 213 | بَاب مَا جَاءَ فِي السُّؤَالِ فِي الْقَبْرِ                    |
| 215 | آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں اقوال اور راجح قول |
| 216 | بَاب فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالسَّلَامِ عَلَى أَهْلِهَا     |
| 216 | کتاب الزکاة  |
| 216 | زکوٰۃ کے لغوی و اصطلاحی معنی                                   |
| 217 | اہمیت زکوٰۃ  |
| 217 | بَاب مَا جَاءَ فِي الرِّكَازِ                                  |
| 217 | معدن، رکا ز میں داخل ہے یا نہیں؟ مذاہب و دلائل                 |
| 218 | بَاب فِي كُلِّ مَغْرُوفٍ صَدَقَةٌ                              |
| 218 | بَاب فِي كَوْنِ الصَّدَقَةِ هَدِيَّةً لِلْغَيْرِ               |
| 219 | کتاب الصوم   |
| 219 | صوم کے لغوی و اصطلاحی معنی                                     |
| 219 | بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ                            |
| 219 | قوله: فَهُوَ لِي كَأَكْيَا مَطْلَب؟                            |
| 220 | وَأَنَا أَجْزَى بِهِ كَمَا مَعْنَى                             |
| 220 | بَاب مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ                   |
| 221 | صوم عاشوراء کا حکم   |
| 221 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ بِاللَّيْلِ                      |
| 222 | وقت سے پہلے فجر کی اذان..... مذاہب و دلائل                     |
| 223 | بَاب فِي الْإِفْطَارِ بِالْحِجَامَةِ                           |

|     |   |
|-----|---|
| 224 | جامہ سے روزہ کا حکم..... مذاہب و دلائل              |
| 224 | باب فی الاِصباحِ جُنُباً فی الصَّوْمِ               |
| 225 | باب ما جاء في قبلة الصائم                           |
| 225 | باب فی رخصة الإفطار في السفر                        |
| 226 | سفر میں روزہ چھوڑنے کا حکم..... مذاہب و دلائل       |
| 227 | باب فی التَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الْوِصَالِ             |
| 227 | صومِ وصال   |
| 228 | صومِ صمت  |
| 228 | باب فی التَّهْيِ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ |
| 228 | باب فی كراهية صوم يوم الشك                          |
| 228 | يوم الشك کا روزہ                                    |
| 228 | باب فی الاِغْتِكَافِ وَالْاِيفَاءِ بِنَذْرِهِ       |
| 229 | کتاب الحج   |
| 229 | حج کے لغوی و اصطلاحی معنی                           |
| 229 | اختلاف ائمہ   |
| 229 | باب ما جاء في التَّغْيِيلِ فِي الْحَجِّ             |
| 230 | باب ما جاء في مَغْفَرَةِ الْحَاجِّ                  |
| 230 | باب ما جاء في الْحَجِّ الْعَجِّ وَالشَّجِّ          |
| 230 | باب ما جاء في مَوَاقِبِ الْحَجِّ                    |
| 231 | میقات..... مذاہب و دلائل                            |

|     |   |
|-----|---|
| 231 | آفاقوں کے میقات۔۔ مذاہب و دلائل                     |
| 233 | بَاب مَا جَاءَ فِي مَا يَلْبَسُ الْمُحْرَم          |
| 234 | محرم کے لیے موزے اور شلوار پہننا..... مذاہب و دلائل |
| 234 | بَاب مَا جَاءَ فِي الطَّيِّبِ لِلْمُحْرَم           |
| 235 | بَاب مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ                     |
| 237 | بَاب فِي أَكْلِ الْمُحْرَمِ لَحْمِ الصَّيْدِ        |
| 238 | محرم کے لیے شکار کرنا..... مذاہب و دلائل            |
| 239 | بَاب فِي مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرَمِ قَتْلُهُ          |
| 239 | بَاب مَا جَاءَ فِي نِكَاحِ الْمُحْرَمِ              |
| 239 | حالت احرام میں نکاح کرنا..... مذاہب و دلائل         |
| 240 | بَاب مَا جَاءَ فِي حِجَابَةِ الْمُحْرَمِ            |
| 240 | حالت احرام میں چھینے لگوانا۔۔۔ مذاہب و دلائل        |
| 241 | بَاب فِي اسْتِثْلَامِ الزُّكْنِ وَالْحَجَرِ         |
| 242 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بِعَرَفَةَ             |
| 243 | جمع بین الصلاتین..... مذاہب و دلائل                 |
| 244 | بَاب مَا جَاءَ فِي رَمِي الْجِمَارِ                 |
| 246 | بَاب فِي الزُّكُوبِ عَلَى بُدْنَتِهِ                |
| 246 | بَاب مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ وَالْقُرْآنِ        |
| 247 | حج کی اقسام   |
| 247 | افضل ترین حج..... مذاہب و دلائل                     |

|     |   |
|-----|---|
| 248 | باب فِي فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ  |
| 249 | باب فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ   |
| 249 | كِتَابُ النِّكَاحِ  |
| 249 | نِكَاحٌ كَالغَوِيِّ وَاصْطِلَاحِيٌّ مَعْنَى                                       |
| 249 | لَفْظِ نِكَاحٍ وَطِيِّ كَيْ لِيُوضَعَ هُوَ يَأْعُقِدُ كَيْ لِيُؤْتَى؟             |
| 250 | نِكَاحٌ أَفْضَلُ هُوَ يَأْتِخَلِي لِلنَّوْافِلِ؟                                  |
| 250 | نِكَاحٌ كِي أَقْسَامٌ مَعَ الْحَكْمِ  |
| 250 | بَابُ مَا جَاءَ فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ   |
| 251 | بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَمْرِ بِالنِّكَاحِ  |
| 251 | بَابُ فِي الْحَثِّ نِكَاحِ الْأَبْنَاءِ   |
| 252 | بَابُ فِي تَنْزِيهِ الْعَجَائِزِ وَالشَّيْبِ ذَاتِ الْوَلَدِ                      |
| 253 | حَدِيثٌ فِي مَذْكَورِ نَهْيِ كِي وَضَاحَتِ أَوْرِكَلَمَاتِ خَمْسَةِ كَيْ مَعَانِي |
| 253 | بَابُ فِي الْإِجْتِنَابِ عَنِ نِكَاحِ الْعَقِيمِ                                  |
| 254 | بَابُ مَا جَاءَ فِي شُؤْمِ الْمَرْأَةِ  |
| 255 | بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِيْذَانِ الْبِكْرِ وَتَيْبِ                               |
| 256 | بَابُ فِي اسْتِيْمَارِ الْبِكْرِ وَاسْتِيْذَانِ التَّيْبِ                         |
| 257 | مَسْئَلَةُ وِلَايَةِ اِجْبَارٍ..... مَذَاهِبٌ وَدَلَالٌ                           |
| 258 | وِلَايَةُ اِجْبَارٍ كَامَدَارٍ..... مَذَاهِبٌ وَدَلَالٌ                           |
| 259 | بَابُ فِي عَدَمِ النِّكَاحِ بِغَيْرِ رِضَا الْمَرْأَةِ                            |
| 259 | بَابُ فِي اِمْتِنَاعِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَوَعْمَتِهَا وَخَالَتِهَا     |



|     |  |
|-----|--|
| 260 | بَاب مَا جَاءَ فِي حُزْمَةِ الْمُتَعَةِ                              |
| 261 | متعہ کا حکم..... مذاہب و دلائل                                       |
| 262 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْعُزْلِ   |
| 262 | عزل کے معنی اور حکم مذاہب و دلائل                                    |
| 623 | آزاد عورت اور باندی سے عزل کرنا                                      |
| 263 | بَاب مَا جَاءَ فِي إِثْبَانِ النِّسَاءِ بِأَيِّ جِهَةٍ كَانَ         |
| 263 | بَاب فِي حُزْمَةِ الْوَطِيِّ الْمَرْأَةِ فِي ذُبْرِهَا               |
| 264 | بَاب فِي النَّسْبِ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ                              |
| 264 | الْحَجَرِ كِي وَضَاحَتِ .  |
| 264 | فِرَاشِ كِي اِقْسَامِ  |
| 265 | كِتَابُ الْاِسْتِبْرَاءِ   |
| 265 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِبْرَاءِ                                  |
| 266 | كِتَابُ الرِّضَاعِ   |
| 266 | رِضَاعَتِ كِي لِعَوِي وَاصْطِلَاحِي مَعْنَى..... مِذَاهِبِ وَدَلَالِ |
| 266 | بَاب فِي مُسَاوَاةِ الرِّضَاعِ وَالنَّسْبِ فِي التَّخْرِيمِ          |
| 266 | رِضَاعَتِ كِي ثَبُوتِ كِي لِیْهِ دُودِھِ كِي مِقْدَارِ               |
| 268 | كِتَابُ الطَّلَاقِ   |
| 268 | طَلَاقِ كِي لِعَوِي وَاصْطِلَاحِي مَعْنَى                            |
| 268 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْهَزْلِ فِي الطَّلَاقِ                          |
| 268 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْعِدَّةِ  |

|     |   |
|-----|---|
| 269 | بَاب مَا جَاءَ فِي الطَّلَاقِ فِي الْحَيْضِ   |
| 269 | طلاق کی اقسام   |
| 269 | حالت حیض میں طلاق دینا  |
| 270 | بَاب فِي خُرْمَةِ اللَّعْبِ بِالطَّلَاقِ  |
| 270 | بَاب فِي وُقُوعِ الطَّلَاقِ الْمَعْتَوِزِهِ   |
| 270 | بَاب فِي عَدَمِ الطَّلَاقِ بِمَجْزُودِ التَّخْيِيرِ   |
| 271 | بَاب مَا جَاءَ فِي خِيَارِ الْعَتَقِ  |
| 271 | باندی کے لیے خیار عتق کا حکم  |
| 271 | بَاب مَا جَاءَ فِي طَّلَاقِ الْأُمَّةِ  |
| 272 | طلاق کی تعداد   |
| 272 | بَاب فِي التَّفَقُّةِ وَالسُّكْنَى لِلْمَبْتُوتَةِ  |
| 273 | مطلقہ کے لیے نفقہ و سکنی کا حکم   |
| 273 | بَاب فِي عِدَّةِ الْمَتَوِّفَى عَنْهَا زَوْجُهَا  |
| 274 | بَاب فِي نَسْخِ عِدَّةِ الْوَفَاةِ فِي الْبَقْرَةِ  |
| 275 | بَاب فِي الْمَرْأَةِ الْمَتَوِّفَى عَنْهَا زَوْجُهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا |
| 276 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْإِيْلَاءِ بِالْكَلَامِ  |
| 276 | ایلاء کے لغوی و اصطلاحی معنی  |
| 276 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْخَلْعِ  |
| 277 | خلع کے لغوی و اصطلاحی معنی..... مذاہب و دلائل   |
| 278 | کِتَابُ النَّفَقَاتِ  |

|     |   |
|-----|---|
| 279 | ”النفقات“ لغوی واصطلاحی معنی                |
| 279 | کتاب التذبیہ والولاء                        |
| 279 | تذہیر کے لغوی واصطلاحی معنی                 |
| 279 | باب ماجاء فی بیع المدتبر                    |
| 279 | مدبر کی بیع کا حکم                          |
| 280 | باب فی الولاء لمن اعتق                      |
| 280 | باب فی التھی عن بیع الولاء وھبته            |
| 281 | کتاب الایمان                                |
| 281 | باب فی التھی عن الیمین الفاجرة              |
| 281 | یمین کے لغوی واصطلاحی معنی                  |
| 281 | یمین کی اقسام اور ان کا حکم                 |
| 282 | یمین منعقدہ کا کفارہ                        |
| 282 | باب فی نذر معصیة و فیہ الکفارة و عدم الوفاء |
| 283 | معصیت کی نذر کا حکم                         |
| 283 | باب ماجاء فی حکم یمین اللغو                 |
| 283 | باب ماجاء فی الاستثناء فی الیمین یبطلھا     |
| 284 | کتاب الخدود                                 |
| 284 | حد کے معنی                                  |
| 284 | سزا کی تفصیل                                |
| 285 | حد و تعزیر میں فرق                          |

|     |  |
|-----|--|
| 286 | باب فی خُرْمَةِ الخُمْرِ وَالْقَمَارِ وَغَیْرِهِمَا                      |
| 286 | باب مَا جَاءَ فِي حَدِّ الشَّرْبِ وَالسَّرَقَةِ                          |
| 287 | باب مَا جَاءَ فِي مَا يَقْطَعُ فِيهِ اليَدُ                              |
| 288 | حد سرقہ کا نصاب..... مذاہب و دلائل                                       |
| 288 | باب مَا جَاءَ فِي دَرْءِ الخُدُودِ                                       |
| 289 | باب فِي التَّرْجِمِ لِلزَّانِي المُخْصَنِ                                |
| 290 | اقرار سے حدود کا ثبوت  |
| 290 | باب فِي قَتْلِ المُسْلِمِ بِالذَّمِّيِّ قِصَاصًا                         |
| 291 | ذمی کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنا..... مذاہب و دلائل                    |
| 291 | کتاب الجہاد: لغوی و شرعی معنی و مشروعیت                                  |
| 292 | باب فِي الحَرَمَةِ الخِيَانَةِ القَاعِدِينَ عَلٰی نِسَاءِ المَجَاهِدِينَ |
| 292 | باب فِي الوَصِيَّةِ لِلْبَغْتِ بِالمِهْمَاتِ                             |
| 293 | جہاد کی اقسام  |
| 294 | باب مَا جَاءَ فِي التَّنْهِیِ عَنِ المِثْلَةِ                            |
| 295 | باب فِي التَّنْهِیِ عَنِ أَنْ يُبَاعَ الخُمْسُ حَتَّى يَفْسَمَ           |
| 296 | کتاب البیوع  |
| 296 | بیع کے معنی اور اس کی مشروعیت  |
| 296 | باب فِي مَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ  |
| 297 | مشتبہات سے مراد  |
| 297 | باب فِي اللَّعْنِ عَلٰی الخُمْرِ وَمَتَعَلِقِيهَا                        |

|     |   |
|-----|---|
| 298 | بَاب مَا جَاءَ فِي اللَّغْنِ عَلَى أَكْلِ الزَّبَا              |
| 298 | بَاب مَا جَاءَ فِي الزَّبَا فِي التَّسْبِيَةِ                   |
| 298 | بَاب فِي الزَّبَا فِي الْأَشْيَاءِ السَّتَّةِ بِالْفَضْلِ       |
| 299 | ربو کے لغوی و شرعی معنی   |
| 299 | ربو کی اقسام  |
| 300 | ائمہ اربعہ کے ہاں ربو کی علت                                    |
| 300 | قدر مع الجنس کی وضاحت   |
| 301 | ادھار و نقد میں سود   |
| 301 | بَاب مَا جَاءَ فِي إِشْتِرَاءِ الْعَبْدَيْنِ بِعَبْدٍ           |
| 302 | بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْغَرَرِ              |
| 302 | بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْمُرَابَنَةِ وَالْمُحَاوَلَةِ  |
| 302 | بیع مرابنہ و بیع محاولہ   |
| 303 | بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ إِشْتِرَاءِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يُشْقِحَ |
| 304 | بیع سلم کی لغوی اور اصطلاحی تعریف                               |
| 304 | بد و صلاح کی تفسیر  |
| 304 | درختوں پر پھل کی بیع کی صورتیں                                  |
| 306 | بَاب فِي الْإِشْتِرَاءِ طَوِيْنِ الْمُشْتَرِي                   |
| 306 | عمل تاخیر کی تعریف  |
| 306 | ”بیع النخل قبل التابیر و بعده“ میں ائمہ کے اقوال                |
| 307 | تابیر کی قید اتفاقی یا احترازی ہونے کی وضاحت                    |

|     |   |
|-----|---|
| 307 | بَاب فِي التَّهْيِ عَنِ السُّؤْمِ عَلَى السُّؤْمِ           |
| 308 | سوم علی سوم اخیہ و بیع علی بیع اخیہ                         |
| 308 | غیر مسلم کے بھاؤ پر بھاؤ لگانا                              |
| 309 | اللقاء حجر  |
| 309 | بَاب فِي الرُّخْصَةِ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ            |
| 310 | کتے کی خرید و فروخت..... مذاہب و دلائل                      |
| 310 | رَبْحٌ مَا لَمْ يُضْمَنْ                                    |
| 311 | شرائط بیع   |
| 316 | بَاب مَا جَاءَ فِي التَّنْظِيرِ عَنِ الْمُغْسِرِ            |
| 317 | بَاب فِي التَّهْيِ عَنِ الْغَشِّ فِي الْبَيْعِ وَالشَّرَاءِ |
| 318 | كِتَابُ الرِّهْنِ   |
| 318 | رہن کے لغوی، اصطلاحی معنی                                   |
| 318 | كِتَابُ الشُّفْعَةِ   |
| 320 | شفعہ کے لغوی و اصطلاحی معنی                                 |
| 320 | شفیع کی تین قسمیں..... مذاہب و دلائل                        |
| 321 | كِتَابُ الْمُزَارَعَةِ                                      |
| 321 | مزارعت کے لغوی و اصطلاحی معنی                               |
| 321 | مزارعت کی صورتیں..... مذاہب و دلائل                         |
| 323 | كِتَابُ الْفَضَائِلِ وَالشَّمَائِلِ                         |
| 323 | بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ ﷺ                      |



|     |  |
|-----|--|
| 327 | باب فی فضل الشیخین رضی اللہ عنہما                  |
| 327 | باب فی فضل عمار و عبد اللہ رضی اللہ عنہما          |
| 328 | باب فی فضل عثمان رضی اللہ عنہ                      |
| 328 | باب فی فضل علی رضی اللہ عنہ                        |
| 329 | باب فی فضل حمزہ رضی اللہ عنہ                       |
| 329 | باب فی فضل الزبیر رضی اللہ عنہ                     |
| 330 | باب فی فضل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ          |
| 332 | باب فی فضل خزیمہ رضی اللہ عنہ                      |
| 333 | باب فی فضل خدیجہ رضی اللہ عنہا                     |
| 333 | باب فی فضل عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا             |
| 335 | باب فی فضل الشعیب رضی اللہ عنہ                     |
| 335 | باب فی فضل ابراہیم و عبد اللہ رضی اللہ عنہما       |
| 336 | باب فی فضل ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ                  |
| 336 | کتاب فضل اُمّہ صلی اللہ علیہ و سلم                 |
| 338 | کتاب الاطعمۃ و الاشریۃ و الضحایا و الصید و الدبائح |
| 338 | ہر کیلے والا درندہ حرام ہے                         |
| 339 | باب فی التہی عن اکل کل ذی مخلب                     |
| 339 | باب فی التہی عن اکل لحوم الخمر الاہلیۃ             |
| 339 | گدھے کی حرمت                                       |
| 339 | گھوڑے کا حکم                                       |

|     |   |
|-----|---|
| 340 | بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ نَحْشِشِ الْأَرْضِ                          |
| 340 | حشرات الارض کا حکم  |
| 340 | بَاب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَكْلِ الضَّبِّ                           |
| 341 | گورہ کا حکم   |
| 341 | بَاب فِي صَيْدِ الْكِلَابِ الْمَعْلَمَةِ                            |
| 342 | کتے کا کیا ہوا شکار   |
| 342 | يُزْمَى بِالْمَغْرَاضِ كِي وَضاحت                                   |
| 342 | بَاب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ السَّمَكِ                                 |
| 342 | مچھلی کے حلال و حرام ہونے کے شرائط                                  |
| 343 | بَاب فِي التَّخْيِيرِ فِي أَكْلِ الْجَزَادِ                         |
| 343 | ٹڈی کا حکم  |
| 343 | بَاب مَا جَاءَ فِي الدَّبْحِ الْأَضْطِرَّارِيِّ وَالْإِخْتِيَارِيِّ |
| 344 | ذبح کی اقسام  |
| 344 | بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُجْتَمَةِ                               |
| 344 | المُجْتَمَةُ كَامَطْلَب   |
| 344 | بَاب فِي جَوَازِ الدَّبْحِ بِالْمَرْوَةِ                            |
| 346 | بَاب فِي فَضْلِ أَيَّامِ عَشْرِ الْأَضْحَى                          |
| 347 | بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النَّخْلِ                                 |
| 347 | حدیث کی وضاحت   |
| 348 | بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مَتَّكِنًا                        |

|     |   |
|-----|---|
| 348 | بَاب فِي التَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ فِي آيَةِ الدَّهَبِ وَالْفِضَّةِ  |
| 349 | بَاب فِي نَهْيِ الدِّبَاعِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَزْفَتِ وَالنَّقِيرِ |
| 351 | بَاب مَا جَاءَ فِي شُرْبِ التَّيْبِيلِ                              |
| 351 | بَاب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ أَكْلِ ثَمَنِ الحَمْرِ                  |
| 352 | كِتَاب اللِّبَاسِ وَالزَّرِينَةِ                                    |
| 352 | بَاب مَا جَاءَ فِي قَلَنْشُوقِ رَسُولِ ﷺ                            |
| 352 | بَاب مَا جَاءَ فِي السَّدْلِ  |
| 353 | بَاب فِي التَّهْيِ عَنِ لُبْسِ الخُرَيْرِ وَالدِّيَنَاجِ            |
| 353 | بَاب مَا جَاءَ فِي التَّمَائِيلِ                                    |
| 354 | كُتِبَ كَهْنَا أَوْ تَصْوِيرُ كَانَا                                |
| 354 | بَاب فِي الخِصَابِ بِالْحِنَاءِ                                     |
| 354 | بَاب مَا جَاءَ فِي الخِصَابِ بِالكَثْمِ                             |
| 354 | بَاب فِي الأَخْطَبِ بِنَوَاحِي اللَّخِيَةِ                          |
| 355 | بَاب فِي مِيسِ بَالِ مَلَانَا                                       |
| 355 | كِتَاب الطَّبِّ   |
| 355 | بَاب فَضْلِ المَرَضِ وَالرَّقَى وَالدَّعَوَاتِ                      |
| 359 | كِتَاب الأَدَبِ »   |
| 359 | بَاب مَا جَاءَ فِي الأَدَبِ   |
| 360 | بَاب مَا جَاءَ فِي الرِّفْقِ وَالخُلُقِ                             |
| 362 | بَاب مَا جَاءَ فِي التَّهْيِ عَنِ النَّظْرِ فِي النُّجُومِ          |

|     |  |
|-----|--|
| 366 | بَاب مَا جَاءَ فِي التَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ            |
| 367 | بَاب مَا جَاءَ فِي التَّهْيِ عَنْ الشَّمَاةِ                 |
| 367 | كِتَابُ الرِّقَاقِ   |
| 369 | كِتَابُ الْجَنَائِزِ   |
| 369 | بَاب مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ                              |
| 370 | كِتَابُ الْأَحْكَامِ   |
| 372 | كِتَابُ الْفِتَنِ  |
| 374 | كِتَابُ التَّفْسِيرِ   |
| 382 | كِتَابُ الْوَصَايَا وَالْفَرَائِضِ                           |
| 382 | مُسْلِمَانِ غَيْرِ مُسْلِمٍ كَأَوَارِثِ نَبِيِّ بْنِ سَكْتَا |
| 383 | كِتَابُ الْقِيَامَةِ وَصِفَةِ الْجَنَّةِ                     |

## تائید و توثیق

بقیۃ السلف، شیخ الحدیث، استاذ العلماء، حضرت اقدس، مولانا سلیم اللہ خان زید مجدہم

بانی جامعہ فاروقیہ کراچی و صدر و فاق المدارس العربیہ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لِحَمْدِهِ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی : مَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ

وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهَوْا وَاَقْوَالُ اللّٰهِ اَنْ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ - سورۃ الحشر

وَقَالَ الْاَبْنٰی صَلٰی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلٰی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّیْنُ، النَّصِيْحَةُ

حضرت مولانا مفتی صابریہ و صاحب حفظہ اللہ و رعایہ

جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل ٹاؤن کراچی کے فضلا میں سے ہیں۔

جو بچہ ذہانت اور استعداد کے ساتھ ہیں۔

زمانہ طالب علمی میں ممتاز رہے ہیں۔ اور اپنے درجہ تک عمیر بھی رہے ہیں۔

ان کی علمی استعداد بچتہ ہے اور تصنیف سے دلچسپی اور لگاؤ ہے

احقر سے موصوف نے مسند امام اعظم درس پڑھی ہے

انہوں نے بعض چیزوں کے اضافہ کے ساتھ درس مسند کو مرتب کیا ہے

اور درس مسند امام اعظم کے نام کے ساتھ موسوم کیا ہے

اب اس کو نظر قارئین کرنا چاہیے ہیں۔ رب ذوالجلال ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے

اور طالبان علم کو اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رت کائنات اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لئے یکساں مفید بنائے۔

آمین یا رب العالمین

شہداء الورود نادری علی جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل ٹاؤن کراچی

05 رجب المرجب 1436ھ مطابق 26 اپریل 2015ء

احقر مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم

کی تقریر کی مکمل تائید کرتا ہے۔

لاکھنؤ  
پہر رجب المرجب 1436ھ  
مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم  
جامعہ فاروقیہ کراچی

## تقریظ

یادگار اسلاف، استاد الحدیث، جامع المعقول والمنقول، حضرت  
مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم، نگران تخصص فی الحدیث، جامعہ فاروقیہ، کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قال الله تعالى: ﴿وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ

اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: "طلب العلم فریضة علی کل مسلم"، أو كما قال عليه الصلاة

والسلام، وقال النبي صلى الله عليه وسلم: "الدين: النصيحة"۔

حضرت مولانا مفتی صابر محمود حفظہ اللہ وزعاه جامعہ فاروقیہ کے فضلاء میں سے ہیں، جو بے حد ذہانت اور استعداد کے مالک ہیں، زمانہ طالب علمی میں ممتاز رہے ہیں اور اپنے درجے کے امیر بھی رہے ہیں، ان کی علمی استعداد پختہ ہے اور تصنیف سے دلچسپی اور لگاؤ ہے۔ احقر سے موصوف نے "مسند امام اعظم" درس پڑھی ہے، انہوں نے بعض چیزوں کے اضافے کے ساتھ درس مسند کو مرتب کیا ہے اور "درس مسند امام اعظم" کے نام کے ساتھ موسوم کیا ہے اب اس کو نظر قارئین کرنا چاہتے ہیں۔

رب ذوالجلال ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور طالبان علوم حدیث کو اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی

توفیق عطا فرمائے۔ رب کائنات اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لیے یکساں مفید بنائے، آمین یا رب العالمین۔

محمد انور ولد نادری علی

جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی

06 رجب المرجب 1436ھ، مطابق 26 اپریل 2015ء

## تقریظ

استاذ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمن گلگتی صاحب دامت برکاتہم

بانی و مہتمم جامعہ انوار العلوم، شاد باغ، ملیر ہالٹ، کراچی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد:

”مسند امام اعظم“ کی اہمیت اہل علم سے مخفی و پوشیدہ نہیں، اس لیے اکابرین و فاق المدارس العربیہ نے آج سے چند سال قبل ”مسند امام اعظم“ کو باقاعدہ نصاب میں شامل کرنے کا فیصلہ فرمایا اور اس وقت سے اب تک یہ کتاب درس نظامی میں باقاعدہ پڑھائی جاتی ہے۔

مدارس میں اسباق پڑھانے کا وہ انداز نہیں جو اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے کہ سبق کی مناسبت سے ایک لیکچر تیار کر کے شاگردوں کو سنایا اور فارغ ہو گئے اور ایسا بھی نہیں کہ عبارت کا صرف ترجمہ کر کے اپنی ذمہ داری سے استاد سبک دوش ہو جائے، بلکہ مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ تیاری اسباق کے لیے کتاب کے تحت السطور اور حاشیہ کے بعد اپنے اپنے ذوق کے مطابق مختلف شروحات سے بھی استفادہ کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب کوئی نئی کتاب نصاب کا حصہ بنتی ہے تو حضرات علمائے کرام اپنے اپنے ذوق کے مطابق شروحات لکھ کر اہل علم کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

”مسند امام اعظم“ کی بھی اب تک کئی شروحات منظر عام پر آ گئی ہیں، ماشاء اللہ ان شروحات میں اب ایک نیا اضافہ جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر ہالٹ کے استاذ مولانا مفتی صابر محمود حفظہ اللہ و رعاه نے کیا ہے۔

مولانا مفتی صابر محمود صاحب کی یہ کاوش، فکر و نظر کا یہ خوب صورت مجموعہ دراصل استاذ العلماء، جامع المعقول و المنقول حضرت مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم کے درسی افادات کا مجموعہ ہے، جس میں مفید اضافات کے ساتھ ساتھ تمام احادیث پر اعراب اور ہر حدیث کا سلیس ترجمہ کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ یقیناً اس مجموعہ کے منظر عام پر آنے سے مدرسین حضرات اور طلباء کے لیے ”مسند امام اعظم“ سے استفادہ آسان

اور سہل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا صابر محمود صاحب کی اس محنت کو قبول فرمائیں۔ آمین

شفیق الرحمن گلگتی

مدیر جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر ہالٹ کراچی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه وأجمعين۔

أما بعد...،

اللہ تعالیٰ نے امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جن عظیم الشان صفات اور خصوصیات سے نوازا تھا، ان میں سے ایک احادیث مبارکہ کو سب سے پہلے جامع طور پر فقہ کی صورت میں مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کرنا بھی ہے۔

بعض انصاف نا آشنا لوگ سراج الامہ، امام اعظم، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان تراشی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو احادیث سے واقفیت بہت کم تھی، یہ کہتے ہوئے علم سے بیگانہ لوگ اس بات کیوں کر کو بھول جاتے ہیں چودہ صدیوں سے جمہور امت مسلمہ کے نزدیک مسلم ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجتہد مطلق تھے، بھلا کوئی شخص حدیث پر مکمل عبور حاصل کیے بغیر مجتہد کیسے بن سکتا ہے!؟

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے ان علمائے اسلام کو جنہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید اور ان کی روایت کردہ احادیث کو اپنی سندوں سے حاصل کر کے جمع کیا اور آپ کی مسانید کو مرتب و مدون کر کے امت کے سامنے پیش فرمایا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید میں علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ ”مسند امام اعظم“ مشہور ہے، آپ کی مرتب کردہ یہ مسند معاجم کی ترتیب کے مطابق تھی، اسی ترتیب کے مطابق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح بھی لکھی ہے، لیکن بعد میں حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فقہی ترتیب پر مرتب فرمایا، اور اسی نسخہ پر علامہ سنہجلی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ تحریر فرمایا اور حاشیہ بھی لکھا ہے۔

”مسند امام اعظم“ ایک عرصہ سے درس نظامی اور وفاق المدارس العربیہ کے نصاب میں شامل ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بندہ نے مسند امام اعظم استاذ محترم، استاذ العلماء، جامع المعقول والمنقول، حضرت

مولانا محمد انور صاحب زید مجد ہم سے جامعہ فاروقیہ کراچی میں درساً پڑھی ہے، جہاں استاذ محترم کے دروس سے بھرپور استفادہ کرنے کا موقع ملا، الحمد للہ! جامعہ فاروقیہ سے فراغت کے بعد اللہ پاک نے تدریسی مشغولیت نصیب فرمائی ہے، اس پر اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

زیر نظر شرح دراصل استاذ محترم کے انہی دروس کا مجموعہ ہے، احقر نے ان دروس سے استفادہ کو عام کرنے کی غرض سے انہیں تقریر سے تحریر کا جامہ پہنایا، پھر راقم کو مسند امام اعظم کی تدریس کے دوران درس نظامی اور وفاق المدارس العربیہ کے نصابی ضرویات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر مزید علمی کام کرنے کا موقع ملا، چنانچہ بندہ نے اس پر حسب ذیل کام کیے:

۱۔ تمام احادیث پر اعراب۔

۲۔ تمام احادیث کا سلیس اور عام فہم ترجمہ۔

۳۔ قدیم و جدید شروحات کی مدد سے احادیث مبارکہ کی دلنشین شرح۔

۳۔ جگہ جگہ نصابی ضرورت کے مطابق تشریحی حاتی نوٹ۔

۴۔ مشکل اور امتحانی مقامات کی مکمل وضاحت۔

۵۔ اساتذہ اور طلباء دونوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے علمی انداز بحث و اضافہ جات۔

مذکورہ بالا امور کے اہتمام کے بعد امید کی جاتی ہے کہ زیر نظر شرح اب ان شاء اللہ بیک وقت طلبہ اور مدرسین حضرات سب کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

حدیث مبارک کی خدمت یقیناً ایک عظیم سعادت ہے، راقم کو اس حوالہ سے اپنی کم علمی اور بے مائیگی کا مکمل احساس ہے، چوں کہ احقر کی اس موضوع پر یہ پہلی کوشش و کاوش ہے، ممکن ہے کہ اس میں مختلف پہلوؤں سے کچھ خامیاں ہوں، امید ہے کہ اہل علم اس کو نظر استحسان سے دیکھیں گے اور کسی بھی قسم کی خامی محسوس ہو تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں گے، ان شاء اللہ آئندہ اس کی اصلاح کر دی جائے گی۔

بندہ استاذ محترم حضرت مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم کا خصوصی اور ان تمام دوست اور احباب کا

عمومی طور سے ممنون و شاکر ہے جنہوں نے اس مبارک کام میں کسی بھی طرح کی معاونت کی، استاذ محترم مولانا حبیب اللہ زکریا صاحب دامت برکاتہم کا بھی مشکور ہوں، جن سے از اول تا آخر مشاورت رہی اور انہوں نے بعض تکنیکی امور میں معاونت فرمائی، نیز حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب دامت برکاتہم (مہتمم جامعہ انوار العلوم

ملیر ہالٹ کراچی) کو اللہ جزائے خیر دے کہ انہوں نے شفقت و تعاون کے ساتھ مکمل سرپرستی فرمائی.....۔  
 برادر کبیر مفتی ابوالخیر عارف محمود صاحب کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں کہ جن کے اشراف اور راہ نمائی  
 سے بندہ کو اس عظیم علمی خدمت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

بندہ ان سب حضرات کا شکر گزار ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سب حضرات کے علم و عمل میں  
 برکتیں عطا فرمائے اور سعادت دارین نصیب فرمائے۔

اور احقر کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور طالبان علوم نبوت کے لیے  
 نافع اور بندہ، اس کے اساتذہ کرام، والدین اور عزیز واقارب کے لیے ذریعے نجات بنائے۔

آمین ثم آمین۔

صابر محمود غفر فرلہ

فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی

مدرس جامعہ انوار العلوم، ملیر ہالٹ، شاد باغ، کراچی

03158800032-03343637306

رابطہ:

## تقدیم

حضرت مولانا مفتی عارف محمود صاحب مدظلہ، سابق استاذ و رفیق شعبہ تصنیف  
و تالیف جامعہ فاروقیہ کراچی، و مسؤل دارالتصنیف مدرسہ فاروقیہ گلگت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إن الحمد لله، أحمدہ علی قدیم إحسانہ وتواتر نعمہ، حمد من يعلم أن مولاه الکریم  
علمه مالم یکن یعلم، وکان فضله علیہ عظیماً، وأسأله المزيد من فضله والشکر علی ما  
تفضل به من نعمه أنه ذو فضل عظیم، وصلى الله على محمد عبده، ورسوله، ونبیه، وأمینہ  
علی وحبیه، وعباده، صلاة تكون له رضا، ولنا بها مغفرة، وعلی آله وأصحابه أجمعین، ومن  
تبعهم بإحسان الی یوم الدین، وسلم تسلیماً کثیراً طیباً مبارکاً۔

اما بعد!

اہل علم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ قرآن کریم اور سنت نبویہ شریعت اسلامی و فقہ اسلامی کی اساس  
اور بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ سنت نبوی میں قرآن کریم کی مجمل آیات کا بیان ہے اور اکثر  
احکام فقہیہ اور فروعی مسائل کا تفصیلی بیان سنت نبوی میں وارد ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ احادیث مبارکہ اور سنت نبویہ  
کا علم، ان کے متون و اساسیاد اور ان سے متعلق فنون کی تحقیق اہم ترین علوم دینیہ میں سے ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے میری حدیث سنی، اسے یاد رکھا اور  
آگے پہنچایا۔

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کیا  
ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے خلفاء پر رحم فرمائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ کے خلفاء کون

ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے، میری احادیث کو نقل کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر فضل و کرم ہے کہ اس نے اس امت میں ایسے ائمہ مجتہدین و حفاظ حدیث پیدا فرمائے، جنہوں نے اس مبارک علم کے حصول کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو لگایا، مال و وقت اور خواہشات کی قربانی دی، وطن اور اہل و اولاد سے دوری کو برداشت کیا اور ”صحاح، سنن، مسانید، معاجم اور احادیث الاحکام“ کے نام سے حدیث مبارکہ اور سنت مطہرہ کے دواوین اور مجموعے مرتب فرمائے ہیں، یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ یہ سعادت دارین کی کلید ہے، شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

أهل الحديث هم أهل النبي وإن  
لم يصحبوا نفسه أنفاسه صحبوا

یعنی محدثین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تعلق والے لوگ ہیں، اگرچہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت نصیب نہیں ہوئی، لیکن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور صفات و تقاریر کے امین و محافظ ہیں اور ہمہ وقت اس میں مشغول رہتے ہیں، یہ بھی سعادت ہی کا عنوان ہے۔

انہی جلیل القدر مجتہدین و محدثین میں سے ایک عبقری شخصیت امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جن عظیم الشان صفات اور خصوصیات سے نوازا تھا، ان میں سے ایک احادیث مبارکہ کو سب سے پہلے جامع طور پر فقہ کی صورت میں مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کرنا بھی ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے پر جمہور محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہے، محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا روایت کرنا ثابت کیا ہے؛ البتہ بعض محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اس سے اختلاف کیا ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے حضرات سے علم حدیث و فقہ حاصل کیا، جن میں سے چند مشہور کے نام یہ ہیں:

شیخ حماد بن ابی سلیمان، شیخ عطاء بن ابی رباح، شیخ عکرمہ بربری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ، ان کے علاوہ مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ میں سے حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کا سماع کیا ہے، ملک شام میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اکتساب علم کیا ہے، دیگر محدثین کے طرز پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کی سماعت کے لیے حج کے اسفار کا بھرپور استعمال کیا؛ حج کی ادائیگی سے قبل و بعد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام فرما کر قرآن و سنت کو سمجھنے اور سمجھانے میں وافر وقت لگایا۔ بنو امیہ کے

آخری عہد میں جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکمرانوں سے اختلاف ہو گیا تھا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً کئی سال مکہ مکرمہ میں مقیم رہ کر تعلیم و تعلم کے سلسلہ کو جاری رکھا، چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حریم شریفین کے شیوخ حدیث سے بھی علم حدیث حاصل کیا۔

یہ بات تو علم حدیث سے مناسبت رکھنے والا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ احادیث کی مشہور کتابیں (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تقریباً ۱۵ سال بعد مدون ہوئی ہیں، ان مذکورہ کتابوں کے مصنفین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں موجود ہی نہیں تھے، ان میں سے اکثر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں، مشہور کتب حدیث میں عموماً چار یا پانچ یا چھ واسطوں سے احادیث ذکر کی گئی ہیں؛ ان میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات پر فخر کیا جاتا ہے اور واقعتاً یہ فخر کی بات بھی ہے، کیوں کی ثلاثیات کی سند عالی ہوتی ہے اور سند عالی باعث افتخار ہے، بخاری کے علاوہ ابن ماجہ میں پانچ اور جامع ترمذی میں ایک ثلاثی روایت ہے، مسلم ابوداؤد اور نسائی میں کوئی روایت ثلاثی نہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں بائیس ثلاثی روایات ذکر کی ہیں، ان میں سے بیس ثلاثی روایات وہ ہیں جو حنفی مشائخ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ سے لی گئی ہیں، اس کے مقابلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کو علم حدیث سے ناواقف لوگ اہمیت نہیں دیتے، حالانکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیادہ تر احادیث صرف دو یا تین واسطوں سے آئی تھیں، اس لحاظ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو احادیث ملی ہیں، وہ ”أصح الأسانید“ ہونے کے علاوہ احادیث صحیحہ، مرفوعہ، مشہورہ اور متواترہ کا مقام رکھتی ہیں، غرضیکہ جن احادیث کی بنیاد پر فقہ حنفی کو مرتب کیا گیا ہے، وہ عموماً سند کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی ہیں۔

”سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے مصنف اول ”علامہ شبلی نعمانی“ نے اپنی مشہور و معروف کتاب ”سیرۃ

النعمان“ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کا حلقہ اتنا وسیع تھا کہ خلیفہ وقت کی حدود حکومت اس سے زیادہ وسیع نہ تھیں۔ سیکڑوں علماء و محدثین نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علم فقہ میں کمال حاصل کرنا چاہے اس کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کا رخ کرنا چاہیے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد) مجھے نہ ملتے تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتا؛ بلکہ کچھ اور ہوتا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور شاگردوں کے نام حسب ذیل ہیں جنہوں نے اپنے استاذ کے مسلک کے مطابق درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا:

قاضی ابویوسف، امام محمد بن حسن الشیبانی، امام زفر بن ہذیل، امام یحییٰ بن سعید القطان، امام یحییٰ بن زکریا، محدث عبداللہ بن مبارک، امام وکیع بن الجراح اور امام داؤد الطائی رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ درس جو احادیث بیان کی ہیں انھیں شاگردوں نے حَدَّثَنَا اور أَخْبَرَنَا وغیرہ الفاظ کے ساتھ جمع کر دیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درسی افادات کا نام ”کتاب الآثار“ ہے، جو دوسری صدی ہجری میں مرتب ہوئی، اس زمانہ تک کتابوں کی تالیف بہت زیادہ عام نہیں تھی۔ ”کتاب الآثار“ اس دور کی پہلی کتاب ہے، جس نے بعد کے آنے والے محدثین کے لیے ترتیب و تویب کے راہ نما اصول فراہم کیے، علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب الآثار“ کے متعدد نسخوں کی نشان دہی کی ہے؛ لیکن عام شہرت چار نسخوں کو حاصل ہے، ان نسخوں میں سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ کتاب کو سب سے زیادہ شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی، مشہور محقق مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار کے مقدمہ میں قوی روایتوں کی روشنی میں لکھا ہے کہ کتاب الآثار براہِ راست امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، امام محمد، امام ابویوسف، امام زفر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ اس کے راوی ہیں۔

اس کے علاوہ علمائے کرام نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پندرہ مسانید شمار کی ہیں، جن میں ائمہ دین اور حفاظِ حدیث رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کی روایات کو جمع کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا، ان میں سے ”مسند امام اعظم“ علمی دنیا میں مشہور ہے، جس کی متعدد شروحات بھی تحریر کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے بڑا کام امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، جنہوں نے تمام مسانید کو ایک بڑی ضخیم کتاب میں ”جامع المسانید“ کے نام سے جمع کیا ہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید میں علامہ حسکفی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ ”مسند امام اعظم“ مشہور ہے، آپ کی مرتب کردہ یہ مسند معاجم کی ترتیب کے مطابق تھی، لیکن بعد میں حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فقہی ترتیب پر مرتب فرمایا اور اسی نسخہ پر علامہ سنہلی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ تحریر فرمایا اور حاشیہ بھی لکھا ہے۔ ”مسند امام اعظم“ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ایک عرصہ سے درسِ نظامی اور وفاق المدارس العربیہ کے نصاب میں شامل ہے۔

مادر علمی جامعہ فاروقیہ کراچی کسی تعارف کا محتاج نہیں، استاذ مکرم و محترم، استاذ الحدیث، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کی ذہنی، علمی، تدریسی، تصنیفی اور ملی و قومی خدمات کو بیان کرنے کے لیے الگ الگ مستقل دفاتر درکار ہیں، آپ کی خدمات جلیلہ میں ایک انتہائی اہم اور بے مثال خدمت جس کی زمانہ مثال پیش کرنے سے عاجز ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رجال سازی کا انتہائی اعلیٰ درجہ کا ملکہ عطا فرمایا ہے، آپ کے تلامذہ میں نامور علماء کی ایک طویل فہرست ہے، جن میں سے ایک بڑی تعداد تو صرف ان

شاگردوں کی ہے جن کو حدیث مبارک کی خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہے اور وہ ”شیخ الحدیث“ جیسے منصب جلیلہ پر فائز ہیں۔

حضرت الاستاذ اطال للہ بقاءہ کے انہی نام ورتلامذہ میں ایک معروف نام جامع المعقول والمنقول، استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد انور صاحب مدظلہ کا ہے، آپ نے ۱۹۷۴م بمطابق ۱۳۹۶ھ میں جامعہ فاروقیہ سے درس نظامی کی تکمیل کی اور وفاق المدارس العربیہ میں ملکی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کی، حضرت الشیخ دامت برکاتہم نے آپ کی اعلیٰ علمی استعداد، محنت اور ذوق مطالعہ کو دیکھتے ہوئے بطور مدرس جامعہ فاروقیہ میں آپ کا انتخاب کیا، جس کو تا حال آپ بحسن و خوبی نبھا رہے ہیں، استاذ مکرم مولانا محمد انور صاحب مدظلہ نے اس طویل تدریسی دورانیہ میں ابتدائی درجات میں کتب فنون سے لے کر ”مسند امام اعظم“ اور دورہ حدیث میں جامع ترمذی و بخاری ثانی کی تدریس فرمائی اور تا حال بخاری ثانی آپ ہی کے زیر تدریس ہے۔ اللہم زد ذنوبہم

آپ کا انداز تدریس انتہائی البیلا ہے، سبق کا خلاصہ بیان کرنے کے بجائے عبارت کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور تشریح کرتے جاتے ہیں، ضخیم سے ضخیم اور مشکل ترین کتاب ایک مناسب رفتار سے شروع کر کے وقت پر ہی ختم کر دیتے ہیں، نفس کتاب حل کرنے میں ید طولی رکھتے ہیں، مضمون انتہائی مرتب اور ہر طرح کے حشو و زوائد سے خالی و مبرا ہوتا ہے، انداز تفہیم سادہ اور دل نشین ہوتا ہے، گویا آپ کی تقریر ”خیر الکلام ما قل و دل“ کا مصداق ہوتی ہے، آپ وقت کے انتہائی پابند ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وقت میں بہت برکت عطا فرمائی ہے، جہد پیہم، صبر مسلسل اور آپ کی گونا گوں خوبیوں و صفات کو دیکھ کر اگر یہ کہا جائے کہ آپ استقامت کے کوہ گراں ہیں تو یہ بالکل بھی بے جا نہ ہوگا۔

برادر صغیر مولانا مفتی صابر محمود صاحب سلمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جامعہ فاروقیہ کراچی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم اور دیگر اساطین علم و فضل سے کسب فیض کا موقعہ عنایت فرمایا، دوران تعلیم انہوں نے کئی کتب حضرت مولانا محمد انور صاحب مدظلہ سے سبقاً پڑھی ہیں، خاص طور سے زیر نظر شرح بھی حضرت استاذ محترم کے انہی دروس و افادات کا مجموعہ ہے، جن سے درجہ سادہ میں دوران درس استفادہ کا موقعہ ملا، پھر اللہ تعالیٰ نے مزید فضل فرمایا اور فراغت کے بعد تدریس کے شعبہ سے منسلک فرمایا اور یوں کم ہی عرصہ میں ”مسند امام اعظم“ کی تدریس کا موقعہ بھی میسر ہوا، دوران تدریس استاذ محترم مولانا محمد انور صاحب مدظلہ کے انہی افادات کو پیش نظر رکھا اور اساتذہ اور طلباء کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس تقریر میں چند ناگزیر



اضافہ جات بھی کیے، خاص طور سے تمام احادیث پر اعراب لگایا اور ران کا سلیس اور عام فہم ترجمہ کیا، قدیم و جدید شروحات کی مدد سے احادیث مبارکہ کی دل نشین شرح کے علاوہ جگہ جگہ نصابی ضرورت کے مطابق تشریحاتی نوٹ لکھے، یوں یہ شرح دیگر معاصر اردو شروحات سے ممتاز حیثیت اختیار کر گئی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ زیر نظر شرح اساتذہ کرام اور طلباء کے لیے یکساں مفید ثابت ہوگی تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ برادر صغیر مفتی صابر محمود صاحب سلمہ اللہ کی اس کوشش و کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے، ہر خاص و عام کے لیے اسے نافع و مفید بنائے اور مؤلف، ان کے اساتذہ کرام، والدین، اعزہ و اقارب اور دوست و احباب سب کے لیے دارین کے صلاح و فلاح کا باعث بنائے، آمین۔

ابوالخیر عارف محمود عفی عنہ

دارالتصنیف مدرسہ فاروقیہ کثروٹ گلگت

۷ مئی ۲۰۱۵ء / ۱۷ رجب ۱۴۳۶ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حالات امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

### نام و نسب

نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ ہے، بعض نے یوں بیان کیا ہے: نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان۔ اس میں تطبیق یوں دی جاسکتی ہے کہ زوطی رحمۃ اللہ علیہ اسلام لانے سے پہلے کا نام ہے اور اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنا نام نعمان رکھ لیا۔ زوطی رحمۃ اللہ علیہ فارسی الاصل تھے، اسلام لانے کے بعد ہجرت کر کے کوفہ تشریف لے گئے اور کوفہ میں ہی نعمان پیدا ہوئے۔ آپ کے والد رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے ایک مشہور تاجر تھے۔

### پیدائش و تعلیم و تربیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ کو کوفہ میں ہی پیدا ہوئے اور کچھ سالوں بعد اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تجارت کرنے لگ گئے۔ ایک مرتبہ بازار میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھ لیا کہ کہاں پڑھتے ہو؟ تو عرض کیا کہ تجارت کرتا ہوں، امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایمانی فراست سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر موجود جو ہر دیکھ لیا تھا، فرمایا:

”تجارت تو بہت لوگ کرتے ہیں، آپ کو علم سیکھنا چاہیے۔“

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات اثر کر گئی اور آپ حدیث و فقہ کی تعلیم میں مصروف ہو گئے۔

اس زمانے میں کوفہ میں حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فن کا شہرہ تھا، حدیث و فقہ میں دلچسپی رکھتے تھے، گھر میں ہی طلباء کو تعلیم دیتے تھے اور وقت کے پابند تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شاگردی کے لیے انہیں کا انتخاب کیا اور حاضر ہو کر اپنی خواہش کا اظہار کیا، استاد کی اجازت سے بڑے درس میں انہماک و پابندی سے شرکت کرتے، حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے چند دنوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ و ذہانت کو بھانپ لیا اور سبق میں ان کو آگے بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو برس تک حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شریک رہے اور فقہ و حدیث

کے موتیوں سے دامن بھرتے رہے اور ایسا کمال پیدا کیا کہ علمی و عملی دنیا میں امام اعظم کہلائے۔

ایک وقت ایسا آیا کہ عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قضا پیش کیا؛ لیکن آپ نے معذرت چاہی تو وہ اپنے مشورہ پر اصرار کرنے لگا؛ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صراحتاً انکار کر دیا اور قسم کھالی کہ وہ یہ عہدہ قبول نہیں کر سکتے، جس کی وجہ سے ۱۴۶ ہجری میں آپ کو قید کر دیا گیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شہرت کی وجہ سے قید خانہ میں بھی تعلیمی سلسلہ جاری رہا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث و فقیہ نے جیل میں ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت سے خوف زدہ خلیفہ وقت نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زہر دلوادیا۔ جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں وفات پا گئے۔ تقریباً پچاس ہزار افراد نے نماز جنازہ پڑھی، بغداد کے ”خیزران“ قبرستان میں دفن کیے گئے۔ ۳۷۵ھ میں اس قبرستان کے قریب ایک بڑی مسجد ”جامع الامام الاعظم“ تعمیر کی گئی، جو آج بھی موجود ہے۔ غرض ۱۵۰ھ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بڑے بڑے تابعین رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے والا ایک عظیم محدث و فقیہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور اس طرح صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے خوف سے قاضی کے عہدہ کو قبول نہ کرنے والے نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا؛ تاکہ خلیفہ وقت اپنی مرضی کے مطابق کوئی ایسا فیصلہ نہ کرا سکے، جس سے مالک حقیقی ناراض ہوں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت

شیخ جلال الدین سیوطی شافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”تبیيض الصحیفة فی مناقب الإمام ابی حنیفة“ میں بخاری و مسلم و دیگر کتب حدیث میں وارد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ”لو كان الإيمان عند الثريا لنالہ رجال أو رجل من هؤلاء“ اگر ایمان ثریا ستارے کے قریب بھی ہوگا تو اہل فارس میں سے بعض لوگ اس کو حاصل کر لیں گے۔ (بخاری: مسلم: طبرانی) کے مختلف طرق ذکر کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (شیخ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں ان احادیث میں بشارت دی ہے اور یہ احادیث امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت و فضیلت کے بارے میں ایسی صریح ہیں کہ ان پر مکمل اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

شیخ ابن حجر پیشی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۹۰۹ھ-۹۷۳ھ) نے اپنی مشہور و معروف کتاب ”الخیرات

الحسان“ میں تحریر کیا ہے کہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض تلامذہ نے فرمایا اور جس پر ہمارے مشائخ نے بھی اعتماد کیا ہے کہ ان احادیث کی مراد بلاشبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں؛ اس لیے کہ اہل فارس میں ان کے معاصرین میں سے کوئی بھی علم کے اس درجہ کو نہیں پہنچا جس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فائز تھے۔

### فائدہ

ان احادیث کی مراد میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے؛ مگر عصر قدیم سے عصر حاضر تک ہر زمانہ کے محدثین، فقہاء اور علماء کی ایک جماعت نے تحریر کیا ہے کہ ان احادیث سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ علمائے شوافع نے خاص طور پر اس قول کو مدلل کیا ہے، جیسا کہ شافعی مکتبہ فکر کے دو مشہور جید علماء کے اقوال ذکر کیے گئے۔

### امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (جو فن حدیث کے امام شمار کیے جاتے ہیں) سے جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو پایا، اس لیے کہ وہ ۸۰ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے، وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے، ان کا انتقال اس کے بعد ہوا ہے۔ بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا انتقال ۹۰ یا ۹۳ ہجری میں ہوا ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کہا جائے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور وہ طبقہ تابعین میں سے ہیں، نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی اس شہر میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت حیات تھے۔

شیخ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ”عقود الجمان“ کے نویں باب میں ذکر کیا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں پیدا ہوئے، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثرت تھی۔

اکثر محدثین (جن میں امام خطیب بغدادی، علامہ نووی، علامہ ابن حجر، علامہ ذہبی، علامہ زین العابدین سخاوی، حافظ ابو نعیم اصفہانی، امام دارقطنی، حافظ ابن عبدالبر اور علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہم کے نام قابل ذکر ہیں) کا

یہی فیصلہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

محدثین و محققین کی تشریح کے مطابق صحابی کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ دیکھنا بھی کافی ہے، اسی طرح تابعیت کا معاملہ بھی ہے کہ تابعی کہلانے کے لیے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ صحابی کا دیکھنا بھی کافی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو دیکھنے کے علاوہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاص کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت بھی کی ہیں۔

غرض کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں اور آپ کا زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا زمانہ ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس دور کی امانت و دیانت اور تقویٰ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم (سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۱۰۰) میں فرمایا ہے۔ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ بہترین زمانوں میں سے ایک ہے۔ علاوہ ازیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں ہی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بشارت دی تھی، جیسا کہ بیان کیا جا چکا، جس سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت اور فضیلت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

### صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے، جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

- |  |   |
|--|---|
| (۱) - حضرت انس بن مالک <small>رضی اللہ عنہ</small>     | (۲) - حضرت عبداللہ بن جزء الزبیدی <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| (۳) - حضرت جابر بن عبداللہ <small>رضی اللہ عنہ</small> | (۴) - حضرت معقل بن یسار <small>رضی اللہ عنہ</small>           |
| (۵) - حضرت واشلہ بن الاسقع <small>رضی اللہ عنہ</small> | (۶) - حضرت عائشہ بنت عجر <small>رضی اللہ عنہا</small>         |

### فائدہ

محدثین کی ایک جماعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا روایت کرنا ثابت کیا ہے؛ البتہ بعض محدثین نے اس سے اختلاف کیا ہے، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تابعی ہونے پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے۔

## امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ و شیوخ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے حضرات سے علم حدیث و فقہ حاصل کیا، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:-

### شیخ حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

شہر کوفہ کے امام و فقیہ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سب سے قریب اور معتمد شاگرد ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی صحبت میں ۱۸ سال رہے۔ ۱۲۰ ہجری میں شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ان کی مسند کے جانشین ہوئے۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ مشہور و معروف محدث و تابعی شیخ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خصوصی شاگرد ہیں۔ علاوہ ازیں شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علمی وارث اور نائب بھی شمار کیے جاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بڑی درس گاہ شہر بصرہ تھی، جو امام الحدیث شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے علوم حدیث سے مالا مال تھی؛ یہاں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کا بھرپور حصہ پایا۔

### شیخ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ

مکہ مکرمہ میں مقیم شیخ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور استفادہ کیا۔ شیخ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار صحابہ کرام، خاص کر حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ام سلمہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے استفادہ کیا تھا۔ شیخ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگرد ہیں۔

### شیخ عکرمہ بربری رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگرد ہیں۔ کم و بیش ۷۰ مشہور تابعین ان کے شاگرد ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان میں شامل ہیں۔ مکہ مکرمہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے علمی استفادہ کیا۔

مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ میں سے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ اور حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احادیث کا سماع کیا ہے۔ یہ ساتوں فقہاء مشہور و معروف تابعین تھے۔ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پروردہ غلام ہیں، جب کہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں، جنہوں نے اپنے والد، صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تعلیم حاصل کی تھی۔

ملک شام میں امام اوزاعی اور امام مکحول رحمہما اللہ سے بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اکتسابِ علم کیا ہے۔ دیگر محدثین کے طرز پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احادیث کی سماعت کے لیے حج کے اسفار کا بھرپور استعمال کیا؛ چنانچہ آپ نے تقریباً ۵۵ حج ادا کیے۔ حج کی ادائیگی سے قبل و بعد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام فرما کر قرآن و سنت کو سمجھنے اور سمجھانے میں وافر وقت لگایا۔ بنو امیہ کے آخری عہد میں جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا حکمرانوں سے اختلاف ہو گیا تھا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً ۷ سال مکہ مکرمہ میں مقیم رہ کر تعلیم و تعلم کے سلسلہ کو جاری رکھا۔

### امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ

”سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے مصنف اول ”علامہ شبلی نعمانی“ نے اپنی مشہور و معروف کتاب ”سیرۃ النعمان“ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے درس کا حلقہ اتنا وسیع تھا کہ خلیفہ وقت کی حدود و حکومت اس سے زیادہ وسیع نہ تھیں۔ سیکڑوں علماء و محدثین نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے علمی استفادہ کیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علم فقہ میں کمال حاصل کرنا چاہے اس کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ کا رخ کرنا چاہیے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر امام محمد رضی اللہ عنہ (امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) مجھے نہ ملتے تو شافعی، شافعی نہ ہوتا؛ بلکہ کچھ اور ہوتا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے چند مشہور شاگردوں کے نام حسب ذیل ہیں، جنہوں نے اپنے استاذ کے مسلک کے مطابق درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ قاضی ابو یوسف، امام محمد بن حسن الشیبانی، امام زفر بن ہذیل، امام یحییٰ بن سعید القطان، امام یحییٰ بن زکریا، محدث عبد اللہ بن مبارک، امام وکیع بن الجراح اور امام داؤد الطائی رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

### قاضی ابو یوسف رضی اللہ عنہ

آپ کا نام یعقوب بن ابراہیم انصاری ہے، ۱۱۳ھ یا ۱۱۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے، امام ابو یوسف

رحمۃ اللہ علیہ کو معاشی تنگی کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ جاری رکھنا مشکل ہو گیا تھا؛ مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گھر کے تمام اخراجات برداشت کر کے ان کو تعلیم دی، ذہانت، علمی شوق اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ کی وجہ سے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے محدث و فقیہ بن کر سامنے آئے۔ فقہ حنفی کی تدوین میں قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اہم کردار ہے، عباسی دور حکومت میں قاضی القضاة کے عہدہ پر فائز ہوئے، یہ پہلا موقع تھا جب کسی کو قاضی القضاة کے عہدہ پر فائز کیا گیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بعض مسائل میں اختلاف بھی کیا؛ لیکن پوری زندگی خاص کر قاضی القضاة کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد فقہ حنفی کو ہی نشر کیا۔ مسلک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اصول فقہ کی اولین کتاب تحریر فرمائی، ۱۸۲ھ میں وفات ہوئی۔

### امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۳۱ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے، پھر فقہاء و محدثین کے شہر کوفہ چلے گئے، وہاں بڑے بڑے محدثین اور فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کی صحبت پائی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تقریباً دو سال جیل میں تعلیم حاصل کی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم مکمل کی، پھر مدینہ منورہ جا کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھی، صرف بیس سال کی عمر میں مسند حدیث پر بیٹھ گئے، یہ فقہ حنفی کے دوسرے اہم بازو شمار کیے جاتے ہیں، اسی لیے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو صاحبین کہا جاتا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار شاگرد ہیں؛ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کی مشہور کتاب ”موطا امام محمد“ آج بھی ہر جگہ موجود ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات بہت ہیں، فقہ حنفی کا مدار انہیں کتابوں پر ہے، ان کی درج ذیل کتابیں مشہور و معروف ہیں، جو فتاویٰ حنفیہ کام آخذ ہیں:-

۱۔ المبسوط، ۲۔ الجامع الصغیر، ۳۔ الجامع الکبیر، ۴۔ الزیادات، ۵۔ السیر

الصغیر، ۶۔ السیر الکبیر۔

### امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ

امام زفر بن ہذیل ۱۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر میں علم حدیث سے خاص شغف و تعلق تھا، علامہ



نوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اصحاب الحدیث میں شمار کیا ہے، پھر علم فقہ کی جانب توجہ کی اور اخیر عمر تک یہی مشغلہ رہا۔ بصرہ میں قاضی کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں، آپ فقہ حنفی کے اہم ستون ہیں۔

امام یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ فن اسماء الرجال (سند حدیث پر بحث کا علم) سب سے پہلے انہوں نے ہی شروع کیا ہے۔ اس کے بعد دیگر حضرات، مثلاً امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس علم کو باقاعدہ فن کی شکل دی۔ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا ہے۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ علم حدیث میں بڑی مہارت حاصل کی، یہاں تک کہ امیر المؤمنین فی الحدیث کا لقب ملا۔ ۱۱۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۸۱ ہجری میں وفات پائی۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ میری مدد نہ فرماتے تو میں ایک عام انسان سے بڑھ کر کچھ نہ ہوتا۔

علم حدیث اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جس وقت پیدا ہوئے تو ان کا شہر کوفہ علم حدیث اور علم فقہ کے ایک بڑے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا، کوفہ والے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علمی و فقہی فیض سے مستفید ہوتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آخری عمر تک کوفہ میں مقیم رہے اور ان کی تربیت کے نتیجے میں جو علماء تیار ہوئے ان کی تعداد چار ہزار بتائی جاتی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے رفقاء کرام بھی کوفہ میں تشریف لائے اور اپنے علم حدیث و فقہ کی خوش بوبکھیرتے رہے۔ جن میں حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت سلمان فارسی، حضرت عمار بن یاسر، حضرت عبداللہ بن ابی اونی اور حضرت عبداللہ بن حارث رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ شامل ہیں۔ امام عجل رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں رہائش اختیار کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد ۱۵۰۰ کے قریب بتائی ہے۔ اتنے حضرات کی موجودگی میں یہ شہر علم کا مرکز و مخزن بن گیا تھا، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دار الخلافہ بنایا تو ارشاد فرمایا:

”رحم الله ابن أم عبد قد ملاء هذه القرية علماً“۔

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

”أصحاب ابن مسعود سراج هذه الأمة“۔

حضرت انس بن سیرین رحمہ اللہ کا قول مشہور ہے:

”أبيت الكوفة، فوجدت بها أربعة آلاف، يطلبون الحديث، وأربع مائة قد فقهوا“۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اسی دور میں کوفہ شہر میں پیدا ہوئے اور اسی شہر میں پروان چڑھے اور شیوخ سے علم حاصل کیا۔ ابتدا میں علم کلام کی طرف زیادہ توجہ دی، پھر آپ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر علم حدیث و الشرائع کی طرف متوجہ ہوئے۔

۹۶ھ میں آپ حج کرنے کے لیے مکہ المکرمہ تشریف لے گئے اور وہاں حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی زیارت فرمائی اور ان کی زبانی یہ ارشاد گرامی سنا:

”من تفقه في الدين كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب“۔

آپ رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث حاصل کیا، جنہوں نے ۵۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا ہوا تھا۔

حضرت علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علوم علقمہ، اسود، حارث، عمرو اور عبیدہ بن قیس رحمہم اللہ پر ختم ہیں اور ان سب کے علوم ابراہیم نخعی اور عامر شعبی میں جمع ہیں۔ اور یہ دونوں حضرات امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ایک روشن نام حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جنہیں بالاتفاق حدیث و فقہ میں امام تسلیم کیا گیا ہے۔ جنہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت انس، حضرت زید بن وہب، حضرت سعید بن مسیب، حضرت عکرمہ، حضرت ابووائل، حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہم سے علمی اکتساب کیا۔

اس کے علاوہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین شریفین کے شیوخ حدیث سے علم حدیث حاصل کرنے کے بعد اجتہاد کے درجے میں قدم رکھا اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں بالاتفاق مجتہد تسلیم کیا گیا۔

## حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث کی مشہور کتابیں

احادیث کی مشہور کتابیں (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی، مسند ابن حبان، مسند احمد بن حنبل وغیرہ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تقریباً ۱۵۰ سال بعد مدون ہوئی ہیں۔ ان مذکورہ کتابوں کے مصنفین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں موجود ہی نہیں تھے، ان میں سے اکثر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ مشہور کتب حدیث کی تصنیف سے قبل ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگردوں (قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث اور فقہ کے دروس کو کتابی شکل میں مرتب کر دیا تھا، جو آج بھی دستیاب ہیں۔ مشہور کتب حدیث میں عموماً چار یا پانچ یا چھ واسطوں سے احادیث ذکر کی گئی ہیں؛ جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیادہ تر احادیث صرف دو واسطوں سے آئی تھیں، اس لحاظ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو احادیث ملی ہیں، وہ اصح الاسانید کے علاوہ احادیث صحیحہ، مرفوعہ، مشہورہ اور متواترہ کا مقام رکھتی ہیں۔ غرض کہ جن احادیث کی بنیاد پر فقہ حنفی مرتب کیا گیا، وہ عموماً سند کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی ہیں۔

## علم فقہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

عصر قدیم و جدید میں علم فقہ کی تعریف مختلف الفاظ میں کی گئی ہے؛ مگر ان کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں احکام شرعیہ کا جاننا فقہ کہلاتا ہے۔ احکام شرعیہ کے جاننے کے لیے سب سے پہلے قرآن کریم اور پھر احادیث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث میں کسی مسئلہ کی وضاحت نہ ملنے پر اجماع اور قیاس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

فقہ کو سمجھنے سے قبل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اہم اصل و ضابطہ کو ذہن میں رکھیں کہ:

”میں پہلے کتاب اللہ اور سنت نبوی کو اختیار کرتا ہوں، جب کوئی مسئلہ کتاب اللہ اور سنت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ملتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و اعمال کو اختیار کرتا ہوں۔ اس

کے بعد دوسروں کے فتاویٰ کے ساتھ اپنے اجتہاد و قیاس پر توجہ دیتا ہوں۔“

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ اصل وضابطہ ہے کہ:

”اگر مجھے کسی مسئلہ میں کوئی حدیث مل جائے، خواہ اس کی سند ضعیف بھی ہو تو میں اپنے اجتہاد و قیاس کو ترک کر کے اس کو قبول کرتا ہوں۔“

یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا خود بنایا ہوا اصول نہیں ہے؛ بلکہ اُس مشہور حدیث کی اتباع ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی۔

فقہ حنفی کا مدار صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر ہے اور اس فقہ کی بنیاد وہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسائل شرعیہ معلوم کرتے تھے۔ کوفہ شہر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن و حدیث کی روشنی میں لوگوں کی رہنمائی فرماتے تھے۔ حضرت علقمہ بن قیس کوفی رحمہ اللہ اور حضرت اسود بن یزید کوفی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خود فرماتے تھے کہ:

”جو کچھ میں نے پڑھا، لکھا اور حاصل کیا وہ سب کچھ علقمہ کو دے دیا، اب میری معلومات علقمہ سے زیادہ نہیں ہے۔“ حضرت علقمہ اور حضرت اسود رحمہما اللہ کے انتقال کے بعد حضرت ابراہیم نخعی کوفی رضی اللہ عنہ مسند نشین ہوئے اور علم فقہ کو بہت کچھ وسعت دی، یہاں تک کہ انھیں ”فقیر عراق“ کا لقب ملا۔ حضرت ابراہیم نخعی کوفی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فقہ کا غیر مرتب ذخیرہ جمع ہو گیا تھا جو ان کے شاگردوں نے خاص کر حضرت حماد کوفی رضی اللہ عنہ نے محفوظ کر رکھا تھا۔ حضرت حماد رضی اللہ عنہ کے اس ذخیرہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں خاص کر امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہم کو بہت منظم شکل میں پیش کر دیا، جو انہوں نے باقاعدہ کتابوں میں مرتب کر دیا، یہ کتابیں آج بھی موجود ہیں۔ اس طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دو واسطوں سے حقیقی وارث بنے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن و سنت کی روشنی میں جو سمجھا تھا وہ امت مسلمہ کو پہنچ گیا۔ غرض کہ فقہ حنفی کی تدوین اُس دور کا کارنامہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون قرار دیا اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکمل حفاظت کے ساتھ اسی زمانہ میں کتابی شکل میں مرتب کی گئیں۔

فائدہ

ان دنوں بعض ناواقف حضرات فقہ کا ہی انکار کرنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ قرآن و حدیث کو سمجھ

کر پڑھنا اور اس سے مسائل شرعیہ کا استنباط کرنا فقہ ہے، نیز قرآن و حدیث میں متعدد جگہ فقہ کا ذکر بھی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

مشہور کتب حدیث (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی، صحیح ابن حبان، مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہم وغیرہ) کی تالیف سے قبل ہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے شاگردوں نے فقہ حنفی کو کتابوں میں مرتب کر دیا تھا۔ اگر واقعی فقہ قابل رد ہے تو مذکورہ کتب حدیث کے مصنفین نے اپنی کتاب میں فقہ کی تردید میں کوئی باب کیوں نہیں بنایا؟ یا کوئی دوسری مستقل کتاب فقہ کی تردید میں کیوں تصنیف نہیں کی؟ غرض کہ یہ ان حضرات کی ہٹ دھرمی ہے، ورنہ قرآن و حدیث کو سمجھ کر مسائل کا استنباط کرنا ہی فقہ کہلاتا ہے، جسے جمہور محدثین و مفسرین و علمائے رحمہ اللہ علیہم امت نے تسلیم کیا ہے۔

### امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی کتابیں

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے دورانِ درس جو احادیث بیان کی ہیں انہیں شاگردوں نے حَدَّثْنَا اور أَخْبَرْنَا وغیرہ الفاظ کے ساتھ جمع کر دیا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے درسی افادات کا نام ”کتاب الآثار“ ہے، جو دوسری صدی ہجری میں مرتب ہوئی، اس زمانہ تک کتابوں کی تالیف بہت زیادہ عام نہیں تھی۔ ”کتاب الآثار“ اس دور کی پہلی کتاب ہے، جس نے بعد کے آنے والے محدثین کے لیے ترتیب و تبویب کے راہ نما اصول فراہم کیے۔ علامہ شبلی نعمانی نے ”کتاب الآثار“ کے متعدد نسخوں کی نشان دہی کی ہے؛ لیکن عام شہرت چار نسخوں کو حاصل ہے۔ ان نسخوں میں سے امام محمد رحمہ اللہ علیہ کی روایت کردہ کتاب کو سب سے زیادہ شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔

مشہور محقق عالم مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ علیہ نے کتاب الآثار کے مقدمہ میں قوی روایتوں کی روشنی میں لکھا ہے کہ کتاب الآثار براہِ راست امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی تالیف ہے، امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر رحمہ اللہ علیہم وغیرہ اس کے راوی ہیں:-

|                |  |
|----------------|--|
| ”کتاب ال آثار“ | بہ روایت امام محمد رحمہ اللہ علیہ        |
| ”کتاب ال آثار“ | بہ روایت قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ    |
| ”کتاب ال آثار“ | بہ روایت امام زفر رحمہ اللہ علیہ         |
| ”کتاب ال آثار“ | بہ روایت امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ علیہ |

## مسند امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

علمائے کرام نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پندرہ مسانید شمار کی ہیں، جن میں ائمہ دین اور حفاظ حدیث نے آپ کی روایات کو جمع کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے، ان میں سے ”مسند امام اعظم“ علمی دنیا میں مشہور ہے، جس کی متعدد شروحات بھی تحریر کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے بڑا کام ملک شام کے امام ابوالموائد خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، جنہوں نے تمام مسانید کو ایک بڑی ضخیم کتاب میں ”جامع المسانید“ کے نام سے جمع کیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتابیں بھی فقہ حنفی کے اہم مآخذ ہیں۔

المبسوط۔ الجامع الصغیر۔ الجامع الکبیر۔

الزیادات۔ السیر الصغیر۔ السیر الکبیر۔

## امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

کتاب و سنت کی تعلیم اور فقہ کی تدوین کے ساتھ امام صاحب نے زہد و تقویٰ اور عبادت میں پوری زندگی بسر کی۔ رات کا بیشتر حصہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے، نفل نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے میں گزارتے تھے۔ امام صاحب نے علم دین کی خدمت کو ذریعہ معاش نہیں بنایا؛ بلکہ معاش کے لیے ریشم بنانے اور ریشمی کپڑے تیار کرنے کا بڑا کارخانہ تھا، جو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے گھر میں چلتا تھا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق خوش حال گھرانے سے تھا، اس لیے لوگوں کی، خاص طور سے اپنے شاگردوں کی، بہت مدد کیا کرتے تھے۔ آپ نے ۵۵ حج ادا کیے۔

## امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ علمائے امت کے نظر میں

امام علی بن صالح رحمۃ اللہ علیہ

نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر فرمایا کہ: ”عراق کا مفتی اور فقیہ گزر گیا“۔ (مناقب ذہبی ص ۱۸)

امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے کہ: ”کوفہ کے دو لوگوں کے سوا کسی اور پر رشک نہیں آتا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا فقہ،

دوسرے شیخ حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا زہد وقناعت“۔ (تاریخ بغداد: ۱۳/۳۲۸)

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے کہ: ”امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پیچیدہ مسائل کو سب اہل علم سے زیادہ جاننے والے تھے“۔

(مناقب کردی ص ۹۰)

امام داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے کہ: ”امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس وہ علم تھا جس کو اہل ایمان کے دل قبول کرتے ہیں“۔

(الخیرات الحسان ص ۳۲)

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے پاس ایک شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے آیا۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

”تم روئے زمین کے سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آرہے ہو“۔

(الخیرات الحسان ص ۳۲)

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ: ”میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا انسان نہیں دیکھا“۔

(الخیرات الحسان ص ۲۴)

امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ: ”امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا فقیہ اور کسی کو نہیں دیکھا“۔

## امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور ان کی احادیث کے حافظ بھی تھے۔ انہوں نے

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت ساری احادیث سنی ہیں۔ (جامع بیان العلم، ابن عبدالبر، ج ۲، ص ۱۲۹)

## امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے: ”میری آنکھوں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا انسان نہیں دیکھا، دو چیزوں کے بارے

میں خیال تھا کہ وہ شہر کوفہ سے باہر نہ جائیں گی؛ مگر وہ زمین کے آخری کناروں تک پہنچ گئیں۔

ایک امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت اور دوسری ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ“۔ (تاریخ بغداد: ۱۳/۳۲۷)

## امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ: ”ہم سب علم فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہیں، جو شخص علم فقہ میں مہارت حاصل

کرنا چاہے وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محتاج ہوگا“۔

(تاریخ بغداد: ۲۳/۱۲۱)

## امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ: ”امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہیزگار، عالم آخرت کے راغب اور اپنے معاصرین میں سب

سے بڑے حافظ حدیث تھے“۔

(مناقب الامام ابی حنیفہ، للموفق بن احمد المکی)

## امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ

امام بکر بن محمد زنجری (متوفی ۱۵۲ھ) کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب

الاثر کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔ (مناقب امام ابی حنیفہ)

## امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ کے شاگردوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے

قرآن وحدیث وفقہ کے دروس کو کتابی شکل دے کر ان کے علم کے نفع کو بہت عام کر دیا، خاص کر جب آپ کے

شاگرد قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ عباسی حکومت میں قاضی القضاة کے عہدہ پر فائز ہوئے تو انہوں نے قرآن وحدیث

کی روشنی میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلوں سے حکومتی سطح پر عوام کو متعارف کرایا۔



چنانچہ چند ہی سالوں میں فقہ حنفی دنیا کے کونے کونے میں رائج ہو گیا اور اس کے بعد یہ سلسلہ برابر جاری رہا، حتیٰ کہ عباسی و عثمانی حکومت میں مذہب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو سرکاری حیثیت دے دی گئی؛ چنانچہ آج ۱۴۰۰ سال گزر جانے کے بعد بھی تقریباً ۴۰ فیصد امت مسلمہ اس پر عمل پیرا ہے اور اب تک امت مسلمہ کی اکثریت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح اور وضاحت و بیان پر ہی عمل کرتی چلی آ رہی ہے۔

ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان کے مسلمانوں کی بڑی اکثریت، جو دنیا میں مسلم آبادی کا ۴۰ فی صد سے زیادہ ہے، اسی طرح ترکی اور روس سے الگ ہونے والے ممالک، نیز عرب ممالک کی ایک جماعت، قرآن و حدیث کی روشنی میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہی فیصلوں پر عمل پیرا ہے۔

### وفات

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد تشریف لائے تو خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضاء پیش کیا، جس کو قبول کرنے سے آپ نے انکار کر دیا، خلیفہ منصور نے ناراض ہو کر آپ کو جیل میں ڈال دیا۔

آپ نے جیل میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور عوام الناس کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے علمی و فقہی علوم حاصل کیے۔ خلیفہ منصور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس مقبولیت سے ناخوش تھا، اس نے آپ کو ختم کرنے کا ارادہ کیا اور آپ کے کھانے میں زہر ڈال دیا، زہر اتنا تیز تھا کہ اس کو کھانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً سجدہ میں گر گئے اور یوں علم و فقہ کا یہ آفتاب اپنی زندگی کی ستر بہاریں دیکھ کر ۱۵۰ھ میں غروب ہو گیا۔

انتقال کے بعد جب ہزاروں سوگوار آپ کا جنازہ لیے جا رہے تھے تو خلیفہ منصور نے اپنے محل سے دیکھ کر کہا: ”ملک کے اصل حاکم تو یہ تھے، جو لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔“



## مصادر و مراجع

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر جتنا کچھ مختلف زبانوں، خاص کر عربی زبان میں تحریر کیا گیا ہے، وہ عموماً دوسرے کسی محدث یا فقیہ یا عالم پر تحریر نہیں کیا گیا، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و عملی خدمات کے قبول ہونے کی بظاہر علامت ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے مختلف پہلوں پر جو کتابیں تحریر کی گئی ہیں، ان میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”تبیيض الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفة“ سے خصوصی استفادہ کر کے اس مضمون کو تحریر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مصنفوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین

## سوانح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر چند عربی کتب

❁ تبیيض الصحیفة بمناقب ابی حنیفة: للعلامة جلال الدين السيوطي المصري

الشافعي رحمه الله

❁ تحفة السلطان فی مناقب النعمان: للقاضي محمد بن الحسن بن كاس ابی القاسم

رحمه الله

❁ عقود المرجان فی مناقب ابی حنیفة النعمان: للشيخ ابی جعفر احمد بن محمد المصري

الطحاوی رحمه الله

❁ عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان: للشيخ محمد بن يوسف الصالحی رحمه الله

❁ مناقب الامام الاعظم: شيخ ملا علی قاری رحمه الله

❁ ترجمة الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان بن ثابت: امام خطیب بغدادی رحمه الله

❁ الانتقاء (ایک باب): للحافظ ابن عبد البر رحمه الله

❁ عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابوحنیفة النعمان: رسالة مقدمة لنیل درجة

الماجستر۔۔۔ مولوی محمد ملا عبد القادر الافغانی رحمه الله

❁ اخبار ابی حنیفة واصحابه: للشيخ قاضي ابی عبد الله حسين بن علی الصيمري رحمه الله

❁ فضائل أبي حنيفة وأخباره ومناقبه: للشيخ أبي القاسم عبد الله بن محمد المعروف بـ "أبي عوام رحمه الله"

❁ شقائق النعمان في مناقب أبي حنيفة النعمان: لجار الله أبي القاسم الزمخشري

❁ مكانة الامام أبي حنيفة في علم الحديث: للشيخ محمد عبد الرشيد النعماني الهندي رحمه الله، تحقيق الشيخ عبد الفتاح أبي غده رحمه الله

❁ الخيرات الحسان في مناقب الامام الاعظم أبي حنيفة النعمان: لمفتي الحجاز الشيخ شهاب الدين احمد بن حجر الهيتمي المكي رحمه الله

❁ كتاب منازل الائمة الاربعة: للإمام ابوزكريا يحيى بن ابراهيم رحمه الله

❁ مناقب الامام الاعظم أبي حنيفة رحمه الله: موفق بن احمد المكي، محمد بن محمد بن شهاب ابن البزار الكردي رحمه الله

❁ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه أبي يوسف ومحمد بن الحسن: الإمام حافظ أبي عبد الله محمد بن احمد عثمان الذهبي رحمه الله

❁ ابو حنيفة النعمان وآرائه الكلامية: للشيخ شمس الدين محمد عبداللطيف المصري رحمه الله

❁ ابو حنيفة النعمان (امام الائمة الفقهاء): للشيخ وهبي سليمان الغاوي رحمه الله

❁ تانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة رحمه الله من الأكاذيب: للشيخ محمد زاهد بن الحسن الكوثري رحمه الله

❁ الجواهر المضيئة في تراجم الحنفية: للشيخ عبدالقادر القرشي رحمه الله

❁ حياة أبي حنيفة: للشيخ السيد العفيفي رحمه الله

❁ ابو حنيفة، حياته وعصره، آرائه وفقهه: للشيخ محمد ابوزهره رحمه الله

❁ أئمة الفقه الاسلامي: ابو حنيفة، الشافعي، مالك، ابن حنبل: للشيخ نوح بن مصطفى الرومي الحنفي رحمه الله

❁ مناقب الامام الاعظم أبي حنيفة: للشيخ موفق بن احمد الخوارزمي رحمه الله

❁ نشر الصحيفة في ذكر الصحيح من اقوال أئمة الجرح والتعديل في أبي حنيفة: للشيخ ابي عبد الرحمن مقبل بن هاوي الوادي رحمه الله

❁ عقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الامام ابي حنيفة رحمه الله: للعلامة المحدث السيد محمد مرتضى الزبيدي الحسيني الحنفي رحمه الله

❁ تحفة الاخوان في مناقب ابي حنيفة: للعلامة احمد عبد الباري عاموه الحديدي رحمه الله

❁ التعليقات الحسان على تحفة الاخوان في مناقب ابي حنيفة: للعلامة محمد احمد محمد عاموه رحمه الله

❁ اعلاء السنن: ماضى قريب کے جيد عالم ومحدث شیخ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں سے منقول تمام مسائل فقہیہ کو جلدوں میں احادیث نبویہ سے مدلل کیا ہے۔ ملک شام کے مشہور حنفی عالم شیخ عبدالفتاح ابو غده رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تقریظ تحریر فرمائی ہے۔ عربی زبان میں تحریر کردہ اس عظیم کتاب کی ۱۸ ضخیم جلدیں ہیں۔

## سوانح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر چند اردو کتب

❁ مقام ابي حنيفة رحمۃ اللہ علیہ: مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

❁ تقليد ائمة اور مقام امام ابو حنيفة رحمۃ اللہ علیہ: مولانا محمد اسماعيل سنبلي رحمۃ اللہ علیہ

❁ امام اعظم ابو حنيفة رحمۃ اللہ علیہ، حیات و کارنامے: مولانا محمد عبدالرحمن مظاہری رحمۃ اللہ علیہ

❁ حضرت امام ابو حنيفة رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی: مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

❁ امام اعظم اور علم الحدیث: مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

❁ امام اعظم ابو حنيفة رحمۃ اللہ علیہ، حالات و کمالات، ملفوظات: ڈاکٹر مولانا خلیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ تبیيض)

❁ الصحيفة في مناقب الامام ابي حنيفة

❁ سيرة النعمان: علامة شبلي نعماني رحمۃ اللہ علیہ

- ❁ سیرۃ ائمه اربعہ: قاضی اطہر مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ارجاء کی تہمت: مولانا نعمت اللہ اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ علم حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ: مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب، ایڈیٹر ماہ نامہ دارالعلوم دیوبند
- ❁ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور معتزین "کشف الغمۃ بسراج الائمة": مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہ جہان پوری رحمۃ اللہ علیہ، سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند
- ❁ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کی روایت: مولانا عبدالشہید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شہید اہل بیت: مفتی ابوالحسن شریف اللہ لکوثری رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ الطریق الاسلام اردو شرح مسند الامام الاعظم: مولانا محمد ظفر اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ نقاہت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: مولانا خدا بخش صاحب ربانی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ ملفوظات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: مفتی محمد اشرف عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عادلانہ دفاع، علامہ کوثری کی کتاب تائب الخطیب کا اردو ترجمہ: حافظ عبدالقدوس خان
- ❁ حیات حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: شیخ ابو زہرہ رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ حدائق الحنفیۃ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۳۰۰ ہجری تک دنیا بھر کے ایک ہزار سے زائد حنفی علماء و فقہاء کا تذکرہ): مولوی فقیر احمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۱۰ سو قصے: مولانا محمد اویس سرور رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حیرت انگیز واقعات: مولانا عبدالقیوم حقانی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی محدثانہ حیثیت: مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا مفتی نعمت حقانی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مصری کی عربی کتاب کا ترجمہ: پروفیسر غلام احمد حریری رحمۃ اللہ علیہ



## مسند امام اعظم کا مختصر تعارف

”مسند امام اعظم“ یہ کتاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ آپ نے جن شیوخ سے احادیث کو روایت کیا ہے بعد میں محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے ہر شیخ کی مرویات کو علیحدہ کر کے مسانید کو مرتب کیا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تدوین فقہ اور درس کے وقت تلامذہ کو مسائل شرعیہ بیان فرماتے ہوئے جو دلائل بصورت روایت بیان فرمائے تھے ان روایات کو آپ کے تلامذہ رحمۃ اللہ علیہم یا بعد کے محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے جمع کر کے مسند کا نام دیدیا۔ ان مسانید اور مجموعوں کی تعداد حسب ذیل ہے:

- مسند الامام مرتب امام حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو محمد عبداللہ بن یعقوب الحارث البخاری رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو الحسین محمد بن مظہر بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب الشیخ الثقتہ ابو بکر محمد بن عبدالباخی الانصاری رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ عمر بن حسن الاثنانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو عبداللہ حسین بن محمد بن خسرو البلیخی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو القاسم عبداللہ بن محمد السعدی رحمۃ اللہ علیہ

- ❁ مسند الامام مرتب حافظ عبداللہ بن مخلد بن حفص البغدادی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مسند الامام مرتب حافظ ابوالحسن علی بن عمر بن احمد الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مسند الامام مرتب حافظ ابو حفص عمر بن احمد المعروف بابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مسند الامام مرتب حافظ ابوالخیر شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مسند الامام مرتب حافظ شیخ الحرین عیسیٰ المغربی المالکی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مسند الامام مرتب حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر القیسرانی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مسند الامام مرتب حافظ ابوالعباس احمد الہمدانی المعروف بابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مسند الامام مرتب حافظ ابوبکر محمد بن ابراہیم الاصفہانی المعروف بابن المقری رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مسند الامام مرتب حافظ ابواسمعیل عبداللہ بن محمد الانصاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مسند الامام مرتب حافظ ابوالحسن عمر بن حسن الاشانی رحمۃ اللہ علیہ
- ❁ مسند الامام مرتب حافظ ابوالقاسم علی بن حسن المعروف بابن عسا کر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے ہاں جو نسخہ پڑھایا جاتا ہے وہ امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متعدد واسطوں سے نقل فرمایا ہے اور اس کی ترتیب مسانید کی طرز پر رکھی، اس میں کسی خاص ترتیب کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا جس کی وجہ سے اس میں تکرار پیدا ہو گیا ہے، بعد میں اس پر علامہ حسکفی رحمۃ اللہ علیہ نے کام کیا اور اس تکرار کو بھی ختم فرمایا اور ان کے بعد ملا عابد سندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کام کیا اور اس کو ابواب فقہیہ اور کتب حدیث کی ترتیب پر مرتب فرمایا، حاصل یہ کہ اس وقت ہمارے ہاتوں میں موجود کتاب کئی تبدیلیوں کے بعد ہم تک پہنچی ہے۔

ہمارے ہاں درس نظامی میں چونکہ علامہ حسکفی رحمۃ اللہ علیہ کا روایت کردہ نسخہ شامل نصاب ہے اس لئے مناسب معلوم ہو کہ علامہ حسکفی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تعارف ہمارے سامنے آجائے۔ اس لئے ذیل میں علامہ رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

### علامہ حسکفی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

علامہ رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام صدر الدین موسیٰ بن زکریا بن ابراہیم بن محمد بن صاعد ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش دیار بکر کے ایک شہر ”حصن کیفا“ میں ہوئی، اسی کی طرف نسبت کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ”حسکفی“ کہا جاتا ہے جبکہ ملا علی قاری

رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح تلفظ ”خصفکی“ خاء کے ساتھ ہے جس میں فاء پہلے ہے، کاف بعد میں ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نوجوانی کے ایام قاہرہ اور حلب میں گزرے، حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کا شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے چنانچہ خود حافظ دمیاتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیوخ کے معاجم میں ان کا بھی تذکرہ کیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال قاہرہ ہی ۶۵۰ھ میں ہوا۔

### مسند امام اعظم میں مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم

”مسند امام اعظم“ میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات آئی ہیں، ان کی تعداد ساٹھ ہے اور ان حضرات رضی اللہ عنہم سے ۷۸ روایات منقول ہیں، اور بقیہ مرویات میں مراسل اور نامعلوم الاسم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات شامل ہیں۔ مسند امام اعظم میں سب سے زیادہ مرویات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں، جن کی تعداد ۷۹ ہے، دوسرے نمبر پر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں، جن کی تعداد ۵۳ ہے اور تیسرے نمبر پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جن کی تعداد ۴۹ ہے۔

### مسند امام اعظم کی ایک اہم خصوصیت

اہل اصول کے یہاں یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ سند میں جتنے راوی کم ہوں گے، اس کا درجہ اتنا ہی زیادہ ہوگا اور اس حدیث کو صحت کے اتنا ہی قریب سمجھا جائے گا اور سند میں جتنے راوی زیادہ ہوں گے، اس کا درجہ اتنا ہی کم ہوگا اور وہ صحت سے اتنا ہی دور ہوگی۔

چنانچہ وہ روایات جن میں ایک راوی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہو اور وہ بھی صحابی رضی اللہ عنہ، ان کا درجہ بقیہ تمام روایات سے اونچا ہوگا، اور ایسی روایات کو اصطلاح محدثین میں ”وحدانیات“ کہا جاتا ہے، یہیں سے بعض دوسری اقسام حدیث کی تعریف بھی معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ

ثنائیات: ان روایات کو کہتے ہیں جن میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہوں۔

ثلاثیات: ان روایات کو کہتے ہیں جن میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہوں۔

رباعیات: ان روایات کو کہتے ہیں جن میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف چار واسطے ہوں۔



- خامسیات: ان روایات کو کہتے ہیں جن میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف پانچ واسطے ہوں۔
- سداسیات: ان روایات کو کہتے ہیں جن میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف چھ واسطے ہوں۔

### وحدانیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

یوں تو مسند امام اعظم کی خصوصیات میں بہت سی چیزیں شامل ہیں لیکن ایک خصوصیت ایسی ہے جو اس کو باقی کتب سے ممتاز کر دیتی ہے اور اپنے زمانے کی تمام کتب حدیث میں انتہائی اہم مقام سے سرفراز کرتی ہے اور خصوصیت یہ کہ موطا امام مالک سے لے کر صحاح ستہ تک کسی کتاب میں ایک بھی ایسی روایت نہیں ملتی ہے جس میں صاحب کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف ایک واسطہ ہو۔

موطا امام مالک میں سب سے عالی سند روایت ”ثلاثی“ ہوتی ہے اور بخاری شریف میں سب سے عالی سند روایت ”ثلاثی“ آئی ہے جبکہ مسند امام اعظم میں ایسی روایات کی تعداد ۸ ہے، اور یہ عالی ترین سند ہے جن میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جناب نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے، جنہیں ”وحدانیات“ کہا جاتا ہے جن کی تفصیل درجہ ذیل ہے۔

|       |           |   |
|-------|-----------|---|
| ..... | نمبر شمار | صحابی رضی اللہ عنہ کا نام (جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ ﷺ کے درمیان واسطہ ہے) |
| ..... | ۱         | حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ   |
| ..... | ۲         | حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ   |
| ..... | ۳         | حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ  |
| ..... | ۴         | حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ   |
| ..... | ۵         | حضرت عائشہ بنت عمر رضی اللہ عنہ   |
| ..... | ۶         | حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ   |
| ..... | ۷         | حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ  |
| ..... | ۸         | حضرت عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ                                 |

اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کم از کم سات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

### ثنائیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

وحدانیات کے بعد دوسرا درجہ ثنائیات کا ہے، اس خصوصیت میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شریک ہیں صحاح کے مؤلفین تو بڑی دور کی بات، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ تک کو یہ شرف حاصل نہیں ہے، مسند امام اعظم میں ایسی روایات ۲۰۰ سے متجاوز ہے جو علیحدہ کتابی شکل میں تخریج کے ساتھ ”الامام الاعظم ابوحنیفہ والثنائیات فی مسانید“ کے نام سے منظر عام پر آچکی ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایات عام طور پر بارہ سندوں سے آئی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

- |  |  |   |                             |
|--|--|---|-----------------------------|
| ۱۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  | عن ابی الزبیر <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>        | عن جابر <small>رضی اللہ عنہ</small>           | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۲۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  | عن نافع <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>              | عن ابن عمر <small>رضی اللہ عنہما</small>      | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۳۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  | عبداللہ بن ابی حبیبہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> | عن ابی الدرداء <small>رضی اللہ عنہ</small>    | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۴۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  | عن عبدالرحمن <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>         | عن ابی سعید <small>رضی اللہ عنہ</small>       | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۵۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  | عن عطیہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>              | عن ابی سعید <small>رضی اللہ عنہ</small>       | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۶۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  | عن شہاد بن عبدالرحمن <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> | عن ابی سعید <small>رضی اللہ عنہ</small>       | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۷۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  | عن عطاء <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>              | عن ابی سعید <small>رضی اللہ عنہ</small>       | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۸۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  | عن عاصم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>              | عن رجل من اصحابہ <small>رضی اللہ عنہم</small> | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۹۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>  | عن عون <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>               | عن رجل من اصحابہ <small>رضی اللہ عنہم</small> | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۱۰۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> | عن محمد بن عبدالرحمن <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> | عن ابی امامہ <small>رضی اللہ عنہ</small>      | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۱۱۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> | عن مسلم الاغور <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>       | عن انس بن مالک <small>رضی اللہ عنہ</small>    | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۱۲۔ ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> | عن محمد بن قیس <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>       | عن ابی عامر <small>رضی اللہ عنہ</small>       | عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم |

## ثلاثیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ثلاثیات بعد کے تیسرا درجہ ”جو دیگر محدثین و اصحاب صحاح و صحاح رحمۃ اللہ علیہم کے یہاں سند عالی کا پہلا اور اہم ترین درجہ ہے“ ثلاثیات کا ہے۔ ایسی احادیث کی تعداد بخاری شریف جیسی کتاب میں صرف بائیس ہے جبکہ مسند امام اعظم میں ایسی روایات کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے۔

## رباعیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ثلاثیات کے بعد چوتھا درجہ ”رباعیات“ کا آتا ہے جس سے نیچے کی سند مسند امام اعظم میں شاذ و نادر ہی کہیں آئی ہوگی، ایسی روایات مسند امام اعظم میں تقریباً ڈیڑھ سو ہے۔

## فائدہ

محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا یہ اصول ہے کہ جب کوئی حدیث پڑھنا شروع کرتے ہیں تو اس کے آغاز میں ”وبہ قال حدثنا“ کہتے ہیں اس لئے ہمیں ہر حدیث کے آغاز میں ”وبہ قال حدثنا“ کہنا چاہئے۔ (الطریق الاسلام)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## بَابُ الْأَعْمَالِ بِالنِّيَّاتِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى، عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ، عَنِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصِ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَلِكُلِّ أَمْرٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَهَجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ أُمَّرَأَةٍ يَنْكُحُهَا، فَهَجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک آدمی کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی تو جس کی نیت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے طرف ہے اور جس کی نیت دنیا کی طرف ہجرت کی ہو کہ اس کو پالے یا کسی عورت کی طرف کہ اس سے نکاح کر لے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

”اعمال“ جمع ہے عمل کی اور نيات نية کی جمع ہے لغت میں نیت قصد اور ارادہ کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ”ہی الارادة المتوجهة إلى الفعل لا بتغاء الله تعالى وامتثال أمره“ یعنی نیت وہ ارادہ ہے جو فعل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضاء کو چاہنے اور اس کے حکم کی تعمیل کے لئے۔

## حدیث کی اہمیت

اس حدیث کی اہمیت کے بارے میں امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”اس حدیث کو دین میں ستر جگہ دخل ہے، یہ حدیث نصف علم ہے۔“ امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو ان چار حدیثوں میں شمار کیا ہے جن پر اسلامی

تعلیمات کا دار و مدار ہے اور وہ چار احادیث درج ذیل ہیں۔

۱۔ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ - ۲۔ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَزَكُّهُ مَا لَا يَغْنِيهِ -

۳۔ الْحَلَالُ بَيْنَ، وَالْحَرَامُ بَيْنَ - ۴۔ اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يَجِبَنَّكَ اللَّهُ -

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اصول اسلام تین احادیث ہیں اور وہ یہ ہیں

۱۔ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ -

۲۔ الْحَلَالُ بَيْنَ، وَالْحَرَامُ بَيْنَ -

۳۔ مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرٍ نَاهَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌ -

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ثلث علم قرار دیا ہے، اسی بنا پر محدثین کرام رحمہم کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ اپنی

کتابوں کی ابتدا اسی حدیث سے کیا کرتے تھے، جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر طالب کو چاہیے کہ اس علم کو شروع کرنے سے پہلے اپنی نیت خالص اللہ جل جلالہ کے لیے کر لے، ورنہ اس کی ساری محنت رائیگاں جائے گی۔

نیت کے لغوی معنی قصد و ارادہ ہیں، شریعت کی اصطلاح میں نیت اس ارادے کا نام ہے جو کام کے

شروع میں اللہ جل جلالہ کی رضا اور اس کے حکم کو پورا کرنے کے لئے کیا جائے۔

### شان و ورود

قبیلہ نامی ایک خاتون، جن کی کنیت ام قیس مشہور ہے، ہجرت کر کے مدینہ آ چکی تھیں، کسی صحابی نے ان

کو پیغام نکاح بھیجا، انہوں نے شرط لگائی کہ آپ پہلے ہجرت کر کے مدینہ آ جائیں تو میں نکاح کروں گی، جسے قبول

کرتے ہوئے وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے اور ان کا نکاح ہو گیا۔ اور وہ صحابی مہاجر ام قیس کے نام سے

مشہور ہو گئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

وضو میں نیت کے بارے میں ائمہ کرام کے مذاہب

ائمہ ثلاثہ رحمہم کے ہاں وضو کی صحت کے لیے نیت کرنا ضروری ہے، جب کہ احناف رحمہم کے

ہاں وضو کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط نہیں، بلکہ اگر نیت کی تو ثواب ملے گا اور بغیر نیت کے وضو ہو جائے گا،

مگر ثواب نہیں ملے گا۔ ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی دلیل مذکورہ بالا حدیث ہے جس میں وہ حضرات ”بالنیات“ کا متعلق ”نصح“ نکالتے ہیں اور وضو کو تیمم پر قیاس کرتے ہوئے تیمم کی طرح وضو میں بھی نیت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔

جب کہ احناف رضی اللہ عنہم کی دلیل قرآن مجید کی آیت ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ ہے، ”طہورا“ وہ چیز جو خود بھی پاک ہو اور دوسری چیزوں کو بھی پاک کر دے۔ تو پانی میں یہ وصف موجود ہے کہ وہ ناپاک اشیاء کو پاک کر دیتا ہے، نیت کی ضرورت نہیں۔ باقی حدیث مذکور میں ”بالنیات“ کا متعلق ”نصح“ نہیں، بلکہ ”تثاب“ نکالا جائے گا اور تیمم میں نیت اس لیے ضروری ہے کہ خود تیمم کے معنی ہی ارادہ کرنے ہیں، پاکی کا ارادہ ہوگا تو وضو ہوگا، وگرنہ نہیں۔

اور تیمم اور وضو میں ایک فرق یہ ہے کہ وضو پانی سے ہوتا ہے، جو کہ طہور ہے اور تیمم مٹی سے کیا جاتا ہے، جو کہ ملوث ہے، گندا کرنے والی چیز ہے تو اس سے پاکی حاصل کرنے کے لیے نیت کا ہونا ضروری ہے۔

## کِتَابُ الْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْقَدْرِ وَالشَّفَاعَةِ

### بَابُ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ وَذِمِّ الْقَدْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرٍ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا مَعَ صَاحِبٍ لِي بِمَدِينَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ بَصُرْنَا بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ لِصَاحِبِي: هَلْ لَكَ أَنْ تَأْتِيَهُ، فَسَأَلَهُ عَنِ الْقَدْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: دَعْبِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَسْأَلُهُ، فَإِنِّي أَغْرِفُ بِهِ مِنْكَ.

قَالَ: فَانْتَهَيْنَا إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّا نَتَقَلَّبُ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ، فَرَبَّمَا قَدِمْنَا الْبَلَدَةَ بِهَا قَوْمٌ يَقُولُونَ: لَا قَدْرَ، فَبِمَا نَرُدُّ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: أَبْلَغُهُمْ مِنِّي أَنِّي مِنْهُمْ بَرِيءٌ، وَلَوْ أَنِّي وَجَدْتُ أَغْوَانًا لَجَاهَدْتُهُمْ، ثُمَّ أَنشَأَ يَحْدِثُنَا.

قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِذْ أَقْبَلَ شَابٌ جَمِيلٌ، أَبْيَضٌ، حَسَنُ اللَّيْمَةِ، طَيِّبُ الرَّيْحِ، عَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيْضٌ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: فَرَدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَدَّ دُنَا مَعَهُ.

فَقَالَ: أَذْنُو يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَذْنُ، فَدَنَا ذَنْوَةً، أَوْ ذَنْوَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ مَوْقِرًا لَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَذْنُو يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: أَذْنُهُ، فَدَنَا حَتَّى رُكِبَتْهُ بِرُكْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، فَقَالَ: الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَلِقَائِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللَّهِ، فَقَالَ: صَدَقْتَ.

قَالَ: فَعَجِبْنَا مَنْ تَصَدَّقَ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَوْلِهِ: صَدَقْتَ، كَأَنَّهُ يَعْلَمُ.  
قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ مَا هِيَ؟ قَالَ: إِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَحَجُّ الْبَيْتِ لِمَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَالِاغْتِسَالُ مِنَ الْجَنَابَةِ، قَالَ: صَدَقْتَ.  
فَعَجِبْنَا لِقَوْلِهِ: صَدَقْتَ.

قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ مَا هُوَ؟ قَالَ: الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْمَلَ لِلَّهِ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ، فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ، فَأَنَا مُحْسِنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: صَدَقْتَ.  
قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، مَتَى هِيَ؟ قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ لَهَا أَشْرَاطٌ، فَقَالَ: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُرْسِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَآذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ قَالَ: صَدَقْتَ، ثُمَّ انصَرَفَ وَنَحْنُ نَرَاهُ.

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِيَ بِالرَّجُلِ، فَعَمَّنَا فِي أَثَرِهِ، فَمَا نَدْرِي أَيْنَ تَوَجَّهَ، وَلَا رَأَيْنَا شَيْئًا، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هَذَا جَبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَتَاكُمْ يَعْلَمُكُمْ مَعَالِمَ دِينِكُمْ، وَاللَّهِ مَا أَتَانِي بِضُورَةٍ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُ فِيهَا، إِلَّا هَذِهِ الضُّورَةُ.

ترجمہ:

حضرت یحییٰ بن یعمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے شہر میں تھا کہ اس دوران حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کے پاس جا کر تقدیر سے متعلق سوال کریں؟ اس نے کہا چلو، میں نے کہا مجھے سوال کرنے دو، میں انہیں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ پھر ہم عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور میں نے سوال کیا: اے ابو عبد الرحمن! ہم اس ملک میں چلتے پھرتے ہیں،

چنانچہ بسا اوقات ایسے شہر میں بھی گزر ہوتا ہے جس میں رہنے والی قوم تقدیر کی منکر ہے۔ ہم ان کو کیا جواب دیا کریں؟ فرمایا: ان کو میری طرف سے یہ بات پہنچا دو کہ میں ان سے بری ہوں اور اگر مجھے چند مددگار مل جائیں تو میں ان سے جہاد کروں، پھر آپ نے یہ حدیث بیان کی کہ ہم لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت تھی کہ اچانک ایک خوب صورت نوجوان، عمدہ لباس میں ملبوس، خوش بو سے مہکتا ہوا، سفید لباس زیب تن کیے حاضر خدمت ہوا، قریب آ کر اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب دیا اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی جواب دیا اور پھر اس نے ادب سے سوال کیا کہ کیا اے اللہ کے رسول! میں قریب آ جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا آ جاؤ، چنانچہ وہ دو قدم قریب ہوا، پھر کھڑے ہو کر با ادب انداز میں پوچھا: کیا میں قریب ہو جاؤں یا رسول اللہ! فرمایا: قریب ہو جاؤ، چنانچہ وہ قریب ہو کر بیٹھ گیا یہاں تک کہ اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنے سے ملا دیے۔ پھر آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کیا: ایمان کے بارے میں بتائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے، اس کے فرشتوں پر، اس کے رسولوں پر، اس کی ملاقات پر، قیامت کے دن پر اور اس بات پر کہ اچھی و بُری تقدیر اللہ کی طرف سے، اس نے کہا ”صدقت“ آپ نے سچ فرمایا، راوی کہتے ہیں کہ ہمیں اس کے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے اور اس کے ”صدقت“ کہنے پر تعجب ہوا، گویا کہ وہ جانتا ہے۔ اس نے کہا: مجھے شرائع اسلام بتائیں، آپ نے فرمایا: نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا، اگر قدرت ہو اور تو رمضان کے روزے رکھنا، جنابت کا غسل کرنا۔ یہ سن کر اس نے کہا: ”صدقت“ آپ نے سچ فرمایا، ہمیں اس کے اس بات پر پھر تعجب ہوا۔ اس نے پھر کہا: احسان کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو عمل کو اس طرح کرے کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے، اگر تجھ کو یہ درجہ میسر نہ ہو تو کم از کم یہ ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: اگر میں یہ کر لوں تو کیا میں محسن ہوں؟ فرمایا: جی ہاں، اس نے کہا ”صدقت“ آپ نے سچ فرمایا۔ اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں کہ کب آئے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس بارے میں مسائل سے زیادہ نہیں جانتا، لیکن اس کی چند نشانیاں ہیں فرمایا: بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے کہ قیامت کب آئے گی، بارش کب ہوگی، وہی جانتا ہے کہ عورت کے رحم میں کیا ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ اگلے دن وہ کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا؟ بے شک اللہ جاننے والا، باخبر ہے۔ اس نے کہا: ”صدقت“ آپ نے سچ فرمایا۔ پھر وہ چلا گیا، ہم اسے دیکھتے رہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی کو میرے پاس بلاؤ، ہم اس کے پیچھے اٹھے تو وہ ہمیں نہیں ملا اور ہمیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں گیا؟ یہ بات ہم نے



رسول اللہ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: یہ جبریل آئے تھے، تاکہ تمہیں دینی امور سکھائیں۔ اللہ کی قسم! وہ جس صورت میں بھی میرے پاس آئے میں نے ان کو پہچان لیا، لیکن اس مرتبہ نہیں پہچان سکا۔

نکتہ: آپ ﷺ ”مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ“ کی جگہ ”لا ادری“ بھی فرما سکتے تھے؟ جواب: یہ جملہ ارشاد فرمانا فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ ترین شہکار ہے اور ”لا ادری“ کے بجائے یہ طویل جملہ استعمال کرنا یقیناً حکمتوں سے بھر پور ہے جن میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قیامت کے بارے میں جاننا یہ میرا اور آپ کا معاملہ نہیں بلکہ دنیا میں جس سے بھی قیامت کے بارے میں پوچھا جائے گا تو وہ ہمیشہ سوال کرنے والے کے برابر ہی ہوگا۔

ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ یہی سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ کو یہی جواب میں ”مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ“ کہا تھا اب اس موقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کے الفاظ میں جواب دیکر بتایا کہ تم نے خود ہی تو یہ جواب دیا تھا، اتنی جلدی بھول کیسے گئے۔ (فتح الباری)

## حدیث کی اہمیت

یہ حدیث ”حدیث جبرائیل علیہ السلام“ کے نام سے مشہور ہے اور پورے دین کا خلاصہ اور اجمال ہے، اس حدیث کو اُمّ الأحادیث، اُمّ الجوامع اور اُمّ السننہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں دین کے تین شعبے اعتقادات، تصوف و احسان اور فقہ میں سے دو کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔

## فائدہ

یہاں بطور فائدہ کے ایک اصول رخص کیا جا رہا ہے اس کو خوب ذہن نشین فرماہیں، اور یہ کہ جس طرح مفسرین حضرات کے یہاں یہ اصول ہے کہ ”القرآن یفسر بعضہ بعضا“ اسی طرح محدثین حضرات کے یہاں بھی یہ اصول ہے کہ ”الحدیث یفسر بعضہ بعضا“، نیز اصولیین حضرات کے یہاں یہ بھی اصول ہے کہ زیادت ثقہ مقبول ہوتی ہے یعنی اگر ایک مضمون کی دو روایتیں کتابوں میں منقول ہوں، ایک روایت میں کچھ الفاظ دوسری کی نسبت زائد ہوں اور راوی قابل اعتماد ہو تو اس اضافے کو قبول کر لیا جائے گا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ چونکہ

دوسرے راوی نے یہ اضافہ نہیں کیا اس لئے ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ اس کی مثال حدیث بلا ہے کہ اس حدیث میں اسلام کے متعلق یوں آیا ہے کہ ”إِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَحَجُّ النَّبِيِّ لِمَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَالِاغْتِسَالُ مِنَ الْجَنَابَةِ“ جب کہ بخاری میں یہ الفاظ آئے کہ ”بِنَبِيِّ الْإِسْلَامِ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ“۔ یہاں مذکورہ بلا اصول کے مطابق ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر ہوگی۔

### ایمان کے لغوی معنی

”ایمان“ امن سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اطمینان کے ہیں اور امن خوف کی ضد ہے، باب افعال میں یہ متعدی استعمال ہوتا ہے، کبھی اس کا صلہ ”با“ آتا ہے، اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں: ”تصدیق کرنا“ اور اگر اس کے صلہ میں ”لام“ آئے تو اس کے معنی ہوتے ہیں ”تسلیم کرنا“۔

### ایمان کے شرعی معنی

جمہور رحمہم کے ہاں اس کے شرعی معنی ہیں: ”هو التصديق بما جاء به النبي ضرورة؛ تفصيلاً فيما علم تفصيلاً، وإجمالاً فيما علم إجمالاً“۔

جو احکام آپ ﷺ لے کر آئے ہیں اور ان کا ثبوت بدیہی طور پر ہے، ان کی تصدیق کرنا، اگر ان کا علم تفصیلی ہے تو تفصیلاً تصدیق کرنا اور اگر ان کا علم اجمالی ہے تو اجمالاً تصدیق کرنا۔

### ایمان کے بارے میں مذاہب

فرق ضالہ: جہمیہ، معتزلہ، خوارج، مرجئہ، کرامیہ وغیرہ اور اہل السنۃ والجماعۃ کے درمیان ایمان کے بارے میں اختلاف ہے۔

### اہل السنۃ والجماعۃ

اہل السنۃ والجماعۃ کے دو گروہ ہیں، اشاعرہ و ماتریدیہ۔

### اشاعرہ

یہ حضرات ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں اور امام مالک و شافعی رحمہما اللہ سے منقول عقائد کی

تشریح و ترویج کرتے ہیں۔

## ماتریدہ

یہ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب جماعت ہے، یہ احناف رحمۃ اللہ علیہم سے منقول عقائد کی تائید و ترویج کرتی ہے۔  
ماتریدہ اور اشاعرہ میں باہمی اختلاف محض چند فروعات میں ہے۔ امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ ماریدہ کے امام ہیں اور  
امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ شاعرہ کے امام ہیں، یہ دونوں حضرات امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں

## ایمان کی حقیقت کے بارے میں مذاہب

ایمان کی حقیقت کے بارے میں اہل حق میں اختلاف ہے اور اسی طرح اہل باطل (فرق ضالہ) میں  
بھی اختلاف ہے۔ اہل حق کا باہمی اختلاف لفظی اختلاف ہے، اصل مدعا کے اعتبار سے ان حضرات میں کوئی  
اختلاف نہیں، البتہ فرق باطل سے شدید اختلاف ہوا ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

## جہمیہ کے ہاں ایمان کی حقیقت

یہ فرقہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے، ان کے ہاں ایمان صرف معرفت قلبی کا نام ہے۔ لہذا ان  
کے ہاں زبان سے اقرار کرنا کوئی ضروری نہیں، اگر دل میں اسلام کی پہچان ہے تو وہ مسلمان ہے۔ تو ابوطالب  
اور ہرقل ان کے ہاں مسلمان کہلائیں گے کہ یہ حضرات اسلام کو حق جانتے تھے۔

## معتزلہ و خوارج کے ہاں ایمان کی حقیقت

”هو التصديق بالقلب، والإقرار باللسان، والعمل بالأركان والأعضاء“ ان کے ہاں ایمان تین  
چیزوں کا نام ہے، دل سے تصدیق کرنا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء سے عمل کرنا۔ لہذا ان کے ہاں جو نیک  
اعمال نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں۔

## مرجہ کے ہاں ایمان کی حقیقت

مرجہ ”ارجاء“ سے ہے معنی مؤخر کرنے کے آتے ہیں، مرجہ کے نزدیک ایمان کے لئے فقط تصدیق  
قلبی کافی ہے، یہی تصدیق نجات کے لئے کافی ہے، عمل کی ضرورت نہیں، گویا انہوں نے عمل کو مؤخر کر دیا، اس لئے  
ان کو مرجہ کہا جاتا ہے۔

## کرامیہ کے ہاں ایمان کی حقیقت

یہ محمد بن کرام کی طرف منسوب فرقہ ضالہ ہے، ان کے ہاں ایمان کی حقیقت صرف اقرار باللسان

ہے، خواہ دل میں کفر و نفاق ہو، جب زبان سے اقرار کر لیا تو اس کو مسلمان کہیں گے، یہ صرف دنیاوی اعتبار سے ہے، آخرت کے لئے تصدیق قلبی کافی ہے۔

### اہل السنة والجماعة کے ہاں ایمان کی حقیقت

اہل سنت والجماعت رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان صرف ایمان کی حقیقت کی تعبیر میں اختلاف ہے چنانچہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی تعبیر ایمان کی حقیقت کے بارے میں یہ ہے کہ ”الایمان معرفة بالقلب وإقرار باللسان وعمل بالأركان“۔

حضرات متکلمین اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کی تعبیر یہ ہے کہ ”الایمان هو التصديق بالقلب والاقرار باللسان شرط لاجراء الاحكام، والعمل بالاركان نتيجة التصديق وثمره الايمان“ یعنی ان حضرات نے ایمان کی تفسیر تصدیق سے فرمائی اور عمل کو انہوں نے ثمرہ ایمان اور نتیجہ ایمان قرار دیا۔

### اسلام و ایمان میں نسبت

اسلام انقیاد ظاہری کو کہا جاتا ہے۔ اسلام و ایمان میں کیا نسبت ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ دونوں الفاظ مترادف ہیں، قرآن میں ہے: ﴿فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ کہ ایک ہی جماعت کو مؤمن اور مسلم کہا گیا ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ ان میں نسبت تباین کی ہے کہ قرآن میں ہے: ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تَوَدُّوا الْإِسْلَامَ وَلَا تَكُونُوا مُسْلِمِينَ﴾ کہ لوگوں سے ”آمنا“ کہنے سے منع کیا گیا اور ”أسلمنا“ کہنے کا حکم دیا گیا، معلوم ہوا کہ دونوں میں نسبت تباین ہے۔

### قضاء و قدر

تقدیر کے معنی ہیں اندازہ کرنا، جیسے قرآن میں ہے: ﴿فَظَنُّوا أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ﴾ اور ﴿قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾۔

اور اصطلاح میں تقدیر کہتے ہیں: ”الحکم الکلّی المکتوب من الأزل“ یعنی اللہ جل جلالہ نے ابتدا سے لے کر انتہا تک واقع ہونے والی چیزوں کو لکھ دیا ہے، اسی کو تقدیر کہتے ہیں اور پھر اسی لکھے ہوئے کے مطابق ان

اشیاء کو عملی شکل پہنانے کا نام ”قضا“ ہے۔

تقدیر کے بارے میں اختلاف

قدریہ کا مذہب۔

یہ فرقہ قضا و قدر کا منکر ہے، ان کے ہاں انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے، وگرنہ تو افعال شرکی خالق ہونے کی نسبت بھی اللہ ﷻ کی طرف کرنا لازم آئے گا۔

جبریہ

یہ انسان کو مجبور محض کہتے ہیں کہ انسان تقدیر کے ہاتھوں مجبور ہے، اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا، اس کو کسی کام کا کوئی اختیار نہیں۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں انسان جو کام بھی کرے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے علم سے پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ بندہ صرف کاسب ہے، ان افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

تقدیر کی قسمیں

تقدیر کی دو قسمیں ہیں: تقدیر معلق، تقدیر مبرم

**تقدیر معلق:** وہ تقدیر جو کسی دوسرے کام کے ساتھ معلق ہے کہ بندہ اگر فلاں کام کرے گا تو یہ ہوگا، اس میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

**تقدیر مبرم:** جو قطعی تقدیر ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي التَّوْحِيدِ وَالرِّسَالَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثُوهُ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ كَانَتْ لَهُ زَاعِيَةٌ تَتَعَاهَدُ غَنَمَهُ، وَأَنَّهُ أَمَرَهَا تَتَعَاهَدُ شَاةً، فَتَعَاهَدَتْهَا حَتَّى سَمِنَتْ الشَّاةُ، وَاشْتَعَلَتْ الزَّاعِيَةُ بِبَعْضِ الْغَنَمِ، فَجَاءَ الدِّئْبُ، فَأَخْتَلَسَ الشَّاةَ وَقَتَلَهَا، فَجَاءَ عَبْدُ اللَّهِ، وَفَقَدَ الشَّاةَ، فَأَخْبَرْتُهُ الزَّاعِيَةُ بِأَمْرِهَا فَلَطَمَهَا، ثُمَّ نَدِمَ عَلَيَّ ذَلِكَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

فَعَظَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ، وَقَالَ: صَبَرْتُ وَجْهَ مُؤْمِنَةٍ، فَقَالَ: سَوِّدَاءُ لَا عِلْمَ لَهَا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا: أَيْنَ اللَّهُ؟ فَقَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: فَمَنْ أَنَا؟ قَالَتْ: رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: إِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ، فَأَعْتَقَهَا، فَأَعْتَقَهَا.

ترجمہ:

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بکریاں چرانے والی عورت تھی، جو ان کی بکریوں کی دیکھ بھال کرتی تھی، انہوں نے اسے حکم دیا کہ خیال رکھے ایک بکری کا تو وہ اس کا خیال رکھنے لگی، یہاں تک کہ وہ بکری خوب موٹی ہو گئی۔ ایک دن وہ عورت دوسری بکریوں کی دیکھ بھال میں مشغول تھی، تو اچانک ایک بھڑیا آیا اور اسی بکری کو اچک کر لے گیا اور اسے مار ڈالا، جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اس بکری کو گم پایا، تو اس عورت نے اس بارے میں انہیں خبر دی، تو انہوں نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا، پھر اس پر ندامت ہوئی اور انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا، تو آپ ﷺ نے اس کو اہم سمجھا اور فرمایا تو نے ایک مؤمنہ عورت کے منہ پر مارا تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو ایک حبشیہ عورت ہے، اس کو ایمان کا پتہ ہی نہیں، نبی ﷺ نے اس عورت کو بلوایا اور اس سے سوال کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں! پھر آپ ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مؤمنہ ہے، اس کو آزاد کر دو، چنانچہ انہوں نے آزاد کر دیا۔

فی السماء سے مراد

اس باندی سے جو یہ سوال کیا گیا کہ ”اينَ الله؟“ اور جواب میں اس نے کہا ”فی السماء“ تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آسمان میں کوئی مکان ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ مکان و زمان سے پاک ہیں۔ سوال کا مطلب یہ تھا کہ احکامات کہاں سے آتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کا ظہور کہاں ہوتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ”فی السماء“۔

### بَابُ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: انْهَضُوا بِنَا نَعُوذُ جَارَنَا الْيَهُودِيَّ، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ، فَوَجَدَهُ فِي الْمَوْتِ،

فَسَأَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنْبَى رَسُولُ اللَّهِ فَتَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ، فَلَمْ يَكَلِّمَهُ أَبُوهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنْبَى رَسُولُ اللَّهِ، فَتَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ، فَقَالَ أَبُوهُ: اَشْهَدُ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ: اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَنِي نَسَمَةً مِنَ النَّارِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّهُ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ: ائْتِنَا نَعُودُ جَارِنَا الْيَهُودِيَّ، قَالَ: فَوَجَدَهُ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ: ائْتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ائْتَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: فَتَنَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى أَبِيهِ، قَالَ: فَأَعَادَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَصَفَ الْحَدِيثَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى آخِرِهِ وَعَلَى هَذِهِ الْهَيْئَةِ إِلَى قَوْلِهِ: فَقَالَ: اَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَنِي نَسَمَةً مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: چلو! ہم اپنے یہودی پڑوسی کی تیمارداری کو چلیں، راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اس کے پاس آئے تو اس کو موت کی کشمکش میں پایا، اس سے حالت پوچھی اور پھر فرمایا کہ گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، تو اس کے باپ نے کوئی بات نہیں کہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پھر یہی فرمایا اور اس نے پھر اپنے باپ کی طرف دیکھا، تو اس کے باپ نے کہا ان کی گواہی دے دو، تو اس نوجوان نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری وجہ سے ایک انسان کو آگ سے بچالیا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ سے فرمایا: چلو ہم اپنے یہودی پڑوسی کی تیمارداری کو چلیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے موت کی کشمکش میں پایا، تو اس سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو اس نے کہا جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ نے یہی بات دہرائی۔ اس روایت میں تین بار دہرانے کا ذکر ہے، باقی اسی طرح ہے۔ تو اس نے

کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری وجہ سے ایک انسان کو آگ سے بچالیا۔

## کافر کی عیادت کرنا

اسلام کی طرف مائل کرنے کی نیت سے کسی کافر کی عیادت کرنے کو فقہائے کرام نے جائز لکھا ہے، اس کے علاوہ بھی دیگر مصلحتوں کی بنا پر کافر و مشرک کی عیادت کی جاسکتی ہے۔

## پڑوسی کے حقوق

پڑوسی تین طرح کے ہوتے ہیں اور ہر ایک کے حقوق بھی اسی اعتبار سے ہوتے ہیں۔

**پہلا پڑوسی:** جو صرف پڑوسی ہو، نہ مسلمان ہو اور نہ رشتہ دار۔ اس کا صرف پڑوس کا حق ہے۔

**دوسرا پڑوسی:** جو پڑوسی ہو اور مسلمان بھی ہو۔ اس کے دو حق ہیں، ایک پڑوس کا، دوسرا مسلمان ہونے کا۔

**تیسرا پڑوسی:** جو پڑوسی اور مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ رشتہ دار بھی ہو۔ اس قسم کے پڑوسی کے تین حق ہیں، پڑوسی ہونے، مسلمان ہونے اور رشتہ دار ہونے کا۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي بَيَانِ الْفِطْرَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَيُنَصِّرَانِهِ، وَنَجْرَانِهِ، قِيلَ: فَمَنْ مَاتَ صَغِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ."

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا لیتے ہیں یا نصرانی۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! اگر بچپن میں ہی مر گئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ آئندہ زندگی میں کیا کرتے۔



## فطرت سے مراد

فطرت سے مراد اسلام اور توحید ہے۔ یعنی انسان میں ایسی طاقت موجود ہے کہ اگر وہ حق راہ اختیار کرنا چاہے اور ماحول و معاشرہ سے ہٹ کر اگر وہ سوچے تو یقیناً دین حق اسلام کو اختیار کرے گا، یہی وجہ ہے کہ کافروں کو بھی اسلام کا مکلف بنایا گیا ہے کہ ان میں اسلام قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ وگرنہ تو تکلیف مالا یطاق لازم آئیگی۔ بعض نے کہا ہے کہ فطرت سے مراد یہ ہے کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتے ہوئے پیدا ہوتا ہے۔

## کفار و مشرکین کی نابالغ اولاد کا حکم

کفار و مشرکین کے وہ بچے جو حد بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر جاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں مختلف مذاہب ہیں۔

- ۱۔ پہلا مذہب یہ ہے کہ وہ مکلف نہ ہونے کی وجہ سے جنت میں جائیں گے اور یہی رائج اور صحیح مذہب ہے۔
- ۲۔ بعض نے کہا کہ ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے کہ ان کو جنت بھیجے یا جہنم، اس کی مرضی ہے۔
- ۳۔ ایک قول یہ ہے کہ جنت والوں کے خدام بنیں گے۔
- ۴۔ بعض نے کہا کہ وہ جنت و جہنم کے درمیان برزخ میں رہیں گے۔
- ۵۔ بعض نے کہا کہ والدین کے تابع کرتے ہوئے ان کو بھی جہنم میں بھیجا جائے گا۔
- ۶۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ قیامت کے روز ان سے امتحان لیا جائے گا، جو کام یاب ہوئے وہ جنت میں اور ناکام رہنے والے جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔
- ۷۔ اس بارے میں توقف اور سکوت کیا جائے۔
- ۸۔ بعض نے کہا کہ مٹی ہو جائیں گے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي أَصْلِ الْإِسْلَامِ وَالشَّهَادَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوا هَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں کافروں سے جنگ کرتا رہوں جب تک کہ وہ ”لا إله إلا الله“ نہ کہیں، جب وہ اس کلمہ کو کہہ لیں تو انہوں نے بچا لیا مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو، مگر کسی حق کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ تبارک و تعالیٰ کے سپرد ہے۔

فائدہ

اس حدیث بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ کلمہ کے علاوہ جزیہ وغیرہ دے کر بچنے کی کوئی اور صورت نہیں؟ اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ اس روایت میں ”لا إله إلا الله“ کے بعد ”أُويعطوا الجزية“ محذوف ہے جس تصدیق دیگر روایات سے ہوتی ہے۔ دوسرا جواب یہ کہ اس حدیث میں ”قتال“ سے مراد عام ہے، خواہ حقیقتہً قتال کیا جائے یا ان پر جزیہ لازم کر دیا جائے۔ ”الناس“ سے مراد بت پرست ہیں، یا اس سے مراد عام کفار ہیں۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي عَدَمِ كُفْرِ أَهْلِ الْكِبَائِرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: قُلْتُ لِحَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: مَا كُنْتُمْ تَعْدُونَ الدُّنُوبَ شِرْكًَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ ذَنْبٌ يَبْلُغُ الْكُفْرَ، قَالَ: لَا، إِلَّا الشِّرْكَ بِاللَّهِ تَعَالَى.

ترجمہ:

حضرت ابو الزبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کبیرہ گناہ کو شرک شمار کرتے ہو؟ کہا نہیں، ابو سعید کہتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس امت میں کوئی ایسا گناہ بھی ہے جو کفر کی حد تک پہنچتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شرک کے

علاوہ کوئی گناہ نہیں۔

## گناہ کبیرہ

ہر وہ گناہ جو شرع میں حرام ہو، شریعت میں اس گناہ کے کرنے پر کوئی حد و سزا مقرر کی گئی ہو۔ وہ گناہ کبیرہ ہے۔

## مرتکب کبیرہ کا حکم

### مذہب

اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں کوئی بھی مسلمان گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے سے کافر نہیں بنتا، البتہ فاسق ضرور ہو جاتا ہے۔ جب کہ خوارج کے ہاں مرتکب کبیرہ کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ کے ہاں ایسا آدمی جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے وہ نہ مسلمان رہتا ہے، نہ کافر بنتا ہے، بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک مرتبہ ہے اس پر آ جاتا ہے، جس کو ان کے ہاں منزلتہ بین المنزلتین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں اگر مرتکب کبیرہ اسی حالت میں مر گیا تو وہ اپنے گناہوں کی سزا چھیل کر جنت میں ضرور جائے گا، جب کہ معتزلہ و خوارج کے ہاں ایسا آدمی ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ مرجعہ کے ہاں ایمان لانے کے بعد بھی آدمی جو کرتا رہے کوئی پکڑ دکھڑ نہیں۔

### اہل السنۃ والجماعۃ کے دلائل

۱۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ﴾۔ (البقرہ: ۱۷۸)

۲۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾۔ (التحریم: ۸)

اور وہ تمام آیات جن میں مرتکب کبیرہ کو صاحب ایمان کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔

۳۔ ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾ (الحجرات: ۹)

### معتزلہ و خوارج کی دلیل

۱۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا﴾ یعنی مؤمن اور فاسق جدا جدا ہیں۔

۲۔ الحدیث: ”لا یزنی الزانی وهو مؤمن“۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ مؤمن نہیں رہتا۔

۳۔ الحدیث: ”من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر“ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز جان بوجھ کر چھوڑ

نے والا کافر ہے۔

## جواب

آیت مبارکہ میں فاسق سے مراد مؤمن گناہ گار نہیں، بلکہ کافر ہے اور حدیث مبارکہ تہدید پر محمول ہے، یا گناہ کو حلال سمجھ کر کرنے والے کے بارے میں ہے۔

## مرجہ کی دلیل

جس طرح نماز حالت کفر میں فائدہ نہیں دیتی اسی طرح حالت ایمان میں گناہ نقصان نہیں دیتا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَرَأَيْتَ الَّذِينَ يَكْسِرُونَ أَغْلَاقَنَا، وَيَنْقُبُونَ بُيُوتَنَا، وَيَغْيِرُونَ عَلَيْنَا، أَمْتَعَتْنَا، أَكْفَرُوا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَرَأَيْتَ الَّذِينَ يَتَأَوَّلُونَ عَلَيْنَا وَيَسْفِكُونَ دِمَاءَنَا، أَكْفَرُوا؟ قَالَ: لَا، حَتَّى يَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ شَيْئًا، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أَضْبَعِ ابْنِ عُمَرَ، وَهُوَ يُحَرِّكُهَا، وَهُوَ يَقُولُ: سَنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ، فَرَفَعُوهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

## ترجمہ:

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ اے عبدالرحمن! بتائیے کہ جو لوگ ہمارے تالے توڑتے ہیں، ہمارے گھروں میں نقب لگاتے ہیں اور وہ ہمارے مال پر غارت گری کرتے ہیں کیا وہ کافر ہیں؟ فرمایا: نہیں، پھر پوچھا: جو لوگ تاویلین کرتے ہوئے ہمارا خون بہاتے ہیں، کیا وہ کافر ہیں؟ فرمایا: نہیں، جب تک کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ طاؤس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کو انگلی ہلاتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ یہی طریقہ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ خُلُودِ الْمُؤْمِنِينَ فِي النَّارِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا رَدِيفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنِّي سَاعَةً، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، فَقَالَ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنِّي سَاعَةً، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ، وَإِنْ رَعِمَ أَنْفَ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصْبَحِ أَبِي الدَّرْدَاءِ السَّبَابَةِ يَوْمِي إِلَى أَرْنِ بَيْتِهِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول ﷺ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں رسول اللہ کے ساتھ سواری پر سوار تھا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابوالدرداء! جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ میں نے کہا: اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے، آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے اور تھوڑا آگے چل کر فرمایا: جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ میں نے کہا: اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے؟ آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے اور تھوڑا آگے چل کر فرمایا: جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ میں نے کہا: اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے؟ فرمایا: اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے، اگرچہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ابودرداء اپنی شہادت کی انگلی سے ناک کے بانسہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَارِثِ، عَنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ مُعَاذُ حِمَاصَ، أَتَاهُ رَجُلٌ شَابٌ، فَقَالَ: مَا تَرَى فِي رَجُلٍ وَصَلَ الرَّجِمَ، وَبَرَّ، وَصَدَّقَ الْحَدِيثَ، وَأَدَّى الْأَمَانَةَ، وَعَفَّ بَطْنَهُ، وَفَرَّجَهُ، وَعَمِلَ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ خَيْرٍ، غَيْرَ أَنَّهُ شَكَّ فِي اللَّهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: إِنَّهَا خِطْمٌ مَا كَانَ مَعَهَا مِنَ الْأَعْمَالِ.

قَالَ: فَمَا تَرَى فِي رَجُلٍ رَكِبَ الْمَعَاصِيَ، وَسَفَكَ الدِّمَاءَ، وَاسْتَحَلَّ الْفُرُوجَ وَالْأَمْوَالَ،

غَيْرَ أَنَّهُ شَهِدَ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ مُخْلِصًا، قَالَ مُعَاذُ: أَرَجُو، وَأَعْفَافٌ عَلَيْهِ، قَالَ  
الْفَتَى: وَاللَّهِ، إِنْ كَانَتْ هِيَ الَّتِي أَحْبَبْتُ مَا مَعَهَا مِنْ عَمَلٍ، مَا تَضُرُّ هَذِهِ مَا عَمِلَ مَعَهَا، ثُمَّ انصَرَفَ، فَقَالَ  
مُعَاذُ: مَا أَرَعُمُ أَنْ رَجَلًا أَلْفَقَهُ بِالسُّنَّةِ مِنْ هَذَا.

ترجمہ:

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حمص تشریف لائے تو ایک شخص ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ ایسے آدمی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جس نے صلہ رحمی کی، لوگوں سے نیکی کی، بات میں سچا رہا، امانتیں ادا کی اور اپنے پیٹ اور شرم گاہ کی حفاظت کی، اپنی کوشش کے بقدر نیک کام کیے، مگر وہ اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں شک میں مبتلا ہے؟ فرمایا: اس کا یہ شک اس کے سارے نیک اعمال کو ضائع کر دے گا۔ پھر پوچھا ایسے آدمی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو گناہوں کا مرتکب رہا، خون بہائے، زنا کرتا رہا، لوگوں کا مال ناحق کھایا، مگر وہ اخلاص کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: نجات کی امید رکھتا ہوں اور عذاب کا خوف بھی ہے۔ اس نوجوان نے کہا اگر اس کا شک اس کے اعمال کو ضائع بھی کر دے تب بھی اس کے بُرے اعمال اس کے اخلاص کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ وہ واپس چلا گیا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ سنت کو جاننے والا کوئی نہیں۔

حَمَّادُ: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ خِرَاشٍ، عَنْ حَذِيفَةَ، قَالَ:  
يَذْرُسُ الْإِسْلَامَ كَمَا يَذْرُسُ وَشَى النَّوْبِ، وَلَا يَنْقَى إِلَّا شَيْخَ كَيْبِزٍ، أَوْ عَجُوزَ فَايِيَةَ، يَقُولُونَ: قَدْ كَانَ قَوْمٌ  
يَقُولُونَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَهُمْ مَا يَقُولُونَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: فَقَالَ صَلَّةُ بْنُ زَيْدٍ: فَمَا يَغْنِي عَنْهُمْ يَا عَبْدَ اللَّهِ، لَا  
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَهُمْ لَا يَصُومُونَ، وَلَا يَصَلُّونَ، وَلَا يَحُجُّونَ، وَلَا يَتَصَدَّقُونَ، قَالَ: يَنْجُونَ بِهَا مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اسلام اس طرح مٹ جائے گا جیسا کہ کپڑے کی نقش و نگار مٹ جاتے ہیں، صرف ایک بوڑھا یا ایک بڑھیا عورت رہ جائے گی، جو کہیں گے کہ پہلے زمانے میں کچھ لوگ ہوتے تھے جو ”لا إله إلا الله“ کہا کرتے تھے، حالاں کہ وہ خود ”لا إله إلا الله“ نہیں کہتے

ہوں گے۔ حضرت صلہ بن زیاد نے کہا: اے عبد اللہ! کیا ان کو یہ ”لا الہ الا اللہ“ کہنا کچھ نفع دے گا، حالانکہ وہ نہ روزہ رکھتے تھے، نہ نماز پڑھتے تھے، نہ حج کرتے تھے اور نہ صدقہ کرتے تھے؟ فرمایا: اسی کی وجہ سے نجات پا جائیں گے۔

أَبُو حَنِيفَةَ وَالْمُسَعَّرُ: عَنْ يَزِيدَ، قَالَ: كُنْتُ أَرَى رَأَى الْخَوَارِجِ، فَسَأَلْتُ بَعْضَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَنِي: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِخِلَافِ مَا كُنْتُ أَقُولُ، فَأَنْقَذَنِي اللَّهُ تَعَالَى بِهِ.

ترجمہ:

حضرت یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پہلے خوارج والی رائے رکھتا تھا، پھر میں نے بعض صحابہ کرام سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے خلاف فرمایا ہے جیسا میں کہتا ہوں، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بچالیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ عَلْقَمَةَ، وَعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، فَسَأَلَهُ عَلْقَمَةُ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، إِنَّ بِلَادِنَا قَوْمًا لَا يَشْتُونَ لِأَنْفُسِهِمُ الْإِيمَانَ، وَيَكْرَهُونَ أَنْ يَقُولُوا: إِنَّا مُؤْمِنُونَ، بَلْ يَقُولُونَ: إِنَّا مُؤْمِنُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى، فَقَالَ: وَمَا لَهُمْ لَا يَقُولُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: إِذَا أَثْبَتْنَا لِأَنْفُسِنَا الْإِيمَانَ، جَعَلْنَا لِأَنْفُسِنَا الْجَنَّةَ، قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، هَذَا مِنْ خِدَعِ الشَّيْطَانِ وَحَبَائِلِهِ، وَحِيلِهِ أَلْجَأَهُمْ إِلَى أَنْ دَفَعُوا أَكْبَرَهُمْ مَنَّةَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ، وَهُوَ الْإِسْلَامُ، وَخَالَفُوا سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَأَيْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَضِيَ عَنْهُمْ، يَشْتُونَ الْإِيمَانَ لِأَنْفُسِهِمْ، وَيَذْكُرُونَ ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّا مُؤْمِنُونَ، وَلَا يَقُولُوا: إِنَّا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَوْ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ، وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَوْ عَذَّبَ الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ لَمْ يَعْصُوهُ طَرْفَةَ عَيْنٍ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَذَا عِنْدَنَا عَظِيمٌ، فَكَيْفَ نَعْرِفُ هَذَا؟ فَقَالَ لَهُ: يَا بَنِ أَخِي، مِنْ هَاهُنَا ضَلَّ أَهْلُ الْقَدْرِ، فَيَاكَ أَنْ تَقُولَ بِقَوْلِهِمْ، فَإِنَّهُمْ أَغْدَاءُ اللَّهِ تَعَالَى الرَّادُونَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾؟ فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ: اشْرَحْ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، شَرَحًا يَذْهَبُ عَنْ قُلُوبِنَا هَذِهِ الشُّبُهَةَ، فَقَالَ: أَلَيْسَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى دَلَّ الْمَلَائِكَةَ عَلَى تِلْكَ الطَّاعَةِ، وَاللَّهُمَّهُمْ يَا هَا، وَعَزَمَهُمْ عَلَيْهَا، وَجَبَّرَهُمْ عَلَى ذَلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: وَهَذَا نَعَمْ أَنْعَمَ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا

عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَلَوْ طَالِبَهُمْ بِشُكْرِ هَذِهِ النِّعَمِ مَا قَدَرُوا عَلَى ذَلِكَ وَقَصُرُوا، وَكَانَ لَهُ أَنْ يَعْلَمَهُمْ بِتَقْصِيرِ الشُّكْرِ، وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ۔

ترجمہ:

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علقمہ اور عطاء بن رباح رحمہما اللہ کے ساتھ تھے، حضرت علقمہ نے پوچھا: اے ابو محمد! ہمارے علاقے میں ایک قوم ہے جو اپنے لیے ایمان کو ثابت نہیں کرتی اور اس بات کو ناپسند کرتی ہے کہ وہ یہ کہیں ”إنا مؤمنون“ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ”إنا مؤمنون إن شاء الله“۔ انہوں نے پوچھا وہ ایسا کیوں نہیں کہتے؟ تو بتایا: وہ کہتے ہیں کہ جب ہم اپنے لیے ایمان کو ثابت کریں گے تو گویا ہم نے جنت کو ثابت کر لیا۔ فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو شیطان کا دھوکا اور اس کا حیلہ ہے اور ایسا حیلہ ہے جس نے انہیں مجبور کیا اس بات پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑا احسان کو، جو ان پر ہے، دور کر دیں، اور وہ احسان اسلام ہے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ ایمان کو یقین سے اپنے لیے ثابت کرتے تھے اور اسی کو رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے تھے، وہ ”إنا مؤمنون“ کہتے تھے، لیکن یہ نہیں کہتے تھے کہ ہم جنتی ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اگر تمام آسمان والوں اور زمین والوں کو عذاب دیں تو وہ ظالم نہیں ہیں۔ تو حضرت علقمہ نے ان سے کہا: اے ابو محمد! اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو عذاب دیں جنہوں نے پلک جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی، تو وہ ظالم نہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: یہ تو ہمارے ہاں بہت بڑی بات ہے، ہم اس کو کیسے مانیں؟ فرمایا: اے بھتیجے! یہیں سے تو اہل قدر گمراہ ہوئے، تو ان جیسی باتیں نہ کیا کر، کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ ارشاد نہیں فرمایا: ﴿قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾؟ تو حضرت علقمہ نے عرض کیا: اے ابو محمد! اسی طرح وضاحت فرمائیں کہ ہمارے دلوں سے یہ شبہ دور ہو جائے۔ فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی اطاعت پر راہ نمائی نہیں کی، ان کو اس کا طریقہ نہیں سکھایا، ان کو عظمت بتا کر اس پر مجبور نہیں کیا؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جو ان پر کی ہیں؟ کہا: جی ہاں، فرمایا: اگر وہ ان سے ان نعمتوں کے شکر کا مطالبہ کریں تو وہ اس پر قادر نہیں اور وہ اس سے قاصر ہیں تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ شکر میں کمی کی وجہ سے انہیں عذاب دیں تو وہ ظالم نہ ہوں۔

نہ ہوں۔



## کیا مرتکب کبیرہ مخلد فی النار ہے؟

مذہب

اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب یہ ہے کہ مؤمن مرتکب کبیرہ مخلد فی النار نہیں، بلکہ اپنے گناہ کی سزا پا کر جنت میں ضرور جائے گا۔ جب کہ معتزلہ و خوارج کے ہاں جو مؤمن بغیر توبہ کے مر گیا وہ مخلد فی النار ہوگا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کی دلیل

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾۔ (الزلزال: ۷)

دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ﴾۔ (التوبہ: ۷۲)

معتزلہ کی دلیل

ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ جَنَّةٍ خَالِدًا فِيهَا﴾۔

(النساء: ۹۳)

جواب

یہ آیت اس قاتل کے بارے میں ہے جو مسلمان کے قتل کو حلال سمجھ کر کرے تو استحلال کی وجہ سے وہ مخلد فی النار ہوگا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي وَجُوبِ الْإِيمَانِ بِالْقَدْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ سَرَّاقَةً، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، حَدِّثْنَا عَنْ دِينِنَا كَمَا تَنَاوَلْنَا لِدُنَا لَهُ، أَنْعَمَ بِشَيْءٍ قَدْ جَزَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ، وَجَفَّتْ بِهِ الْأَقْلَامُ، أَمْ فِي شَيْءٍ نَسْتَقْبِلُ فِيهِ الْعَمَلَ؟ قَالَ: بَلْ فِي شَيْءٍ قَدْ جَزَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ، وَجَفَّتْ بِهِ الْأَقْلَامُ، قَالَ: فَفِيمَ الْعَمَلِ؟ قَالَ: اعْمَلُوا فَكُلُّ مَيْسَرٍ لِمَا خَلَقَ لَهُ، ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى، وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سراقہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہمیں ہمارے دین کے بارے میں بتائیں، ہم جس کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، کیا ہم وہیں عمل کرتے ہیں جو تقدیر میں

لکھا ہوا ہے اور جس کو لکھ کر قلم خشک ہو گئے ہیں یا کسی اور چیز میں ہم عمل کرتے ہیں؟ فرمایا: بلکہ جو تقدیر میں لکھا گیا ہے اور جسے لکھ کر قلم خشک ہو گئے ہیں۔ عرض کیا: پھر عمل کس لیے ہے؟ فرمایا: عمل کرتے رہو، کیوں کہ ہر شخص کے لیے وہ عمل آسان ہوگا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، ”باقی جس نے مال دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور اچھی بات کی تصدیق کی ہم اس کے لیے راحت کا سامان آسان کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی برتی اور اچھی بات کو جھٹلایا ہم اس کے لیے تکلیف کا سامان آسان کر دیں گے۔“

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْعَمَلِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُضْعَبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا مِنْ نَفْسٍ إِلَّا قَدْ كَتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَذْخَلَهَا وَمَخْرَجَهَا وَمَاهِي لَاقِيَتَهَا، قِيلَ: فَفِيمَ الْعَمَلِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: اِعْمَلُوا، فَكُلُّ مَيْسَرٍ لِمَا خَلَقَ اللَّهُ لَهُ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يُسِّرْ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يُسِّرْ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، قَالَ الْأَنْصَارِيُّ: الْآنَ حَقَّ الْعَمَلُ. ترجمہ:

حضرت سعد بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر انسان کی ابتدا و انتہا اور جو اسے پہنچنے والا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔ پوچھا گیا: تو عمل کس لیے ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: عمل کرتے رہو، کیوں کہ ہر شخص کے لیے وہ عمل آسان ہوگا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، جو جنتی ہے اس کے لیے اہل جنت کے اعمال آسان کر دیے گئے اور جو جہنمی ہے اس کے لیے اہل جہنم کے اعمال آسان کر دیے گئے۔ انصاری نے کہا: اب عمل کرنے کی وجہ واضح ہو گئی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُضْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَفْسٍ إِلَّا وَقَدْ كَتَبَ اللَّهُ مَذْخَلَهَا وَمَخْرَجَهَا وَمَاهِي لَاقِيَتَهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: فَفِيمَ الْعَمَلِ إِذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: اِعْمَلُوا، فَكُلُّ مَيْسَرٍ لِمَا خَلَقَ اللَّهُ لَهُ، أَمَا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ، فَيُسِّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، وَأَمَا أَهْلُ السَّعَادَةِ، فَيُسِّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: الْآنَ حَقَّ الْعَمَلُ. وَفِي رِوَايَةٍ: اِعْمَلُوا فَكُلُّ مَيْسَرٍ مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يُسِّرْ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ

أَهْلِ النَّارِ يُسْرَ لِعَمَلِ أَهْلِهَا، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: الْآنَ حَقَّ الْعَمَلُ.

ترجمہ:

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نفس کے داخل ہونے اور نکلنے کی جگہ اور جو اسے پہنچنے والا ہے اللہ نے لکھ دیا ہے، ایک انصاری نے پوچھا: تو پھر عمل کس لیے ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: عمل کرتے رہو، کیوں کہ ہر شخص کے لیے وہ عمل آسان ہوگا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، جو بد بخت ہونگے ان کے لئے بد بختوں کے اعمال آسان کر دیئے جائیں گے اور جو سعادت مند ہونگے ان کے لئے سعادت مندوں کے اعمال آسان کر دیئے جائیں گے، پس ان انصاری نے کہا کہ اب عمل کرنے کی وجہ واضح ہوگئی اور ایک روایت میں ہے کہ عمل کرتے رہو پس ہر چیز آسان ہے جو جنتی ہے اس کے لیے اہل جنت کے اعمال آسان کر دیئے گئے اور جو جہنمی ہے اس کے لیے اہل جہنم کے اعمال آسان کر دیئے گئے۔ انصاری نے کہا: اب عمل کرنے کی وجہ واضح ہوگئی۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِمِّ الْقَدْرِيَّةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجِيءُ قَوْمٌ يَقُولُونَ: لَا قَدْرَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنْهُ إِلَى الزَّنْدَقَةِ، فَإِذَا لَقِيَتْهُمْ فَلَا تَسْلَمُوا عَلَيْهِمْ، وَإِنْ مَرَّضُوا فَلَا تَعُوذُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تُشَيِّعُوهُمْ، فَإِنَّهُمْ شِيعَةُ الدَّجَالِ وَمَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، حَقَّ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِمْ فِي النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک قوم آئے گی جو یہ کہے گی کہ تقدیر نہیں ہے، پھر وہ زندقہ کی طرف نکل جائیں گے، جب تم انہیں ملو تو انہیں سلام نہ کرو، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں نہ جاؤ، کیوں کہ وہ دجال کی جماعت ہے اور اس امت کے مجوسی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں مجوس کے ساتھ ڈالیں گے۔

”إِنْ مَاتُوا فَلَا تُشَيِّعُوهُمْ“ کی وضاحت

قدریہ تقدیر کے منکر ہونے کی وجہ سے مسلمان نہیں، اس لیے ان کے جنازے وغیرہ میں شریک ہونے سے منع کیا گیا۔ اور اگر ان کو مسلمان مانا جائے تو پھر منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو تشبیہ ہو جائے اور یہ اپنے غلط عقیدہ سے باز آ جائیں اور اسے چھوڑ دیں۔

و مجوس هذه الأمة کا مطلب

جس طرح مجوسی اللہ ﷺ کو چھوڑ کر آگ کی پرستش کرتے ہیں، اسی طرح یہ بھی اللہ ﷺ کے ساتھ بندے کو بایں معنی شریک ٹھہراتے ہیں کہ جس طرح اللہ ﷺ افعال خیر کے خالق ہیں، اسی طرح بندہ افعال شرک کا خالق ہے۔ اس لیے انہیں اس امت کا مجوسی کہا گیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجِيءُ قَوْمٌ يَقُولُونَ: لَا قَدْرَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنْهُ إِلَى الزَّنْدَقَةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ، وَإِنْ مَرُّوا فَلَا تَعُودُوا لَهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تُشْهِدُوا جَنَائِزَهُمْ، فَإِنَّهُمْ شِيعَةُ الدَّجَالِ وَمَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَحَقًّا عَلَى اللَّهِ تَعَالَى أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِمْ فِي النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک قوم آئے گی جو یہ کہے گی کہ تقدیر نہیں ہے، پھر وہ زندقہ کی طرف نکل جائیں گے، جب تم انہیں ملو تو انہیں سلام نہ کرو، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں نہ جاؤ، کیوں کہ وہ دجال کی جماعت ہے اور اس امت کے مجوسی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں مجوس کے ساتھ ڈالیں گے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْقَدْرِيَّةَ، وَقَالَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَبْلِي إِلَّا حَذَرَ أُمَّتَهُ مِنْهُمْ وَلَعَنَهُمْ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کریں اور فرمایا: مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا، مگر اس نے اپنی امت کو ان سے ڈرایا اور ان

پر لعنت فرمائی۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الشَّفَاعَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَزِيدَ بْنِ ضَهَبِيبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: يُخْرِجُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَزِيدُ: فَقُلْتُ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا﴾ قَالَ جَابِرٌ: أَفَرَأَمَّا قَبْلَهَا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ إِنَّمَا هِيَ فِي الْكُفَّارِ. وَفِي رِوَايَةٍ: يُخْرِجُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَزِيدُ: قُلْتُ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا﴾، فَقَالَ جَابِرٌ: أَفَرَأَمَّا قَبْلَهَا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ذَلِكَ الْكُفَّارُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ يَزِيدَ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الشَّفَاعَةِ، فَقَالَ: يُعَذَّبُ اللَّهُ تَعَالَى قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ بِذُنُوبِهِمْ، ثُمَّ يُخْرِجُهُمْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَيُّ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى آخِرِهِ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے مؤمن لوگوں کو جہنم سے نکالے گا۔ یزید کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو یوں ہے: ﴿وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا﴾ یعنی وہ لوگ جہنم سے نکلنے والے نہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذرا اس سے پہلے والا حصہ بھی پڑھو ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ یعنی یہ آیت کافروں کے بارے میں ہے۔

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ ایک قوم محمد ﷺ کی شفاعت سے دوزخ سے نکلے گی، یزید کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو یوں فرماتے ہیں کہ وہ اس سے نکلنے والے نہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے والا حصہ بھی تو پڑھو ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ یہی کافر تو ہیں۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے شفاعت کے بارے میں پوچھا، آپ نے کہا کہ اہل ایمان میں سے ایک قوم کو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی وجہ

سے عذاب دیں گے پھر محمد ﷺ کی شفاعت کے باعث ان کو دوزخ سے نکال دیں گے۔ یزید کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ پھر اللہ ﷻ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہوا، پھر آخر تک حدیث بیان کی۔

## شفاعت کی اقسام

حضور اکرم ﷺ سے آٹھ قسم کی شفاعت ثابت ہے۔

- ۱- روایات میں ہے کہ جب سب لوگوں کو جمع کر لیا جائے تو اس وقت آپ ﷺ سب لوگوں کی درخواست پر اللہ ﷻ سے حساب کتاب شروع کرنے کے لیے شفاعت کریں گے۔
- ۲- دوسری شفاعت وہ ہے جو آپ ﷺ سے امت محمدیہ کا حساب شروع کرنے کے لیے فرمائیں گے۔
- ۳- جن لوگوں کے بارے میں دوزخ جانے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا ان کے بارے میں آپ ﷺ سے شفاعت کریں گے اور ان کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔
- ۴- چوتھی شفاعت آپ ﷺ اپنے چچا ابوطالب کے لیے فرمائیں گے کہ ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے۔
- ۵- ایک شفاعت آپ ﷺ ایسی جماعت کے لیے فرمائیں گے جن کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں بھیجا جائے گا۔
- ۶- ایک شفاعت ان لوگوں کے لیے ہوگی، جن کے بارے میں جنت کا فیصلہ ہو چکا ہوگا، مگر ابھی تک وہ جنت میں داخل نہیں کیے گئے ہوں گے تو آپ ﷺ کی شفاعت سے ان کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔
- ۷- اہل جنت کے درجات کی بلندی کے لیے آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور ان کے درجات بلند کیے جائیں گے۔
- ۸- آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیے گئے ہوں گے، ان کو جنت میں داخل کرنے کے لیے آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

## مرتب کبیرہ کے لیے شفاعت

### مذہب

کیا مرتب کبیرہ کے لیے شفاعت فائدہ مند ہوگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں مرتب کبیرہ کے حق میں شفاعت بمعنی گناہ معاف کیے جانے کے ہوگی، جسے اللہ ﷻ منظور فرمائیں گے، جب کہ معتزلہ ایسی شفاعت کو نہیں مانتے، ان کے ہاں شفاعت صرف نیک بندوں کے درجات میں بلندی کے لیے ہوگی۔

## جمہور رحمہ اللہ علیہم کی دلیل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لَذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ تو حضور ﷺ کا اپنی امت کے گناہ گاروں کے لیے استغفار کرنا شفاعت ہی تو ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے تو وہ قبول بھی فرمائیں گے۔

## معتزلہ کی دلیل

قرآن مجید میں ہے: ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةً﴾ (البقرہ: ۴۸)

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ﴾ (المؤمن: ۱۸)

## جواب

ان آیات سے کفار مراد ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے روز مختلف احوال ہوں گے، ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس وقت میں کسی کو شفاعت کی اجازت ہی نہیں ہوگی، جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾

## اسلامی فرقوں کے نزدیک مرتکب کبیرہ کا حکم

اہل سنت والجماعت کے نزدیک مرتکب کبیرہ ایمان پر باقی رہتا ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، جب کہ معتزلہ کے نزدیک مرتکب کبیرہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، ایمان پر باقی نہیں رہتا، البتہ کافر بھی نہیں ہوتا، بلکہ کفر و اسلام کے درمیان ایک درجہ ہے اور وہ درجہ فسق ہے، یہ مرتکب کبیرہ اس مرتبہ فسق کو پہنچ جاتا ہے اور خوارج کے نزدیک مرتکب کبیرہ ایمان سے خارج ہو کر کفر میں بھی داخل ہو جاتا ہے۔

اہل سنت والجماعت رحمہ اللہ علیہم کی سب سے پہلی دلیل حدیث ابو ذرؓ ہے، جس میں ”وإن زنى وإن سرق“ کے الفاظ ہیں کہ اگرچہ مؤمن آدمی زنا و چوری کرے تب بھی مؤمن ہی رہتا ہے۔

دوسری دلیل وہ تمام نصوص آیات و احادیث ہیں جن میں مرتکب کبیرہ کو اہل ایمان کہہ کر ترک گناہ کا حکم کیا گیا ہے۔ معتزلہ کی دلیل یہی حدیث ہے کہ اس میں مرتکب کبیرہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایمان پر باقی نہیں رہتا۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے اس کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں۔

۱- اس حدیث میں کمال ایمان کی نشی ہے کہ مرتکب کبیرہ کامل مؤمن نہیں رہتا، البتہ نفس ایمان اس میں موجود رہتا ہے۔

۲- ایمان کے متعلق دو چیزیں ہیں، نفس ایمان اور نور ایمان تو مرتکب کبیرہ کے اندر نفس ایمان تو موجود ہوتا ہے، البتہ نور ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

۳- یہاں مؤمن لغوی مراد ہے کہ بوقت گناہ مؤمن آدمی امن والا نہیں ہوتا، خطرہ ہوتا ہے کہ یہ ابھی عذاب الہی کی لپیٹ میں نہ آجائے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ ابْنِ إِسْهَابٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ، عَنْ خَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُخْرِجُ اللَّهُ قَوْمًا مِنَ الْمُؤَخَّرِينَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا امْتَحَسُوا، وَصَارُوا فَحْمًا، فَيَدْخُلُهُمُ اللَّهُ تَعَالَى الْجَنَّةَ، فَيَسْتَعِينُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِمَّا تَسْمِيَهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّينَ، فَيَذْهَبُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ذَلِكَ.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے مؤمنین کی ایک جماعت کو نکالے گا جب کہ وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے اور ان کو جنت میں داخل کریں گے۔ پھر وہ اللہ سے دعا کریں گے، کیوں کہ جنتی ان کو جہنمی کے نام سے پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے یہ نام دور فرمادیں گے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ قَالَ: الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ: الشَّفَاعَةُ، يُعَذِّبُ اللَّهُ تَعَالَى قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ يَذْنُو بِهِمْ، ثُمَّ يُخْرِجُ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُؤْتَى بِهِمْ نَهْرًا، يُقَالُ لَهُ: الْحَيَوَانُ فَيَغْتَسِلُونَ فِيهِ، ثُمَّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فَيَسْمُونَ فِي الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّينَ، ثُمَّ يَطْلُبُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، فَيَذْهَبُ عَنْهُمْ ذَلِكَ الْإِسْمَ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: يُخْرِجُ اللَّهُ تَعَالَى قَوْمًا مِنْ أَهْلِ النَّارِ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ وَالْقِبْلَةَ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِكَ هُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ، فَيُؤْتَى بِهِمْ نَهْرًا يُقَالُ لَهُ: الْحَيَوَانُ، فَيَلْقُونَ فِيهِ فَيَنْبَثُونَ بِهِ كَمَا يَنْبَثُ النَّعَارِيزُ، ثُمَّ يُخْرَجُونَ مِنْهُ وَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، فَيَسْمُونَ فِيهَا الْجَهَنَّمِيِّينَ، ثُمَّ



يَطْلُبُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَنْ يَذْهَبَ عَنْهُمْ ذَلِكَ الْإِسْمُ، فَيَذْهَبَ عَنْهُمْ.  
وَزَادَ فِي آخِرِهِ: فَيَسْمُونَ عُتْقَاءَ اللَّهِ، وَرَوَى أَبُو حَنِيفَةَ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ أَبِي شَدَادِ بْنِ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد **(عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا)** یعنی آپ کا رب آپ کو پسندیدہ مقام تک پہنچائے گا۔ فرمایا: مقام محمود سے مراد شفاعت ہے، اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی ایک جماعت کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیں گے، پھر محمد ﷺ کی شفاعت کے باعث ان کو نکالیں گے پھر وہ ایک نہر پر لائے جائیں گے جس کا نام حیوان ہے، اس میں غسل کریں گے پھر وہ جنت میں لے جائے جائیں گے تو جنت میں ان کا نام جہنمی پڑ جائے گا، سو وہ اللہ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے اس نام کو مٹا دیں گے۔

ایک روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل ہونے والے مؤمنین اور اہل قبلہ کے ایک گروہ کو محمد ﷺ کی شفاعت سے دوزخ سے نکال لیں گے اور یہی مقام محمود ہے۔ پھر وہ اس نہر پر لائے جائیں گے جس کو حیوان کہا جاتا ہے پھر وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو وہ لکڑیوں کی طرح اس میں اُگ آئیں گے، پھر اس سے نکل کر جنت میں چلے جائیں گے اور وہاں ان کا نام جہنمی پڑ جائے گا، پھر وہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ وہ ان سے یہ نام مٹا دے تو ان کا یہ نام مٹ جائے گا۔ اس روایت کے آخر میں ”عتقاء اللہ“ کی زیادتی ہے۔ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو ابی رובہ شداد بن عبد الرحمن سے بھی روایت کیا ہے اور وہ ابوسعید سے نقل کرتے ہیں۔

”التَّعَارِيرُ“ کے معنی و مفرد

تعاریر یہ شعروں کی جمع ہے، بمعنی چھوٹی لکڑی اور وہ نباتات جو زمین سے اگیں اور روئے زمین پر پھیل جائیں۔

”التَّعَارِيرُ“ کے ساتھ وجہ تشبیہ

معنی اول کی صورت میں وجہ تشبیہ تیزی سے بڑھنا ہے اور معنی ثانی کی صورت میں وجہ تشبیہ سفیدی ہے۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَدْخُلُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ النَّارَ بِذُنُوبِهِمْ، فَيَقُولُ لَهُمُ الْمُشْرِكُونَ: مَا أَغْنَى عَنْكُمْ إِيمَانُكُمْ، وَنَحْنُ وَأَنْتُمْ فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ نَعَذَّبُ، فَيَغْضَبُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ، فَيَأْمُرُ أَنْ لَا يَبْقَى فِي النَّارِ أَحَدٌ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَيُخْرَجُونَ وَقَدْ اخْتَرَفُوا حَتَّى صَارُوا كَالْحَمَةِ السَّوْدَاءِ، إِلَّا وَجُوهَهُمْ، فَإِنَّهُ لَا يَزُرُقُ أَعْيُنَهُمْ، وَلَا تَسْوَدُ وَجُوهُهُمْ، فَيُؤْتَى بِهِمْ نَهْرًا عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَغْتَسِلُونَ فِيهِ، فَيَذْهَبُ كُلُّ فِتْنَةٍ وَأَذَى، ثُمَّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ: ﴿طَبِّئْهُمْ فَأَدْخُلُوهَا خَالِدِينَ﴾ فَيَسْمُونَ الْجَهَنَّمِيِّينَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: ثُمَّ يَدْعُونَ، فَيَذْهَبُ عَنْهُمْ ذَلِكَ الْإِسْمُ، فَلَا يَدْعُونَ أَبَدًا، فَإِذَا خَرَجُوا، قَالَ الْكُفَّارُ: يَا لَيْتَنَا كُنَّا مُسْلِمِينَ، فَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اہل ایمان کی ایک جماعت اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوگی، ان سے مشرک لوگ کہیں گے کہ تمہیں تمہارے ایمان نے کیا فائدہ دیا؟ ہم تم دونوں ایک ساتھ دوزخ میں پڑے عذاب جھیل رہے ہیں۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ کو سخت غصہ آئے گا اور وہ حکم فرمائیں گے کہ دوزخ میں لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی بھی باقی نہ رہے، پھر سب کو نکال لیا جائے گا، وہ جل کر سیاہ کونلہ کی طرح ہو چکے ہوں گے، سوائے چہرے کے پس ان کی نہ آنکھیں نیلی ہوں گی، نہ چہرے سیاہ ہوں گے۔ پھر انہیں ایک نہر پر لایا جائے گا، جو جنت کے دروازے کے پاس ہوگی، اس میں غسل کریں گے، جس سے ہر طرح کی کبیدگی اور سوزش ختم ہو جائے گی، پھر انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا، ان سے جنت کافرشتہ کہے گا ”تم پاک ہو گئے، اب تم ہمیشہ ہمیشہ اسی جنت میں رہو“ جنت میں ان کا نام جہنمی پڑ جائے گا، فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو یہ نام ختم کر دیا جائے گا، پھر وہ اس نام سے کبھی نہیں پکارے جائیں گے۔ جب یہ جہنم سے نکلیں گے تو کافر کہیں گے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ﴿رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ يَبْقَى أَحَدٌ مِنَ الْمُؤَخِّدِينَ فِي

التَّارِ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَجُلٌ فِي قَعْرِ جَهَنَّمَ يَنَادِي بِالْحَتَّانِ الْمَتَّانِ، حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيُعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ الصَّوْتِ، فَقَالَ: الْعَجَبُ الْعَجَبُ، ثُمَّ لَمْ يَضْبِرْ حَتَّى يَصِيرَ بَيْنَ يَدَيْ عَرْشِ الرَّحْمَنِ سَاجِدًا، فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: اِرْفَعْ رَأْسَكَ يَا جِبْرِيلُ، فَيَرْفَعُ رَأْسَهُ، فَيَقُولُ: مَا رَأَيْتَ مِنَ الْعَجَائِبِ؟ وَاللَّهِ أَعْلَمُ بِمَا رَأَاهُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، سَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ قَعْرِ جَهَنَّمَ يَنَادِي بِالْحَتَّانِ الْمَتَّانِ، فَتَعَجَّبْتُ مِنْ ذَلِكَ الصَّوْتِ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا جِبْرِيلُ، اذْهَبْ إِلَى مَالِكِ، قُلْ لَهُ: أَخْرِجِ الْعَبْدَ الَّذِي يَنَادِي بِالْحَتَّانِ الْمَتَّانِ، فَيَذْهَبُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى بَابِ مِنْ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، فَيَضْرِبُهُ، فَيُخْرِجُ إِلَيْهِ مَالِكٌ، فَيَقُولُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، يَقُولُ: أَخْرِجِ الْعَبْدَ الَّذِي يَنَادِي بِالْحَتَّانِ الْمَتَّانِ، فَيَدْخُلُ فَيَطْلُبُهُ، فَلَا يُوْجَدُ، وَإِنَّ مَالِكًا أَعْرَفَ بِأَهْلِ النَّارِ مِنَ الْأُمَّمِ بِأَوْلَادِهَا، فَيُخْرِجُ، فَيَقُولُ لَجِبْرِيلَ: إِنَّ جَهَنَّمَ زَفَرَتْ زَفْرَةً لَا أَعْرِفُ الْحِجَارَةَ مِنَ الْحَدِيدِ، وَلَا الْحَدِيدَ مِنَ الرِّجَالِ، فَيَرْجِعُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى يَصِيرَ بَيْنَ يَدَيْ عَرْشِ الرَّحْمَنِ سَاجِدًا، فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: اِرْفَعْ رَأْسَكَ يَا جِبْرِيلُ، لِمَ لَمْ تَجِئْ بِعَبْدِي؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، إِنَّ مَالِكًا يَقُولُ: إِنَّ جَهَنَّمَ قَدْ زَفَرَتْ زَفْرَةً لَا أَعْرِفُ الْحِجَارَةَ مِنَ الْحَدِيدِ، وَلَا الْحَدِيدَ مِنَ الرِّجَالِ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: قُلْ لِمَالِكٍ: إِنَّ عَبْدِي فِي قَعْرِ كَذَا وَكَذَا، فِي سِرِّ كَذَا وَكَذَا.

وَفِي رِوَايَةٍ: كَذَا وَكَذَا، فَيَدْخُلُ جِبْرِيلُ فَيُخْبِرُهُ بِذَلِكَ، فَيَدْخُلُ مَالِكٌ، فَيَجِدُهُ مَطْرُوحًا مَنكُوسًا مَشْدُودًا نَاصِبِيئُهُ إِلَى قَدَمَيْهِ، وَيَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْحَيَاتُ وَالْعُقَارِبُ، فَيَجِدُهَا جَذْبَةً حَتَّى تَسْقُطَ عَنْهُ الْحَيَاتُ وَالْعُقَارِبُ، ثُمَّ يَجِدُهَا جَذْبَةً أُخْرَى حَتَّى تَنْقَطِعَ مِنْهُ السَّلَاسِلُ وَالْأَغْلَالُ، ثُمَّ يُخْرِجُهُ مِنَ النَّارِ، فَيَضْرِبُهُ فِي مَاءِ الْحَيَاةِ وَيُدْفَعُهُ إِلَى جِبْرِيلَ، فَيَأْخُذُ بِنَاصِيئِهِ وَيَمُدُّهُ مَدًّا، فَمَا مَرَّ بِهِ جِبْرِيلُ عَلَى مَلَأٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا وَهُمْ يَقُولُونَ: أَفْ لِهَذَا الْعَبْدِ، حَتَّى يَصِيرَ بَيْنَ يَدَيْ عَرْشِ الرَّحْمَنِ سَاجِدًا، فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: اِرْفَعْ رَأْسَكَ يَا جِبْرِيلُ، وَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: عَبْدِي أَلَمْ أَخْلُقْكَ بِخَلْقِي حَسَنٍ؟ أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُولًا؟ أَلَمْ يَقْرَأْ عَلَيْكَ كِتَابِي؟ أَلَمْ يَأْمُرْكَ وَبَنَهَكَ؟ حَتَّى يَقْرَأَ الْعَبْدُ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: فَلِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ الْعَبْدُ: يَا رَبِّ، ظَلَمْتُ نَفْسِي حَتَّى بَقِيْتُ فِي النَّارِ كَذَا وَكَذَا خَرِيفًا لَمْ أَقْطِعْ رِجَالِي مِنْكَ، يَا رَبِّ، دَعَوْتُكَ بِالْحَتَّانِ الْمَتَّانِ وَأَخْرَجْتَنِي بِفَضْلِكَ، فَارْحَمْنِي بِرَحْمَتِكَ، فَيَقُولُ اللَّهُ

تَبَارَكَ وَتَعَالَى: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّبِّي وَرَحْمَتُهُ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا مؤحدین میں سے بھی کوئی آدمی جہنم میں باقی رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ایک شخص ہوگا، دوزخ کی گہرائی سے پکارتا ہوگا ”یا حنان یا منان“! یہاں تک کہ جبرئیل اس کی آواز سن لیں گے اور اس آواز پر تعجب کریں گے، پھر وہ کہیں گے: تعجب ہے، تعجب ہے، ان سے صبر نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ اللہ کے عرش کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے، تو اللہ ﷻ فرمائیں گے: اے جبرئیل! اپنا سراٹھاؤ، وہ اپنا سراٹھائیں گے تو اللہ ﷻ پوچھیں گے: تم نے کیا تعجب کی بات دیکھی ہے، حالاں کہ اللہ ﷻ خوب جانتے ہیں جو انہوں نے دیکھا ہے، وہ عرض کریں گے: اے رب! میں نے جہنم کی گہرائی میں ایک آواز سنی، جو پکارتا رہا ہے: ”یا حنان یا منان“ تو مجھے اس آواز سے تعجب ہوا، تو اللہ ﷻ فرمائیں گے: اے جبرئیل! جاؤ مالک کے پاس، اسے کہو کہ اس بندہ کو نکال دے جو ”یا حنان یا منان“ پکارتا رہا ہے۔ جبرئیل جائیں گے جہنم کے دروازے میں سے ایک دروازے کے پاس، اس کے دروازے پر دستک دیں گے تو مالک نکلیں گے تو جبرئیل علیہ السلام کہیں گے: اللہ ﷻ فرما رہے ہیں کہ اس بندے کو نکال دیں جو ”یا حنان یا منان“ پکارتا رہا ہے، تو وہ جہنم میں جائیں گے، اس کو تلاش کریں گے، مگر وہ نہیں ملے گا، حالاں کہ مالک اہل جہنم کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا ماں اپنی اولاد کو پہچانتی ہے، وہ باہر آئیں گے اور جبرئیل سے کہیں گے کہ دوزخ نے اس وقت ایک سانس لیا ہے، میں پتھر کو لوہے سے اور لوہے کو آدمی سے الگ نہیں کر سکتا۔ جبرئیل علیہ السلام واپس جائیں گے اور اللہ ﷻ کے عرش کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے، تو اللہ ﷻ فرمائیں گے اے جبرئیل! اپنا سراٹھاؤ، تم میرے بندے کو کیوں نہیں لائے؟ وہ عرض کریں گے: یا رب! مالک کہتا ہے کہ جہنم نے سانس لیا ہے، میں پتھر کو لوہے سے اور لوہے کو انسان سے الگ نہیں کر سکتا۔ تو اللہ ﷻ فرمائیں گے: مالک سے کہو، میرا بندہ فلاں گڑھے اور فلاں فلاں کو بنے میں ہے۔ تو جبرئیل جائیں گے اور اس کو بتائیں گے اس بندے کے بارے میں تو مالک داخل ہوئے تو وہ بندہ مالک کو اس حالت میں ملے گا کہ وہ اوندھے منہ پڑا ہوگا، اس کا سر پاؤں کے ساتھ

بندھا ہوگا، اس کے پاس سانپ و بچھو ہوں گے تو مالک اسے ایک جھنکا دیں گے، جس سے اس سے سانپ اور بچھو گر جائیں گے، پھر مالک اسے ایک جھنکا دیں گے، جس سے اس کی بیڑیاں و ہتھکڑیاں کھل جائیں گی، پھر اسے آگ سے نکال کر آب حیات میں غسل دیں گے اور اس کو جبرئیل کے حوالے کریں گے پس جبرئیل اس کو پیشانی کے بالوں سے پکڑیں گے اور اسے کچینکے اور جبرئیل اسے لے کر فرشتوں کی جس مجلس میں بھی آئیں گے تو وہ کہیں گے: افسوس ہے اس بندے پر، پھر اللہ ﷻ کے عرش کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے تو اللہ ﷻ فرمائیں گے: اے جبرئیل! اپنا سراٹھاؤ اور اللہ ﷻ فرمائیں گے: اے میرے بندے! کیا میں نے تجھے خوب صورت پیدا نہیں کیا؟ کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجے؟ کیا انہوں نے تیرے سامنے میری کتاب نہیں پڑھی؟ کیا انہوں نے تجھے اچھی بات کا حکم اور بُری بات سے منع نہیں کیا؟ پھر اللہ ﷻ فرمائیں گے: پھر تو نے ایسے ایسے کیوں کیا؟ بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، حتیٰ کہ دوزخ میں اتنے سال پڑا رہا، مگر میں نے امید تجھ سے نہیں توڑی، اے میرے رب! میں نے تجھے یا حنان و یا منان پکارا اور تو نے اپنے فضل سے مجھے جہنم سے نکال لیا۔ مجھ پر رحم کر، اللہ ﷻ فرمائیں گے: اے میرے فرشتو! گواہ بن جاؤ، میں نے اس پر رحم فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورِ بْنِ أَبِي سَلِيمَانَ الْبَلْخِيِّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى، وَيَزِيدَ الطُّوسِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أُمَيَّةَ الْخَدَّاءِ الْعَدَوِيِّ، عَنِ نُوحِ بْنِ قَيْنِسٍ، عَنِ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَنْ تَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ، وَأَهْلِ الْعِظَائِمِ، وَأَهْلِ الدِّمَاءِ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ شفاعت کس کے لیے فرمائیں گے؟ فرمایا: اہل کبائر، اہل عظام اور ناحق خون کرنے والوں کے لیے۔

### الکبائر اور العظام میں فرق

کبائر کا اطلاق ان گناہوں پر ہوتا ہے جن کے بارے میں نصوص وارد ہوئیں اور عظام سے مراد نافرمانی ہے۔ کبائر وہ گناہ ہیں جن کا تعلق اللہ ﷻ کے حقوق سے ہو اور عظام سے مراد وہ گناہ جن کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہو۔ بعض نے کہا کہ یہ دونوں مترادف الفاظ ہیں۔

بعض نے کہا کہ دماء سے مراد انسانوں کو ظلماً قتل کرنا ہے۔

حَمَّاذ: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، وَبَيَانَ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا تَصَامُونَ فِي رُؤْيِيهِ، فَانظُرُوا أَنْ لَا تُغْلَبُوا فِي صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا، قَالَ حَمَّاذ: يَعْنِي: الْغَدَاةَ وَالْعِشَاءَ.

ترجمہ:

قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جریر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: بے شک تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح کوچودھویں کی رات میں چاند دیکھتے ہو، تمہیں اس کے دیکھنے میں ایذا نہیں دی جائے گی، دھیان رکھنا! کہیں سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے وائی نماز کے بارے میں تم مغلوب نہ ہو جانا۔

رؤیت باری تعالیٰ میں اختلاف

مذہب: اہل السنۃ والجماعۃ کا کہنا یہ ہے کہ دنیا میں اللہ ﷻ کا دیدار ممکن ہے، لیکن کسی کو ہونا نہیں اور آخرت میں بھی ممکن ہے اور اہل جنت کو یہ نعمت نصیب ہوگی۔

معتزلہ و خوارج اور بعض فلاسفہ اس کے منکر ہیں کہ اللہ ﷻ کا دیدار نہ دنیا میں ہوگا اور نہ آخرت میں۔

اہل السنۃ والجماعۃ کی دلیل

ارشاد ہے: ﴿وَجِئُوا يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ﴾ (القیامۃ: ۲۳، ۲۲)

دوسری جگہ فرمایا: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس: ۲۶)

معتزلہ کی دلیل

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَا تَدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ (الأنعام: ۱۰۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا: ﴿لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَىٰ اللَّهَ جَهْرَةً﴾ تو جواب میں ﴿فَأَخَذَتْكُمُ

الصَاعِقَةُ﴾ ان پر عذاب آیا۔

جواب

”لاتدرکہ“ کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے اور یہ ہم بھی مانتے ہیں کہ دنیا کی آنکھیں اللہ ﷻ کی زیارت نہیں کر سکتی۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ”ادراک“ کا معنی ”احاطہ“ ہے کہ کوئی آنکھ اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عذاب دیدار کے مطالبہ پر نہیں آیا تھا، بلکہ ان کی ضد و عناد کی وجہ سے آیا تھا۔

## کِتَابُ الْعِلْمِ

### بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرِيضَةِ طَلَبِ الْعِلْمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

### علم کی تعریف

بعض حضرات نے کہا ہے کہ علم بدیہی چیز ہے اور بدیہات کی تعریف نہیں کی جاسکتی، لہذا علم کی بھی کوئی تعریف نہیں ہے۔ جب کہ ملا علی قاری رضی اللہ عنہ نے مشکوٰۃ المصابیح کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں علم کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

”علم ایک نور ہے، جو مشکوٰۃ نبوت سے نکلتا ہے اور اللہ ﷻ سے مؤمن کے دل میں ڈالتے ہیں، جس کی وجہ سے اس پر ہدایت کی راہیں کھل جاتی ہیں۔“

### علم کی اقسام

علم کی دو قسمیں ہیں:

۱.....○ علم کسبی،

۲.....○ علم وہبی

علم کسبی: وہ علم جو کسی انسان کے واسطے سے بندے کو حاصل ہو۔

علم کسی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ فرض عین ۲۔ فرض کفایہ

علم وہی: اس علم کو کہتے ہیں جس کے حصول میں کوئی انسان واسطہ نہ بنے۔

علم وہی کے حصول کے تین ذرائع ہیں:

۱۔ وحی ۲۔ الہام ۳۔ فراست

## فرض علم

ہر مسلمان پر ارکانِ خمسہ: کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج، حلال و حرام اور مختلف شعبہ جات سے وابستہ افراد کے لیے اپنے شعبہ کے مسائل سیکھنا فرض عین ہے۔ اور دین کے تمام مسائل کا علم سیکھنا فرض کفایہ ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّفَقُّهِ فِي الدِّينِ

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: وَلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِينَ، وَحَجَّجْتُ مَعَ أَبِي سَنَةَ سِتِّ وَتِسْعِينَ، وَأَنَا ابْنُ سِتِّ عَشْرًا سَنَةً، فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَرَأَيْتُ حَلْقَةً عَظِيمَةً، فَقُلْتُ لِأَبِي: حَلْقَةٌ مِنْ هَذِهِ؟ فَقَالَ: حَلْقَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَزْبِ بْنِ جَزَاءِ الزُّبَيْدِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَقَدَّمْتُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللَّهِ كَفَاهُ اللَّهُ تَعَالَى مَهْمَةً وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْسِبُ.

ترجمہ:

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور میں نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ھ میں حج کیا، اس وقت میں ۱۶ سال کا تھا، جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو میں نے ایک بہت بڑا حلقہ دیکھا، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کس کا حلقہ ہے؟ انہوں نے بتایا: عبد اللہ بن حارث بن جزاء الزبیدی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کا حلقہ ہے، میں آگے بڑھا تو میں نے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو دین میں سمجھ حاصل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد کا ذمہ لے لیتے ہیں اور اسے وہاں سے رزق دیتے ہیں جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔



## حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت

ارباب فن رجال نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے کو تسلیم کیا ہے، جن میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ البتہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کسی صحابی سے سماع حدیث میں اختلاف ہے اور اس میں بھی صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث مبارکہ سنی ہیں، جن میں حضرت عائشہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کا نام بھی شامل ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا حدیث کی سند سے بھی حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہوتا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَالِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ، لِيَكُنْ شِعَارُكَ الْعِلْمُ وَالْقُرْآنُ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! تیرا شعار علم اور قرآن ہونا چاہیے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ أَهْلِ الذِّكْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى، فَقَالَ: أَنْتُمْ مِنَ الَّذِينَ أُمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِي مَعَهُمْ، وَمَا جَلَسَ عَدْلُكُمْ مِنَ النَّاسِ، فَيَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى، إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتَيْهَا، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ.

ترجمہ:

حضرت علی بن اقرم رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا گزر ایک قوم پر ہوا، جو اللہ ﷻ کا ذکر کر رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم وہ لوگ ہو جن کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے، تم جیسے لوگ بیٹھتے ہیں پھر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ ﷻ کے فرشتے انہیں اپنے بازوؤں سے گھیر لیتے ہیں اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ ﷻ ان کا ذکر اپنے پاس موجود ملاء اعلیٰ کے فرشتوں سے کرتا ہے۔

فائدہ

الَّذِينَ أُمِرْتُ أَنْ أُصِيرَ نَفْسِي مَعَهُمْ، سے مراد یہ آیت ہے ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾۔

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجْمَعُ اللَّهُ الْعُلَمَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُ: إِنِّي لَمْ أَجْعَلْ حِكْمَتِي فِي قُلُوبِكُمْ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُكُمْ الْخَيْرَ، اذْهَبُوا إِلَى الْجَنَّةِ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ عَلَى مَا كَانَ مِنْكُمْ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ علماء کو جمع فرمائیں گے اور ارشاد فرمائیں گے: میں تمہیں علم و حکمت اس لیے دیا کہ میں تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا، جاؤ جنت میں نے تمہارے جو گناہ بھی تھے وہ بخش دیے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي تَغْلِيظِ الْكُذْبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، أَوْ قَالَ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَبْرَأْ أَمْقَعْدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، یا ایسی بات کہے جو میں نے نہیں کہی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

### کذب کا مطلب

ہر وہ بات جو واقعہ کے خلاف ہو، وہ کذب و جھوٹ ہے، خواہ جان بوجھ کر بولے یا بھول کر، البتہ پکڑ و سزا اس جھوٹ پر ہوگی جو جان بوجھ کر بولا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص بھول کر جھوٹ بولے تو اس کی احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے پکڑ ہوگی۔

## حضور ﷺ پر جھوٹ بولنے کا حکم

مذہب

ابن منیر اور امام ابو محمد الجہینی رحمہ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا کافر ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں آپ ﷺ پر جھوٹ بولنے والا کافر نہیں ہوتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا مطلقاً حرام و ناجائز ہے، اگرچہ اس میں دین کا نفع ہو۔

جبکہ روافض اور کرامیہ کے ہاں اگر دین کا ضرر و نقصان ہو تو جائز نہیں، لیکن دین کے نفع کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

جمہور کی دلیل

حدیث الباب جمہور رحمہ اللہ علیہم کی دلیل ہے، جس میں جھوٹ بولنے والے کو سخت سزا کا مستحق بتایا گیا ہے۔

روافض کی دلیل

ایک روایت میں ”لیضل الناس“ کی قید ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کی اصلاح کی نیت سے جھوٹی روایت بیان کی جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

جواب

ائمہ احادیث رحمہ اللہ علیہم کے ہاں ”لیضل الناس“ کی زیادتی ضعیف ہے۔



## کتاب الطہارات

### طہارت کے لغوی و شرعی معنی

طہارت مصدر ہے، طہر یطہر باب نصر اور کرم دونوں سے آتا ہے، اس کے معنی ہیں: ”گندگی اور میل کچیل سے پاک و صاف ہونا“۔ اور شریعت کی اصطلاح میں طہارت کے معنی ہیں: ”قاعدہ شرعیہ کے مطابق حدث یا خبث کو زائل کرنے کے لیے پانی یا مٹی استعمال کرنا“۔

### طہارت کی اقسام

طہارت کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ ازالہ حدث، ۲۔ ازالہ خبث

ازالہ حدث: یعنی نجاست حکمی کو زائل کرنا۔

ازالہ خبث: نجاست حقیقی کو زائل کرنا۔

نجاست حکمی کو زائل کرنے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ ”ازالہ عن الحدث الأصغر“ جس کو وضو کہتے ہیں۔

۲۔ ”ازالہ عن الحدث الأكبر“ جسے غسل کہا جاتا ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ أَنْ يَبُولَ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبُولَنَّ

أَخَذَ كُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے

پانی میں پیشاب نہ کرے پھر وہ اسی سے وضو کرے۔

## پانی کی نجاست و طہارت میں مذاہب

پانی کب ناپاک ہوتا ہے اور کب نہیں، کتنا پانی نجاست کرنے سے ناپاک ہوتا ہے اور کتنا ناپاک نہیں ہوتا؟ اس بارے میں فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔

۱۔ پہلا مذہب یہ ہے کہ پانی میں نجاست کرنے کے بعد جب تک پانی میں رقت اور سیلان باقی ہے اس وقت تک پانی پاک رہے گا۔ یہ مذہب اہل ظواہر کا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے۔

۲۔ بعض حضرات کا کہنا ہے جب تک پانی کے تین اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل نہ ہو جائے اس وقت تک پانی پاک رہتا ہے خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ یہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ کا ہے۔

۳۔ امام شافعی واحمد رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اگر پانی قلیل ہے تو نجاست کرتے ہی ناپاک ہو جائے گا، خواہ کوئی وصف تبدیل نہ ہو اور اگر پانی کثیر ہے تو جب تک کوئی وصف تبدیل نہیں ہو جاتا پانی پاک رہے گا۔ احناف رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب بھی یہی ہے۔

## قلیل و کثیر پانی کی مقدار

## مذاہب

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں تین قول ہیں چنانچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قلیل و کثیر کی کوئی مقدار مقرر نہیں، بلکہ اس میں مبتلی بہ کی رائے کا اعتبار ہے، جس کو وہ کثیر سمجھے وہ کثیر ہے اور جس کو وہ قلیل سمجھے اس پر قلیل کے احکام جاری ہوں گے۔ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر پانی اتنا ہو کہ اس کے ایک طرف حرکت دی جائے تو دوسری طرف کا پانی حرکت نہ کرے تو کثیر ہے اور اگر دوسری طرف کا پانی حرکت کرتا ہے تو یہ پانی قلیل شمار ہوگا، اور امام محمد رضی اللہ عنہ نے یوں تعیین کی ہے کہ دہ در دہ کا اعتبار ہے کہ اس جگہ کی لمبائی اور چوڑائی دس دس گز ہو تو کثیر ہے وگرنہ قلیل ہے۔

امام شافعی واحمد رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اگر پانی قلتین یا اس سے زیادہ ہے تو کثیر ہے اور اگر اس سے کم ہے تو قلیل ہے۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لا یبولن أحدکم فی الماء

الدائم الذي لا يجرى، ثم يغتسل فيه“۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کیا جائے۔

بخاری و مسلم میں ایک روایت ہے:

”إذا استيقظ أحدكم من نومه فلا يغمس يده في الإناء“۔

تو یہ روایات جن میں تغیر اوصاف کا ذکر ہے اور نہ قلتین کی تخصیص؛ بلکہ اگر پانی ٹھہرا ہوا ہو تو نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔

امام شافعی و احمد رحمہما علیہم کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ”إذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث“۔ (دارقطنی) اس روایت میں قلتین کو ماء کثیر قرار دیا گیا ہے۔

جواب

اس روایت کی سند میں ایک راوی ”محمد بن اسحاق“ ہے، جو کہ ضعیف ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي سُورِ الْهَرَّةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ذَلِكَ يَوْمَ، فَبَجَاءَ الْهَرَّةُ، فَشَرِبَتْ مِنَ الْإِنَاءِ، فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ، وَرَشَّ مَا بَقِيَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن وضو کا ارادہ فرمایا، اتنے میں ایک بلی

آئی اور اس نے برتن سے پانی پیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا اور باقی پانی بہا دیا

بلی کے بچے ہونے کا حکم

بلی کے بچے ہوئے پانی کے بارے میں ائمہ کرام رحمہم علیہم کا اختلاف ہے۔ طرفین رحمہم علیہم کے ہاں مع

الکراہت پاک ہے اور کراہت سے مراد تنزیہی ہے کہ اگر کوئی دوسرا پانی میسر نہ آئے تو اس کا استعمال درست

ہے۔ جب کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بلا کراہت طاہر ہے۔ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے۔

## دلائل طرفین

طرفین رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے، جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”إِذَا وَلَّغْتَ فِيهِ الْهَرَّةَ غَسَلَ مَرَّةً“ اسی طرح طحاوی اور دارقطنی وغیرہ کتب احادیث میں اسی مضمون کی روایات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

## جمہور رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حدیث الباب میں ہے کہ بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا۔

## جواب

اس کے علاوہ بھی جن روایات میں بلی کے بچے ہوئے پر طہارت کا حکم معلوم ہوتا ہے، وہ ساری روایات بیان بزاز پر محمول ہیں اور جواز کا ایک شعبہ کراہت تنزیہی ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا

أَبُو خَنِيْمَةَ: عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حَذِيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبُولُ عَلَى سَبَاطَةِ قَوْمٍ قَائِمًا.

## ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قوم کی کوڑی پر کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔

## وضاحت

حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے، جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو اس طرح کی روایت بیان کرے تو ”فلا تصدقوه، ولا تکذبوه“ نہ اس کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب، بظاہر تعارض پایا جا رہا ہے۔

تطبیق کی پہلی صورت یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی عمومی حالت کو بیان فرمایا کہ آپ ﷺ عموماً بیٹھ کر پیشاب فرمایا کرتے تھے، جب کہ روایت بالا میں ایک جزئی واقعہ کا ذکر ہے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے علم کے مطابق فرما رہی ہیں کہ گھر میں تو کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں فرمایا اور روایت بالا میں گھر سے باہر کا واقعہ نقل کیا گیا ہے، جس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو علم نہیں ہوگا۔

**سوال:** قوم کی کوڑی کو آپ ﷺ نے بغیر اجازت کیوں استعمال فرمایا؟

**جواب:** ایک جواب تو یہ دیا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے اجازت لی ہوگی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ایسی جگہ کو استعمال کرنے کی عموماً اجازت ہوتی ہے اور تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ قوم کی کوڑی نہیں تھی، حدیث میں جو اضافت ہوئی، یہ اضافت تملیک نہیں، بلکہ اختصاص ہے۔

**کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا حکم**

ظاہر یہ کا مذہب کا یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز نہیں۔ سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات کے ہاں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ اگر اس طرح پیشاب کرنے سے تلویث کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں، وگرنہ جائز ہے۔ جب کہ احناف و جمہور رحمہم اللہ کا کہنا ہے کہ بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ اور عذر ہو تو جائز ہے۔

**کھڑے ہو کر پیشاب فرمانے کی وجوہات**

- ۱۔ اس جگہ بیٹھنے کی وجہ سے تلویث کا اندیشہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔
- ۲۔ آپ ﷺ کے گھٹنے میں تکلیف تھی، جس کی وجہ سے آپ بیٹھ نہیں سکتے تھے تو کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔
- ۳۔ کبھی کبھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو حکماء و اطباء نے مفید لکھا ہے، عرب میں یہ بات مشہور تھی، اس لیے آپ ﷺ نے بھی اس پر عمل کیا۔

۴۔ آپ ﷺ نے بیان جواز کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی جائز ہے، اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے۔

۵۔ پیشاب کا اتنا شدید تقاضا ہوا کہ آپ ﷺ کو بیٹھنے کا موقع نہیں ملا، اس لیے آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔



## بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنَ اللَّبَنِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَدِيِّ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا، فَتَمَضَّمْضَ وَصَلَّى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دودھ پیا، پھر کلی کی اور نماز پڑھی، وضو نہیں کیا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ الْوُضُوءِ مِنَ اللَّحْمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنِ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَقًا بِلَحْمٍ، ثُمَّ صَلَّى.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ گوشت تناول فرمایا، پھر نماز پڑھی۔

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا حکم

آگ پر پکی ہوئی چیز یا گوشت وغیرہ کھانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا

اختلاف تھا۔

حضرت عائشہ، عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات کا کہنا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی

چیز کھانے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے۔

جب کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس کے

بعداًت کا اسی پر اجماع ہو گیا کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ باقی جن روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے وضو فرمایا ہے

تو وہ استحباب پر محمول ہے، یا وہاں وضو سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے۔

## اونٹ کا گوشت کھانے کا حکم

امام احمد رضی اللہ عنہ کا اس بارے میں کہنا ہے کہ اگر وضو کرنے کے بعد اونٹ کا گوشت کھایا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، جب کہ جمہور امت کا مذہب یہ ہے کہ کسی بھی جانور کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْأَمْرِ بِالسَّوَاكِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الزُّدَّادِ، عَنْ تَمَّامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ قَلْحًا؟ اسْتَاكُوا، فَلَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.  
وَفِي رِوَايَةٍ: مَا لِي أَرَاكُمْ تَدْخُلُونَ عَلَيَّ قَلْحًا؟ اسْتَاكُوا، فَلَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يَسْتَاكُوا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، أَوْ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ.

ترجمہ:

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے میں تمہارے دانتوں میں زردی دیکھ رہا ہوں؟ مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے دانتوں میں زردی دیکھ رہا ہوں مسواک کیا کرو اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو ان کو ہر نماز کے وقت وضوء کا حکم دیتا یا ہر وضوء کے وقت۔

## سواک کے لغوی و اصطلاحی معنی

سواک یہ مصدر ہے اور اسم آلہ ”مسواک“ کے معنی میں استعمال ہوا ہے اس کے معنی ہیں: ”وہ لکڑی جس سے مسواک کی جائے۔“

اور اصطلاح میں مسواک کہتے ہیں ”منہ اور دانتوں کی صفائی و نظافت کے لیے عود یا اس طرح کی کوئی لکڑی دانتوں میں استعمال کرنا۔“

## مسواک کا حکم

مذہب

وضو کرتے ہوئے مسواک کرنا سنت ہے۔ احناف رحمہ اللہ کے ہاں یہ وضو کی سنت ہے، لہذا جب بھی وضو کرے تو مسواک بھی کی جائے۔ جب کہ شافعی رحمہ اللہ کے ہاں یہ نماز کی سنت ہے۔ کیوں کہ احادیث مبارکہ میں ”عند کل صلوة“ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

## احناف رحمہ اللہ کی دلیل

وہ روایات ہیں جن میں ”مع کل وضوء“ کے الفاظ منقول ہیں۔ باقی جن روایات میں ”عند کل صلوة“ مروی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے جب وضو کرنے لگو تو مسواک کرو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ محدثین کرام رحمہ اللہ نے مسواک سے متعلقہ تمام روایات کو کتاب الطہارۃ میں ذکر فرمایا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ مسواک کا تعلق وضو و طہارت سے ہے، نماز سے نہیں۔

## امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل

حدیث میں ہے: ”لو لآن أشق علی امتی لأمرتهم بالسواک عند کل صلوة“۔ (الترمذی)

جواب

اس روایت میں ایک لفظ ”وضوء“ مخدوف ہے، جو کہ کل صلوة کا مضاف ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ، فَعَسَلَ كَفَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَضَمَضَ ثَلَاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذَرَعَ عَيْنَهُ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ، وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، وَقَالَ: هَذَا وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس طرح وضو کیا کہ تین مرتبہ اپنے ہاتھ دھوئے، تین مرتبہ کلی کی، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ منہ دھویا اور تین مرتبہ ہاتھوں کو کہنیوں

سمیت دھویا اور سر کا مسح کیا اور اپنے پاؤں کو دھویا، پھر ارشاد فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔

**مضمضہ:** کے معنی ہیں کلی کرنا، یعنی منہ میں پانی ڈال کر اس کو حرکت دینا اور پھر باہر پھینک دینا۔ اور استنشاق کہتے ہیں ناک میں پانی ڈالنے کہ نرم ہڈی تک پہنچ جائے۔

**وضو اور غسل میں مضمضہ اور استنشاق کا حکم**

امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں وضو اور غسل دونوں میں مضمضہ اور استنشاق واجب ہیں۔ ان کے بغیر نہ وضو ہوگا اور نہ غسل۔

امام شافعی و مالک رحمہ اللہ کے ہاں وضو اور غسل دونوں میں مضمضہ اور استنشاق سنت ہیں۔ جب کہ

احناف رحمہ اللہ کے ہاں وضو میں دونوں سنت اور غسل میں فرض کی حیثیت رکھتے ہیں۔

**احناف رحمہ اللہ کی دلیل**

قرآن میں ہے: ﴿وَأَن كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ تو مبالغہ کا صیغہ لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ

غسل کی طہارت وضو سے زیادہ ہے اور دوسری دلیل حدیث مبارکہ ہے کہ جس میں ارشاد فرمایا: ”تحت كل

شعرة جنابة فاغسلوا الشعر، وانقوا البشرة“ کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے، بالوں کو بھی دھوؤ اور

چڑی کو بھی صاف کرو“ تو جہاں جہاں تک بال یا ظاہر اچھڑا نظر آتی ہے وہاں تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

باقی قرآن میں وضو کے چار فرض بیان کیے گئے ہیں اور وہاں مضمضہ اور استنشاق کا ذکر نہیں، اس لیے

ان کو وضو کے فرائض میں شمار کرنا درست نہیں۔

**بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً**

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضو فرمایا۔

**بَابُ مَا جَاءَ فِي نَضْحِ الْفَرْجِ بِفَضْلِ الْوُضُوءِ**

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ يُقَالُ: الْحَكْمُ أَوْ ابْنُ الْحَكْمِ، عَنْ

أَبِيهِ، قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَ حِفْنَةً مِنْ مَاءٍ، فَنَضَحَ فِي مَوَاضِعِ طَهْوَرِهِ.

ترجمہ:

حضرت حکم اپنے والد صاحب کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے وضو فرمایا اور ایک چلو میں پانی لے کر طہارت کی جگہوں پر چھڑکا۔

### باب ماجاء فی مسح الرأس

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ، فَعَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، وَمَضَمَّصَ ثَلَاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ، وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، وَقَالَ: هَذَا وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے پانی منگوا یا، پھر تین مرتبہ اپنے ہاتھ دھوئے، تین مرتبہ کلی کی، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین مرتبہ سر کا مسح کیا اور تین مرتبہ اپنے پاؤں دھوئے، پھر ارشاد فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔

### مسح الرأس میں تثلیث کا حکم

مذہب

جمہور رسول اللہ ﷺ کے ہاں سر پر مسح کرنے میں تثلیث سنت نہیں، جب کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ہاں دیگر اعضاء کی طرح سر پر بھی تین مرتبہ مسح کرنا سنت ہے۔

جمہور رسول اللہ ﷺ کے دلائل وہ روایات ہیں جن میں ایک مرتبہ سر پر مسح کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

### امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وضو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

”فمسح برأسه ثلاثاً“۔ (ابوداؤد)

جواب

آپ نے جس روایت سے استدلال کیا ہے وہ روایت شاذ ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس روایت پر رد فرمایا ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الرَّجْلَيْنِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلٌ لِلْعَرِاقِيبِ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایڑیاں کے لیے جہنم کی آگ سے ہلاکت ہے۔

”ویل“ کی مراد

ویل کا مشہور معنی ہلاکت ہے اور ویل جہنم کی ایک وادی کا نام بھی ہے اور اس جگہ حدیث میں دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہیں۔

ننگے پاؤں پر مسح کا حکم

مذہب

ننگے پاؤں پر مسح کے جواز میں اہل سنت والجماعت رحمہم اللہ اور روافض کا اختلاف مع الدلائل: جمہور اہل سنت والجماعت رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ننگے پیروں کا دھونا ہی فرض اور ضروری ہے، مسح جائز نہیں ہے۔ دوسرا مذہب روافض کے فرقہ امامیہ کا ہے کہ پیروں کا وظیفہ مسح ہے۔

اہل سنت والجماعت کے دلائل

- ۱۔ قولہ تعالیٰ: ﴿أَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبِيِّ﴾ نصب والی قرأت میں اس کا عطف ﴿وَجَوْهَكُمْ﴾ پر ہے اور معطوف و معطوف علیہ کا ایک ہی حکم ہوتا ہے، پس چہرہ کی طرح پاؤں کے لیے بھی غسل کا ہی حکم ہے۔
- ۲۔ متواتر احادیث جو غسلِ رجلیں پر دال ہیں کہ آپ ﷺ نے غسلِ رجلیں پر عمل فرمایا ہے۔
- ۳۔ حافظ نے سعید بن منصور کے حوالہ سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے: ”أَجْمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ“۔

## روافض کے دلائل

روافض اپنے مسلک باطل پر ﴿وَامْسَحُوا بِرُؤْسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾ کی قراءت جر سے استدلال کرتے ہیں کہ ارجلکم کا عطف رؤسکم پر ہے۔ رؤس کے لیے مسح کا حکم ہے، لہذا رِجْل (پاؤں) کے لیے بھی مسح کا حکم ہوگا۔ اہل سنت کی طرف سے اس کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:-

- ۱۔ اس آیت کریمہ میں لفظ {ارجلکم} میں جر جوار ہے اور {ارجلکم} کا عطف {ایدیکم} پر ہے۔
- ۲۔ کسر کی قراءت حالت تخفیف پر محمول ہے اور نصب کی قراءت عام حالت پر محمول ہے۔
- ۳۔ جر کی قراءت میں ”ارجل“ کا عطف ”رؤس“ ہی پر ہے، لیکن جب مسح کی نسبت ”ارجل“ کی طرف کی جائے گی تو اس سے مراد غسل خفیف ہوگا اور لفظ مسح کا اس معنی میں استعمال معروف ہے۔ اس قسم کے اور بھی کئی جوابات دیے گئے ہیں، لیکن اس موضوع پر سب سے زیادہ محققانہ اور اطمینان بخش کلام حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات القرآن میں کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی تقریر کو سمجھنے کا سب سے زیادہ قابل اعتماد راستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تعامل ہے اور جب ہم تعامل کو دیکھتے ہیں تو کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں ملتی جس سے مسح رِجْلین ثابت ہوتا ہو، یہ اس بات کی کھلی علامت ہے کہ قرآن کریم میں غسل کا حکم دیا گیا ہے، نہ کہ مسح کا۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اس موقع پر ایسے واضح الفاظ کیوں نہیں استعمال فرمائے گئے جو بغیر کسی مخالف احتمال کے غسل پر دلالت کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کا اسلوب یہ ہے کہ وہ بسا اوقات کچھ باتوں کو فہم مخاطبین پر اعتماد کر کے چھوڑ دیتا ہے، اب یہاں صورت یہ ہے کہ یہ آیت سورۃ مائدہ کی ہے، جو مدنی سورت ہے اور اس وقت نازل ہوئی جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو کم از کم اٹھارہ سال ہو چکے تھے، حالاں کہ وضو پر عمل ابتداء بعثت ہی سے چلا آ رہا تھا، لہذا اس آیت نے کوئی نیا حکم نہیں دیا، بلکہ سابقہ تعامل کی توثیق فرمائی، چون کہ صحابہ کرامؓ اٹھارہ سال سے وضو کرتے آ رہے تھے اور اس کا طریقہ معروف و مشہور تھا، جس میں یہ بات بھی شامل تھی کہ پاؤں دھوئے جائیں گے، لہذا اس آیت میں ایک ایک جزئی کی تفصیل بیان کرنا کوئی ضروری نہ تھا، چون کہ اس کا امکان ہی نہ تھا کہ وہ اس آیت سے غسل کے علاوہ کوئی مستنبط کریں گے، اس لیے بعض نکات اور مصالح کی وجہ سے باری تعالیٰ نے، ارجل کو مسح کے سیاق میں ذکر کر کے، عبارت ایسی رکھی جس میں بظاہر رِجْلین کے غسل اور مسح دونوں معنی کی گنجائش ہے اور امت کا تعامل اس پر شاہد ہے کہ انہوں نے واقعتاً غسل کے سوا اس کا

کوئی اور مفہوم نہیں سمجھا۔

روافض بعض روایات سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معجم طبرانی میں امام بغوی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کی ”عباد بن تمیم عن ابيہ“ کے طریق سے روایت نقل کی ہے: ”قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى لِحْيَتِهِ وَرَجْلَيْهِ“۔ علامہ بیہقی مجمع الزوائد میں یہ روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”رجالہ موثقون“ اور علامہ علی المتقی رحمۃ اللہ علیہ کنز العمال میں اصابتہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں ”رجالہ ثقات“۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو اس میں حالت تخفیف کا بیان ہے، یعنی آپ ﷺ اس وقت موزے پہنے ہوئے ہوں گے اس لیے مسح فرمایا۔ یا اجماع اور متواتر احادیث کی مخالفت کی بنا پر اس حدیث میں تاویل ضروری ہے اور تاویل یہ ہے کہ یہاں لفظ ”مسح“ (دلك مع الغسل الخفيف) کے معنی پر محمول ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ لحيہ کے لیے بھی مسح کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، حالاں کہ وہ اعضاء مغسولہ میں سے ہے۔

۲۔ سنن دارقطنی، باب وجوب غسل القدمين والعقبين میں ”مسيء في الصلوة“ کی حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں: ”فقال رسول الله ﷺ: إنها لاتتم صلوة أحدكم حتى يسبغ الوضوء، كما أمره الله، فيغسل وجهه ويديه إلى المرفقين، ويمسح برأسه ورجليه إلى الكعبين...“۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں آیت قرآنی کی ترتیب پر وضو کا طریقہ بتلایا ہے اور اس کے سیاق کی پیروی فرمائی ہے، لہذا یہاں بھی وہی توجیہات کی جائیں گی جو آیت میں کی گئی ہیں۔

۳۔ حضرت علی، حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا عمل بعض روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے مسح رجليں کیا۔

اس کا جواب بعض حضرات نے یہ دیا کہ ان کا یہ عمل بدلیل اجماع المتواتر وضو علی الوضو پر محمول ہے۔ دوسرا جواب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں یہ دیا ہے کہ ان سب حضرات سے اس مسلک سے رجوع کرنا بھی ثابت ہے، لہذا ان کے کسی سابقہ عمل سے استدلال درست نہیں۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ شُرَيْحٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَمْسَحُ عَلَى الْخُفَيْنِ؟ قَالَتْ:



اَنْتِ عَلِيَا، فَاَسْأَلُهُ، فَاِنَّهٗ كَانَ يَسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ شَرِيحٌ: فَاتَّبَعْتُ عَلِيًّا، فَقَالَ لِي: امْسَحْ.

ترجمہ:

حضرت شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا میں موزوں پر مسح کر سکتا ہوں؟ فرمایا: علی سے جا کر پوچھو؛ کیوں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کرتے رہے ہیں، شریح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر پوچھا تو آپ نے فرمایا: کر لیا کرو۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَيْنِ، وَصَلَّى خُمْسَ صَلَوَاتٍ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کر کے موزوں پر مسح کیا اور پھر پانچ نمازیں ادا کیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ صَلَّى خُمْسَ صَلَوَاتٍ بُوْضُوئِيٍّ وَاحِدٍ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا زَأَيْنَا صَنَعْتَ هَذَا قَبْلَ الْيَوْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ایک وضو کے ساتھ پانچ نمازیں ادا فرمائیں اور موزوں پر مسح فرمایا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم نے آپ کو پہلے اس طرح کرتے نہیں دیکھا؟ ارشاد فرمایا: اے عمر! میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ رَأَى جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ، وَإِنَّمَا صَحِبْتُهُ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ الْمَائِدَةُ.

ترجمہ:

حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ

انہوں نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا، تو اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں سورہ مائدہ نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں، میں نے آپ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ رَاهِيْمَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ رَجَعَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ زَوْمِيَّةٌ صَبِيغَةُ الْكُمَيْنِ، فَرَفَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَبِيغِ كُمَيْهَا، قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَجَعَلْتُ أَصْبُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ مِنْ إِدَاوَةٍ مَعِيَ، فَتَوَضَّأَ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ وَلَمْ يَنْزِعْهُمَا، ثُمَّ تَقَدَّمَ وَصَلَّى.

ترجمہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے، تو رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے، پھر واپس لوٹے، آپ ﷺ پر ایک رومی جبہ تھا، جس کے آستینیں تنگ تھیں، رسول اللہ ﷺ نے تنگ آستینوں کو اٹھایا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ پر اپنے برتن سے پانی ڈالنے لگا، آپ ﷺ نے نماز کے وضو کی طرح وضو فرمایا، موزوں پر مسح فرمایا، انہیں اتارا نہیں، پھر آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى غَزْوَةِ الْعِرَاقِ، فَإِذَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ يَمْسُحُ عَلَى الْخُفَيْنِ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: يَا بَنَ عُمَرَ، إِذَا قَدِمْتُ عَلَى أَبِيكَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسُحُ، فَمَسَحْنَا.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں عراق میں ایک لڑائی میں شریک تھا، وہاں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے موزوں پر مسح کیا، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا: اے عمر کے بیٹے! جب تم اپنے باپ کے پاس جاؤ تو ان سے پوچھ لینا، کہتے ہیں کہ میں نے آکر ان سے پوچھا تو فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کو مسح کرتے دیکھا تو ہم نے بھی مسح کیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ: أَنَّهُ تَنَارَعَ أَبُوهُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ سَعْدٌ: أَمْسَحْ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: مَا يَغْجِبُنِي، قَالَ سَعْدٌ: فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ عَمْرٌ: عَمَّكَ أَفْقَهُ مِنْكَ سَنَةً.

ترجمہ:

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے والد اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کا موزوں پر مسح کے بارے میں اختلاف ہو گیا، سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں مسح کرتا ہوں، عبد اللہ نے کہا: میں اچھا نہیں سمجھتا، تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرے چچا سنت کو تجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

### موزوں پر مسح کا حکم

موزوں پر مسح کرنے پر تمام امت کا اجماع ہے اور علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے اسی سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے موزوں پر مسح کی روایات نقل کی ہیں۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب تک میرے لیے موزوں پر مسح کا جواز روز روشن کی طرح واضح نہیں ہو گیا اس وقت تک میں نے اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي تَوْقِيتِ الْمَسْحِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ، وَلَمْ يُوقِتْهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سفر میں موزوں پر مسح کرتے دیکھا اور آپ نے کوئی وقت متعین نہیں فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّخَعُمِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُرَيْمَةَ بْنِ نَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ: لِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَلِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيْالِيهَا، لَا يَنْزِعُ خُفَّيْهِ إِذَا لَبَسَهُمَا وَهُوَ مُتَوَضِّئٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ: الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَيْنِ لِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، إِنْ شَاءَ إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ

يَلْبَسَهُمَا.

ترجمہ:

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے موزوں پر مسح کے بارے میں فرمایا: مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات جب کہ مسافر کے لیے تین دن اور تین رات تک نہ اتارے اپنے موزوں کو جب انہیں وضو کی حالت میں پہنا ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ موزوں پر مسح مسافر کے لیے تین دن تک اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات تک ہے اگر چاہے تو موزے پہننے سے پہلے دھو لے۔

### موزوں پر مسح کی مقدار

مذاہب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسح علی الخفین کی کوئی مقدار مقرر نہیں، جب تک پہنے ہوئے ہیں مسح کرتا رہے، جب کہ جمہور کے ہاں مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن، تین رات تک مسح کرنا جائز ہے۔

### دلائل جمہور

جمہور کی ایک دلیل حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ”للمسافر ثلاث وللמقيم يوم“، اسی مضمون کی روایات حضرت علی، ابو ہریرہ، ابن عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

### امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر ہم مسح کی مدت میں اضافہ کا مطالبہ کرتے تو آپ ﷺ فرمادیتے۔

جواب

علامہ زبیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس زیادتی کو ضعیف قرار دیا ہے۔

### محل مسح

مسح کے محل کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا موزے پر مسح ظاہر پر ہوگا، یا باطن پر؟ امام شافعی و امام مالک رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں موزے کے ظاہر و باطن دونوں پر مسح کیا جائے گا، جب کہ احناف و حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ

ہے کہ سوزے کے ظاہری حصہ پر مسح کیا جائے گا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْجَنْبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِيبُ مِنْ أَهْلِهِ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، فَيَنَامُ، وَلَا يَصِيبُ مَاءً، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَادَ وَاغْتَسَلَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے شروع میں اپنی گھروالی کے پاس جاتے، پھر سو جاتے اور پانی کو نہ چھوتے، پھر جب آخری پہر میں بیدار ہوتے تو دوبارہ آتے اور غسل کر لیتے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْجَنْبِ حَتَّى يَتَوَضَّأَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جَنْبٌ، تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہونے کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیا کرتے تھے۔

جنبی کے لیے سونے سے پہلے وضو کا حکم

مذہب

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ جنبی کے لیے سونے سے پہلے غسل کرنا واجب نہیں، البتہ وضو کرنے میں اختلاف ہے، اصحاب ظواہر کا کہنا ہے کہ سونے سے پہلے وضو کرنا واجب ہے، جب کہ جمہور رحمہم کے ہاں وضو واجب تو نہیں، البتہ مستحب ضرور ہے۔

## جمہور رضوان اللہ علیہم کی دلیل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی مذکورہ بالا روایت سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ پانی کو چھوتے بھی نہیں تھے۔ اسی طرح صحیح ابن حبان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”(بغیر وضو) سو سکتے ہو، اگر چاہو تو وضو کر لو“۔

## اہل ظاہر کی دلیل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہم میں کوئی آدمی حالت جنابت میں سو سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، وضو کر کے سو سکتا ہے“۔

## جواب

یہ حکم استحباب پر محمول ہیں، اگر ضروری ہوتا تو آپ ﷺ کبھی نہ چھوڑتے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ لَا يَنْجَسُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَّ يَدَهُ إِلَيْهِ، فَدَفَعَهَا عَنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكَ؟ قَالَ: إِنِّي جُنُبٌ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْدَيْكَ، فَإِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيْسَ يَنْجَسُ۔  
وَفِي رِوَايَةٍ: الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجَسُ۔

## ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف ہاتھ دراز فرمایا تو انہوں نے اعراض کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا: میں جنبی ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ہمیں اپنا ہاتھ دکھاؤ، مؤمن نجس نہیں ہوتا ہے۔ اور ایک مروایت میں ہے کہ مؤمن نجس نہیں ہوتا ہے

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهَا: نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ، فَقَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ حَيْضَتَكَ لَيْسَتْ فِي يَدَيْكَ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: مجھے چٹائی دو۔ تو انہوں نے کہا: میں حیض سے ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَا مَهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ أُمَّ سَلِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَغْتَسِلُ.

ترجمہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سننے والے سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں دریافت کیا جو اسی طرح خواب دیکھے جیسے مرد دیکھتے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ غسل کرنے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي بَيْتِ الْحَمَّامِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْتُ الْبَيْتِ الْحَمَّامِ، هُوَ بَيْتٌ لَا يَسْتُرُ، وَمَاءٌ لَا يَطْهَرُ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑی جگہ حمام ہیں، وہ جس میں پردہ نہ ہو اور طہارت کے لیے پانی نہ ہو۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي فَرْكِ الْمَنِيِّ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَرْثِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كُنْتُ أَفْرِكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منی رگڑ دیا کرتی تھی۔

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، أَنَّ رَجُلًا أَصَابَتْهُ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِمِلْحَفَةٍ، فَالْتَحَفَ بِهَا اللَّيْلَ فَأَصَابَتْهُ جَنَابَتُهُ، فَعَسَلَ الْمِلْحَفَةَ كُلَّهَا، فَقَالَتْ: مَا أَرَادَ بِغَسْلِ الْمِلْحَفَةِ، إِنَّمَا كَانَ يُجْزِيهِ أَنْ يَفْرُكَهُ لَقَدْ كُنْتُ أَفْرُكُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يُصَلِّي.

ترجمہ:

حضرت ہمام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مہمان بنا، تو آپ نے اسے بچھونا دیا، جسے اس نے رات کو بچھایا، اسے رات کو جنابت پہنچی تو اس نے سارا بچھونا دھو دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سارا بچھونا کیوں دھویا؟ سو اس کے لیے اتنا کافی تھا کہ اسے رگڑ دیتا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی رگڑ دیا کرتی تھی، پھر آپ نماز پڑھتے تھے۔

منی، مذی اور ودی

انسانی عضو تناسل سے پیشاب کے علاوہ تین طرح کا مادہ خارج ہوتا ہے: منی، مذی اور ودی۔

**منی:** ”هو الماء الدافق الذي يخرج بشهوة، ومنه يكون الولد“۔ بعض نے یوں تعریف کی ہے: ”ماء غليظ، أبيض، له رائحة“۔

**مذی:** ایک قسم کا سفید لیس دار پتلا پانی جو عام طور پر ملاعبت مع الزوجه یا تصور جماع کے وقت نکلتا ہے۔

**ودی:** کسی بیماری کی وجہ سے پیشاب سے پہلے یا بعد میں نکلنے والا گاڑھا سفید پانی۔

منی کا حکم

مذہب

احناف اور مالکیہ رضی اللہ عنہم کے ہاں منی ناپاک ہے، جب کہ امام شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کے ہاں منی پاک ہے۔

احناف و مالکیہ رضی اللہ عنہم کی دلیل

کسی بھی حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی منی لگے ہوئے کپڑوں میں بغیر دھوئے نماز پڑھی ہو۔ بلکہ اس کے برعکس روایات موجود ہیں کہ منی کو دھو کر نماز پڑھی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی دھو کر صاف کر دیا کرتی تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منی لگے ہوئے کپڑے سے منی زائل



کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

سبیلین سے نکلنے والی دیگر چیزیں بالاتفاق نجس ہیں تو منی بھی نجس ہے۔

قرآن پاک میں جو منی کو پانی سے تعبیر کیا گیا ہے اس سے منی کی پاکی ثابت نہیں ہوتی؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جانداروں کا مادہ تخلیق بھی ”منی“ کو قرار دیا ہے، تو اس صورت میں تو ہر حیوان کی منی پاک ہونی چاہیے، حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

امام شافعی و احمد رحمہما علیہم کی دلیل

کپڑوں پر لگی ہوئی منی کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”إنما هو بمنزلة المخاط“۔

یعنی یہ ناک کی ریٹھ کی طرح ہے۔

جواب: یہ روایت موقوف ہے، جو کہ مرفوع کے مقابلے میں حجت نہیں بنائی جاسکتی۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيَّمَا إِهَابٍ ذُبِغَ فَقَدْ طَهَّرَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَيَّمَا إِهَابٍ ذُبِغَ فَقَدْ طَهَّرَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس چمڑے کو دباغت دے دی گئی وہ پاک ہو گیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ لِسُودَةَ، فَقَالَ: مَا عَلَى أَهْلِهَا لَوْ انْتَفَعُوا بِإِهَابِهَا، فَسَلَخُوا جِلْدَ الشَّاةِ، فَجَعَلُوهُ سِقَاءً حَتَّى صَارَتْ شَنَاءً.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر حضرت سودہ کی مردہ بکری پر سے ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ہو اس کے مالک کو، اگر اس کے چمڑے سے نفع حاصل کر لیتے؟ تو انہوں نے کہا: اتاری اور گھریلو استعمال کے لیے مشکپنزہ بنا لیا، جو بعد میں پُرانا ہو گیا۔

دباغت کہتے ہیں کسی چیز کے استعمال سے چمڑے کی رطوبت اور تری کو ختم کرنا۔

## دباغت کی قسمیں

دباغت دینے کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ دباغت حقیقی، ۲۔ دباغت حکمی

**دباغت حقیقی:** چمڑے کو دھوپ میں ڈال کر اس کی رطوبت کو ختم کر دیا جائے، یا مٹی اور نمک مل کر اس کی رطوبت ختم کر دی جائے، اس صورت میں اگر چمڑے کو پانی لگ جانے سے رطوبت لوٹ آئی تو وہ چمڑا ناپاک نہیں ہوگا۔

**دباغت حکمی:** قَرظ (کیکر کی طرح کا درخت) وغیرہ جڑی بوٹی کے استعمال سے رطوبت ختم کی جائے۔ اگر پانی لگنے سے رطوبت لوٹ آئی تو چمڑا ناپاک ہو جاتا ہے۔

## دباغت سے چمڑے کا حکم

### مذہب

احناف رحمہم اللہ کے ہاں انسان اور خنزیر کے علاوہ تمام چمڑے دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں۔ امام شافعی رحمہم اللہ کے چمڑے کا استثنا فرماتے ہیں۔ جب کہ امام مالک اور احمد رحمہم اللہ کے ہاں مردار کا چمڑا دباغت سے پاک نہیں ہوتا۔

### دلائل احناف رحمہم اللہ

مذکورہ بالا روایت میں مطلق چمڑے کا ذکر ہے، خواہ وہ مذبوہ کا ہو یا مردار کا، اس لیے مطلق اپنے اطلاق پر باقی رہے گا۔ باقی انسان کا استثنا احترام کی وجہ سے اور خنزیر کا استثنا اس کے نجس العین ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ باقی رہا کتا..... تو وہ خنزیر کی طرح نجس العین نہیں، اگر وہ نجس العین ہوتا تو اس سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہ ہوتا۔

### امام مالک و احمد رحمہم اللہ کی دلیل

أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كتب إلى جهينة قبل موته بشهر: "أن لا تتفعلوا من الميتة بأهاب ولا عصب"۔ (نصب الراية)

جواب: "أهاب" کے معنی ہیں: غیر مذبوغ چمڑا، خواہ وہ مردار کا ہو یا زندہ کا۔ اور دباغت سے پہلے ہم بھی مردار کے چمڑے کو ناپاک کہتے ہیں، لہذا یہ روایت ہمارے خلاف حجت نہیں ہے۔

## کِتَابُ الصَّلَاةِ

### صلوة کے معنی

صلوة کے کئی معنی آتے ہیں: پہلا معنی: ”صلوة“ ناقص واوی ہے، جو ”دعا“ کے معنی میں ہے ”لأنها تشتمل على الدعاء“۔

دوسرا معنی: ”اقبال الوجه“ ہے، یہ اعم مطلق ہے، وهو من قبيل العام وإرادة الخاص، وفي الصلوة نتوجه، ونقبل على الله تعالى۔

تیسرا معنی: ”نزمی“ کہ تازہ ٹیڑھی لکڑی کو آگ پر رکھ کر نرم کرنا ”فہو من قبيل اللزوم وإرادة الملزوم“ ہے، صلوة کو نزمی لازم ہے۔

چوتھا معنی: ”رحمت“: والرحمة لازمة للصلوة المعهودة، فہو من قبيل إطلاق اللزوم وإرادة الملزوم۔

پانچواں معنی: ”مُصَلِي“ سے ماخوذ ہے، جو ”مُجَلِّي“ گھوڑے کے بعد ہوتا ہے، فكأن الإنسان المُصَلِي قد شُبه بالفرس المُصَلِي اور میدان اطاعت کے مُجَلِّي ذوات انبیاء علیہم السلام ہیں، صلوا كما رأيتموني أصلي، فہو من قبيل إطلاق المشبہ به وإرادة المشبہ۔

چھٹا معنی: ”مُصَلِي“ سے ماخوذ ہے، والامام مُجَلِّي، والمقتدى مُصَلِي۔

ساتواں معنی: ”عظمت و تعظیم“ وہی تشتمل على تعظيم الله، فہو من قبيل إطلاق العام وإرادة الخاص۔

آٹھواں معنی: ”تحريك صلوتين“ سے لیا گیا ہے تو یہاں خاص تحريك صلوتين مراد ہے، جو نماز میں انتقالات کے وقت پیش آتی ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي طَوْلِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَاةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةً فَخَفَّفَهَا، وَأَكْثَرَ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: أَلَمْ أَيْتِمَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَإِنِّي

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ سَجَدَ لِلَّهِ سَجْدَةً رَفَعَ بِهَا دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ، فَأَخْبَيْتُ أَنْ تُؤْتَى دَرَجَاتٍ، أَوْ تُكْتَبَ لِي دَرَجَاتٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَنْ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالرَّبْدَةِ، وَهُوَ يُصَلِّي صَلَاةً خَفِيفَةً، يَكْثُرُ فِيهَا التَّرْكَوعَ وَالسُّجُودَ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَبُو ذَرٍّ، قَالَ لَهُ الرَّجُلُ: تُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ، وَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ سَجَدَ لِلَّهِ سَجْدَةً رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ، فَلِذَلِكَ أَكْثُرُ فِيهَا السُّجُودَ.

ترجمہ:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نماز پڑھی اور اسے ہلکا کیا اور رکوع و سجود زیادہ کیے، جب منہ پھیرا تو ایک آدمی نے انہیں کہا: آپ صحابی رسول ہیں آپ اس طرح نماز پڑھتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا میں نے رکوع و سجود پورے نہیں کیے؟ کہا: کیوں نہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو شخص اللہ کی رضا کے لیے سجدہ کرے تو اللہ ﷻ اس کا ایک درجہ جنت میں بلند فرماتے ہیں، تو میں پسند کرتا ہوں کہ مجھے زیادہ درجے دیے جائیں، یا میرے لیے زیادہ درجے لکھے جائیں۔

ایک روایت میں ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ، جس سے روایت کرتے ہیں، اس کا حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ پر مقام ربذہ میں گزر ہوا، وہ ہلکی نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع و سجود زیادہ کر رہے تھے، جب ابو ذر رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو ان سے اس شخص نے کہا: آپ اس طرح نماز پڑھتے ہیں جبکہ آپ صحابی رسول ہیں؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو شخص اللہ ﷻ کی رضا کے لیے سجدہ کرے تو اللہ ﷻ اس کا ایک درجہ جنت میں بلند فرماتے ہیں۔ اس لیے میں زیادہ سجدے کرتا ہوں۔

نماز میں طول قیام افضل ہے یا کثرت رکوع و سجود؟

حضرت ابن عمر، ابو ذر رضی اللہ عنہما اور احناف رحمہم اللہ میں سے امام محمد رضی اللہ عنہ کے ہاں نماز میں طول قیام سے کثرت رکوع و سجود بہتر ہے، جب کہ امام ابو حنیفہ و شافعی رحمہم اللہ کے ہاں طول قیام افضل ہے۔ حضرت اسحاق بن راہویہ رضی اللہ عنہ کا قول اس بارے میں پسند کیا گیا ہے کہ: دن کی نماز میں تکثیر سجود بہتر ہے اور رات کی نمازوں میں طول قیام افضل ہے اور یہ روایات نبی کریم ﷺ کے عمل سے مؤید بھی ہے۔

## دلائل

حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت میں کہ آپ ﷺ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ”بجے قیام والی نماز افضل ہے۔“ عقلی دلیل یہ ہے کہ رکوع و سجود میں تسبیح ہوتی ہے اور قیام میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اور ظاہر بات ہے کہ قرآن کریم پڑھنا تسبیح پڑھنے سے بہتر ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي مَا بَيْنَ السَّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ عَوْرَةً

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَيْنَ السَّرَّةِ إِلَى الرُّكْبَةِ عَوْرَةٌ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ ستر ہے۔

ستر کہاں تک؟

مذہب

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاں ناف کے نیچے اور گھٹنے سے اوپر والا حصہ ستر ہے، جب کہ احناف رضی اللہ عنہم کے ہاں گھٹنا بھی ستر میں داخل ہے۔

احناف رضی اللہ عنہم کی دلیل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے ”الركبة من العورة“۔ (اعلاء السنن)

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی دلیل

حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”ما بين السرة والركبة عورة“۔ تو جس طرح ناف ستر میں داخل نہیں، اسی طرح گھٹنا بھی ستر میں داخل نہیں۔

جواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول اس روایت کے لیے بیان ہوگا کہ گھٹنا ستر میں داخل ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي جَوَازِ الصَّلَاةِ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ أَمَّهُمْ فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ، وَعِنْدَهُ فَضْلٌ ثِيَابٍ، يَعْرِفُنَا سِنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أَبُو قُرَّةٍ، قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يُصَلِّي الرَّجُلُ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ لِكُلِّكُمْ تَوْبَانِ؟ قَالَ أَبُو قُرَّةٍ: فَسَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَذْكَرُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ عَنِ الصَّلَاةِ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ كَلِّكُمْ بِجَدِّ تَوْبَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک قمیص میں نماز پڑھائی، حالانکہ ان کے پاس اور کپڑے بھی تھے۔ وہ ہمیں آپ ﷺ کے طریقے کی پہچان کروا رہے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! ایک آدمی صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سب کے پاس دو کپڑے ہیں؟ ابو قرة رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ کو زہری سے روایت کرتے سنا، وہ سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب کو دو کپڑے نہیں ملتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ مَتَوَّشِحًا بِهِ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لِأَبِي الزُّبَيْرِ: غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ؟ قَالَ: الْمَكْتُوبَةُ وَغَيْرُ الْمَكْتُوبَةِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اس حال میں کپڑا دائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال رکھا تھا، تو بعض لوگوں نے حضرت ابو زبیر سے پوچھا: کیا نفل نماز میں؟ فرمایا: نفل و فرض دونوں میں۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي مَوَاقِيْتِهَا

مواقیت کے معنی

مواقیت ”میعقات“ کی جمع ہے، جو اصل میں ”موقات“ تھیں، میقات وہ وقت جس میں کوئی عمل مقرر ہو اور وقت عام ہے، خواہ عمل مقرر ہو یا نہ ہو۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الصَّلَاةُ فِي مَوَاقِيْتِهَا۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل بہتر ہے؟ فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْإِسْفَارِ بِالصُّبْحِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اسْفَرُوا بِالصُّبْحِ، فَإِنَّهُ أَكْبَرُ الثَّوَابِ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فجر کی نماز روشن کر کے پڑھو؛ کیوں کہ یہ زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

قولہ: الاسفار: اسفار کے معنی ہیں: صبح کا اچھی طرح واضح ہونا۔

فجر میں تغلیس افضل ہے یا اسفار؟

مذہب

مغرب میں بالاتفاق تعجیل اولیٰ ہے، عشاء میں تاخیر ثلاث اللیل تک مستحب ہے، باقی تین نمازوں میں

اختلاف ہے۔ احناف رضوان اللہ علیہم کے ہاں تاخیر افضل ہے، شوافع رضوان اللہ علیہم کے ہاں اول وقت میں ادا کرنا اولیٰ اور بہتر ہے۔

ان تینوں میں سے ایک صبح کی نماز ہے، چنانچہ اس میں حضرات ائمہ ثلاثہ اور امام اسحق رحمہ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ فجر میں تغلیس افضل ہے اور امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، سفیان ثوری اور ایک روایت امام مالک رحمہ اللہ علیہم کی، ان حضرات کے ہاں فجر میں اسفار اولیٰ اور بہتر ہے۔

دلائل جمہور رحمہ اللہ علیہم

دلیل: ۱۔ عن عائشة قالت: "ان كان رسول الله ﷺ ليصلي الصبح فينصرف النساء، قال الأنصاري: فيمر النساء متلففات بمر وطهن ما يعرفن من الغلس"، وقال قتيبة: "متلفعات"۔

احناف رحمہ اللہ علیہم کی طرف سے حدیث باب کا جواب

یہاں اصل میں "من الغلس" یہ مدرج من الراوی ہے، یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہیں ہے، بلکہ "ما يعرفن" پر ان کا قول ختم ہو گیا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن ماجہ میں یہی روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے کہ "عن عائشة قالت: كنا نساء المؤمنات يصلين مع النبي ﷺ صلوة الصبح، ثم يرجعن الى أهلهن، فلا يعرفن أحد"۔ تعنی من الغلس "اس میں لفظ "تعنی" سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ راوی کا اپنا گمان ہے۔ یہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نہیں۔ اور امام طحاوی نے اسی روایت کو نقل فرمایا ہے، جس میں حدیث "ما يعرفن أحد" تک ہے، اس میں "من الغلس" کے الفاظ بالکل نہیں۔

جواب ۲: ہم جس اسفار کے قائل ہیں اس میں غلس لغوی پایا جاتا ہے اور ہم غلس اصطلاحی کی نفی کرتے ہیں۔

دلیل: ۲۔ ابوداؤد اور طحاوی میں حضرت ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، طحاوی کے الفاظ یہ ہیں کہ: "ان رسول الله ﷺ صلى الغداة، فغلس بها، ثم صلاها، فأسفر، ثم لم يعد إلى الإسفار حتى قبضه الله عز وجل" اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ "وصلی الصبح مزة بغلس، ثم صلی مزة أخرى، فأسفر بها، ثم كانت صلوة بعد ذلك التغليس حتى مات، ولم يعد إلى أن أسفر"۔

جواب: یہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے اور اس کے موافقت والے حصہ کو خود امام ابوداؤد نے معلول قرار دیا

ہے، وجہ یہ ہے کہ یہ صرف اسامہ بن زید لیثی کا تفرد ہے، دوسرے حضرات حفاظ نے اس کو ذکر نہیں کیا ہے۔

دلیل ۳: یہ وہ احادیث ہیں جن میں اول وقت میں نماز پڑھنے کی فضیلت آئی ہے، مثلاً ابوداؤد میں

حضرت ام فروہ کی روایت ہے کہ "سئل رسول الله ﷺ أي الأعمال الفضل؟ قال: أول وقت الصلوة



”أفضلها“، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ”یا علی، ثلاث لا تؤخرها: الصلوة اذا آتت“؟

جواب یہ ہے کہ اس سے مراد اول وقت مستحب ہے۔

دلیل ۴: بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کی سحری اور نماز میں داخل ہونے کے درمیان وقت کتنا تھا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ پچاس سے ساٹھ آیات۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات رمضان کی ہے ہمارے نزدیک بھی رمضان میں تغلیس ہے، کیوں کہ تاخیر نماز ہمارے نزدیک مقصود نہیں، بلکہ تکثیر مصلین مقصود ہے، رمضان میں چوں کہ اکثر لوگ سحری کے لیے اٹھتے ہیں تو نماز میں لوگوں کی کثرت ہوتی ہے۔

دلائل احناف رحمہم اللہ

دلیل ۱: حدیث باب، عن رافع بن خدیج قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ”أسفروا بالفجر؛ انه أعظم للأجر“۔

یہ حدیث اصح ما فی الباب ہے اور صریح بھی، تمام اصحاب صحاح اس کو نقل کرتے ہیں اور اس میں اسفار مفضل ہے اور عدم اسفار مفضل علیہ ہے۔

وقال الراعي رحمه الله: ”معنى الاسفار أن يضح الفجر فلا يشك فيه“۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں، کیوں کہ اسم تفضیل میں نفس فضیلت میں مفضل اور مفضل علیہ دونوں برابر ہوتے ہیں، تو پھر امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب ہوگا کہ اگر فجر واضح نہ ہو تو پھر بھی نماز صحیح ہوگی، لیکن اسفار نہ ہوگا۔

اول تو یہ تاویل خلاف ظاہر ہے اور دوسرا یہ کہ اس حدیث کے بعض طرق خود اس تاویل کی نفی کرتے ہیں، کیوں کہ بسند صحیح نسائی شریف میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے کہ:

”ما أسفرتم بالصبح فانه أعظم للأجر“ ابن حبان اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے اس حدیث کو اس

طرح روایت فرمایا ہے کہ: ”ان النبي ﷺ قال: أصبحوا بصلوة الفجر، فانكم كلما أصبحتم بها كان أعظم للأجر“۔

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جتنا زیادہ اسفار کرو گے اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا، حالاں کہ وضوح فجر ایک

مرتبہ ہو جائے تو اس کے بعد اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

دلیل ۲: صحیحین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ما رأيت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوٰۃ الا لوقتھا الا بجمع (ای المزدلفة) فانه كما بين المغرب والعشاء بجمع، و صلی صلوٰۃ الصبح من الغد قبل وقتها المعتاد۔ جب کہ وقت سے پہلے نماز جائز نہیں، لقوله تعالى: ﴿ان الصلوٰۃ كانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً﴾۔ فالمعنی صلی قبل وقتها المعتاد هو الاسفار“ اسی روایت کو ابو داؤد نے بھی ذکر فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت اسفار میں نماز پڑھنے کی تھی۔

دلیل ۳: بخاری شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ”كان يتنفل من صلوٰۃ الغداة حين يعرف الزجل جليسه“۔

یہ بات یاد رہے ہیں کہ مسجد نبوی کی دیواریں چھوٹی ہوا کرتی تھیں اور چھت نیچی تھی، لہذا اس میں اپنے قریب والے کو اسی وقت پہچاننا ممکن تھا جب باہر اسفار ہو چکا ہو۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي وَعِيدِ تَفْوِيْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَكْرُوا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَكْرُوا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ. وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَكْرُوا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ فِي يَوْمٍ غَيْمٍ، فَإِنْ مَنَ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عصر کی نماز جلدی پڑھا کرو، ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عصر کی نماز جلدی پڑھو۔ ایک روایت میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بادل کے دنوں میں عصر کی نماز جلدی پڑھ لیا کرو؛ اس لیے کہ جس سے عصر کی نماز فوت ہوگئی اور سورج غروب ہو گیا، اس کا عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وَتَرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ۔

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس سے عصر کی نماز فوت ہوگئی، گویا اس کے اہل و عیال اور مال لٹ گیا۔

عصر کا وقت

مذہب

اس مسئلے میں حضرات جمہور رحمہم تعجیل کے قائل ہیں اور احناف رحمہم تاخیر کے قائل ہیں، اس میں بنیادی اختلاف یہ ہے کہ عصر مثلین کے بعد داخل ہوتا ہے یا مثل اول کے بعد؟ تو جمہور مثل اول کے بعد عصر کے شروع ہونے کے قائل ہیں تو ان حضرات کے ہاں تعجیل اولیٰ ہے، صاحبین رحمہم اگرچہ عصر کے وقت کے شروع میں جمہور کے ساتھ ہیں کہ بعد مثل اول ہوتا ہے، لیکن تاخیر میں امام اعظم رحمہم کے ساتھ ہیں امام صاحب رحمہم کے ہاں مثل ثانی عصر کا وقت نہیں، لہذا تاخیر اولیٰ ہے۔

دلائل احناف رحمہم

دلیل ۱۔ عن أم سلمة قالت: "كان رسول الله ﷺ أشد تعجیلاً للظهر منكم، وأنتم أشد تعجیلاً

للعصر منه"۔ البتہ اس روایت کا پہلا جملہ حنفیہ کے خلاف ہے تو پہلے کو نہیں لیتے تو دوسرے کو کیوں لیتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ ہم دونوں کو لیتے ہیں، اسی أشد تعجیلاً للظهر فی الشتاء منكم۔ یہ سردیوں پر محمول ہے۔

دلیل ۲۔ عن علی بن شیبان "أن رسول الله ﷺ كان يؤخر العصر مادامت الشمس بيضاء

نقية" تو صفر سے پہلے پہلے پڑھتے تھے۔

دلیل ۳۔ عن رافع بن خدیج "أن رسول الله ﷺ كان يأمرنا بتأخير صلوة العصر" اور ایک

دوسری روایت حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی تعجیل پر دلالت کرتی ہے کہ: "كنا نصلی العصر مع رسول

الله ﷺ، تنحر الجزور، فتقسم عشر قسم، ثم تطبخ، فناكل لحمنا نضيجا قبل مغيب الشمس"۔

دلیل ۴۔ محم طبرانی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا عمل بھی تاخیر کا تھا۔

دلیل ۵۔ عصر کو تاخیر سے پڑھیں گے تو پھر تو نوافل پڑھ سکیں گے، ورنہ نہیں۔

## دلائل جمہور رسول اللہ ﷺ

دلیل ۱۔ عن عائشة أنها قالت: ”صلى رسول الله ﷺ العصر والشمس في حجرتها، لم يظهر فيء من حجرتها“۔

دلیل ۲۔ عن أنس ”أن رسول الله ﷺ كان يصلى العصر والشمس مرتفعة حية، فيذهب ذاهب إلى العوالي، فيأتيهم والشمس مرتفعة“۔

جواب: عوالی مدینہ دو میل سے شروع ہو کر آٹھ تک جاتے ہیں، انصاف کی بات یہ ہے گرمیوں میں ہمارے ہاں عصر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت ہوتا ہے اور آپ ﷺ کی نماز تقریباً ۶ منٹ پر محیط ہوتی اور اصفرار کا وقت بھی نکال لو تو تقریباً ایک سوا گھنٹہ پھر بھی باقی رہتا ہے اور بندہ اگر قوی ہو تو دو دور تک بھی جاسکتا ہے، ہم پیدل ۶ دن میں خضدار سے شہداد پور پہنچے، پہاڑوں کو چیر کر بنایا گیا راستہ ۵۰۰ کلومیٹر سے زائد ہے، اس سے قبل یہ ۱۲ یا ۱۳ کلومیٹر ہوگا جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ۱۱ دن میں طے کیا اور واپس بھی آئے، مفتی تقی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: ہم نے ایک تیز ڈرائیور کے ساتھ بہترین کار میں تیزی سے سفر کیا تو معلوم چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ فاصلہ ایک ہفتہ میں طے کیا تھا۔

دلیل ۳۔ عن رافع بن خديج رضى الله عنه: ”كنا نصلى العصر مع رسول الله ﷺ تنحرج الجزور، فتقسم عشر قسم، ثم تطبخ، فنأكل لحماً نضيجاً قبل مغيب الشمس“۔ تو نحر و تقسیم اور اکل تب ہی ممکن ہے کہ جب عصر میں تعجیل کی جائے۔

جواب: یہ ذبح کرنے والوں کے اعتبار سے فرق ہے، مولانا یحییٰ کاندھلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خود تجربہ کیا کہ گائے تاخیر عصر کے بعد ذبح کر کے آرام سے مغرب پڑھی ہے۔

## بَاب فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيْبَ، وَلَا يَصُومُ هَذَا الْيَوْمَانِ: الْأَضْحَى وَالْفِطْرَ، وَلَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ،

وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَإِلَى مَسْجِدِي هَذَا، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يُؤْمِنِينَ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ اور اصحیٰ اور فطر کے دو دنوں کا روزہ نہ رکھا جائے، سفر نہ کیا جائے، مگر تین مسجدوں کی طرف، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کی طرف، عورت دو دن کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔

### اوقات مکروہہ اور ان کا حکم

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے وہ دو طرح کے ہیں:-

۱۔ پہلی قسم میں تین وقت داخل ہیں: طلوع شمس، غروب اور استواء شمس کا وقت۔

۲۔ فجر اور عصر کی فرض نماز پڑھنے کے بعد کا وقت۔

احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں پہلی قسم کے اوقات میں کسی قسم کی نماز پڑھنا جائز نہیں، خواہ فرض ہو یا نفل، جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ علیہم کے ہاں فرائض جائز ہیں اور نوافل جائز نہیں۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہاں صرف وہ نوافل جائز ہیں جن کا سبب بندے کی طرف سے نہ ہو۔

اور دوسری قسم کے اوقات میں امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہاں فرائض اور نوافل سبھی دونوں جائز ہیں، جب کہ احناف کے ہاں فرائض جائز اور نوافل جائز نہیں۔

### دلائل

حضرات احناف رحمہم اللہ علیہم کی دلیل یہ حدیث پاک ہے: ”لا صلوة بعد الغدوة حتى تطلع الشمس،

ولا بعد صلوة العصر حتى تغيب“۔

### عصر کے بعد دو رکعتیں

احناف رحمہم اللہ علیہم کے ہاں عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا مکروہ ہے، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ احناف رحمہم اللہ علیہم کی دلیل مذکورہ بالا روایت ہے، جس میں عصر کے بعد کسی بھی قسم کی نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ جب کہ امام شافعی رحمہم اللہ علیہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو پڑھنے کا حکم دیا گیا

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان اوقات میں نوافل ادا فرمائے ہیں۔ لہذا اوقات مکروہہ میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

**جواب**

جن روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے نوافل ادا فرمائے ہیں وہ روایات آپ ﷺ کی خصوصیت پر محمول ہیں۔

**طواف کے بعد دو رکعتیں**

**مذہب**

احناف اور مالکیہ رحمہ اللہ کے ہاں فجر اور عصر کی نماز کے بعد دیگر نوافل کی طرح طواف کی دو رکعتیں پڑھنا بھی ممنوع ہے، جب کہ امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ کے ہاں یہ نوافل جائز ہیں۔

**احناف و مالکیہ رحمہ اللہ کی دلیل**

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کے بعد طواف فرمایا اور سواری پر سوار ہو کر چلے گئے اور ذی طوی میں نوافل ادا فرمائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن روایات میں ان اوقات میں نوافل پڑھنے سے منع کیا گیا ہے وہ مطلق ہیں، خواہ طواف کے نوافل ہوں یا کسی اور چیز کے۔

**امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل**

ترمذی شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”لا تمنعوا أحدا طاف هذا البيت وصلى أبة ساعة شاء من ليل أو نهار“۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی وقت طواف کے نوافل ادا کیے جاسکتے ہیں۔

**جواب**

اس حدیث سے مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو طواف و نماز سے نہ روکا جائے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ روایت صحیحہ سے روایت محرّمہ راجح ہوتی ہے۔

**قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے کا حکم**

احناف کے ہاں قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز ہے اور خاص طور پر روضہ اطہر کی نیت سے سفر کرنا باعث برکت ہے۔ جب کہ حافظ ابن تیمیہ اور بعض شافعیہ رحمہ اللہ کے ہاں عام قبروں، بلکہ روضہ اطہر کی زیارت کے لیے سفر کرنا بھی جائز نہیں۔

دلیل میں یہ حضرات یہ روایت پیش کرتے ہیں: ”لا تشد الرحال إلى شيء إلا إلى ثلاثة مساجد“ حدیث کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صرف ان تین مسجدوں کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔ جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس طرح استدلال کرنا درست نہیں، بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مساجد میں سے صرف انہی تین مساجد کی نیت سے سفر کیا جاسکتا ہے۔ اگر عموم مراد لیا جائے تو سفر جہاد، سفر لطلب العلم وغیرہ بھی ناجائز ہونے چاہئیں، حالاں کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي بَدْءِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مَرَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَاهُ حَزِينًا، وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ يَجْتَمِعُ إِلَيْهِ، فَانْطَلَقَ حَزِينًا يَمَارَأَى مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَرَكَ طَعَامَهُ وَمَا كَانَ يَجْتَمِعُ إِلَيْهِ، وَدَخَلَ مَسْجِدَهُ يُصَلِّي، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ نَعَسَ، فَأَتَاهُ آتٌ فِي التَّوْمِ، فَقَالَ: هَلْ عَلِمْتَ حُزْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَهُوَ لِهَذَا التَّأْدِينِ، فَأْتِيهِ فَمُرُهُ أَنْ يَأْمُرَ بِلَا أَنْ يُؤْذَنَ، فَعَلَّمَهُ الْأَذَانَ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ مَرَّتَيْنِ، حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ مَرَّتَيْنِ، حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ عَلَّمَهُ الْإِقَامَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَقَالَ فِي أُخْرَى: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ كَأَذَانِ النَّاسِ وَإِقَامَتِهِمْ، فَأَقْبَلَ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَعَدَ عَلَى بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: اسْتَأْذِنْ لِي، وَقَدْ رَأَى مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ الْأَنْصَارِيُّ، فَدَخَلَ فَأَخْبَرَ بِالَّذِي رَأَى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَخْبَرْنَا أَبُو بَكْرٍ مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَمَرَ بِلَا أَنْ يُؤْذَنَ بِذَلِكَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مَرَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَاهُ حَزِينًا، وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ يَجْتَمِعُ إِلَيْهِ، فَانْطَلَقَ حَزِينًا يَمَارَأَى مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَرَكَ طَعَامَهُ وَدَخَلَ مَسْجِدَهُ يُصَلِّي، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ نَعَسَ، فَأَتَاهُ آتٌ فِي التَّوْمِ، فَقَالَ لَهُ: تَدْرِي مَا أَحْزَنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: هُوَ الْبِدَاءُ، فَأْتِيهِ بِأَنْ يَأْمُرَ بِلَا، قَالَ الرَّجُلُ: فَعَلَّمَهُ الْأَذَانَ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ

مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ، حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ مَرَّتَيْنِ، حَتَّى عَلَى  
 الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ عَلِمَهُ الْإِقَامَةَ كَذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ لِي آخِرِهِ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ  
 مَرَّتَيْنِ كَأَذَانِ النَّاسِ وَإِقَامَتِهِمْ، فَأَنْتَبَهُ الْأَنْصَارِيُّ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَلَسَ بِالْبَابِ، فَجَاءَ  
 أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: اسْتَأْذِنْ لِي، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ، فَأَخْبَرَ أَبُو بَكْرٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ  
 ذَلِكَ، ثُمَّ دَخَلَ الْأَنْصَارِيُّ، فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي رَأَى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ: قَدْ أَخْبَرْنَا أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: مُزْبِلًا لَا بِمِثْلِ ذَلِكَ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے تو  
 انہیں پریشان دیکھا اور یہ جب کھانا کھاتے تو لوگ ان کی طرف جمع ہو جایا کرتے، یہ رسول اللہ ﷺ  
 کی پریشانی کو دیکھ کر چلے گئے، کھانا اور جو لوگ جمع ہو جایا کرتے انہیں بھی چھوڑ دیا، مسجد میں داخل  
 ہوئے، نماز پڑھ رہے تھے کہ اس دوران اونگھ آگئی، تو خواب میں کوئی آیا، تو اس نے پوچھا: کیا تم  
 جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کیوں پریشان ہیں؟ کہا: نہیں، اس نے کہا: وہ اس اذان کی وجہ سے تم جاؤ  
 اور انہیں بتاؤ کہ بلال کو حکم کریں کہ وہ یوں اذان دیا کرے، پھر اس نے اذان سکھائی۔ ”اللہ اکبر“  
 دو مرتبہ، ”أشهد أن لا إله إلا الله“ دو مرتبہ، ”أشهد أن محمداً رسول الله“ دو مرتبہ، ”حی علی  
 الصلوة“ دو مرتبہ، ”حی علی الفلاح“ دو مرتبہ، ”الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله“، پھر  
 انہیں اقامت بھی سکھائی، کہا وہ اذان کی طرح ہے، اس کے آخر میں ”قد قامت الصلوة، قد  
 قامت الصلوة، الله أكبر الله أكبر، لا إله إلا الله“ جیسا کہ آج کل لوگوں کی اذان و اقامت ہے۔  
 پھر یہ انصاری آئے اور نبی اکرم ﷺ کے دروازے پر بیٹھ گئے، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ گزرے، انہیں  
 کہا: میرے لیے اجازت طلب کریں اور وہ بھی اس جیسا خواب دیکھ چکے تھے، انہوں نے نبی اکرم  
 ﷺ کو بتایا اور پھر انصاری کے لیے اجازت مانگی تو وہ گئے اور جو خواب دیکھا تھا وہ بتایا، تو نبی اکرم  
 ﷺ نے فرمایا: ہمیں ابو بکر نے بھی اسی طرح بتایا ہے، تو بلال کو حکم دیا کہ وہ ایسے ہی اذان دیا کریں۔



## اذان کی مشروعیت

مدینہ منورہ میں ایک ہجری میں اذان مشروع ہوئی، اس سے پہلے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے مختلف طریقوں سے اعلان کیے جاتے تھے۔ پھر حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں اس اذان کے کلمات سکھائے گئے۔

## اذان کے کلمات

اذان کے کلمات کی تعداد کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اذان کے کلمات انیس ہیں، یعنی چار مرتبہ تکبیر اور آٹھ مرتبہ شہادتین، چار مرتبہ حیعلتین اور پھر دو مرتبہ تکبیر اور ایک مرتبہ کلمہ۔ جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سترہ کلمات ہیں، شروع میں دو مرتبہ تکبیر اور باقی ترتیب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق اور احناف وحنابلہ کے ہاں اذان کے کلمات پندرہ ہیں، شروع میں چار مرتبہ تکبیر اور چار مرتبہ شہادتین اور باقی ترتیب مذکور۔

## دلائل

حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ کو جو اذان خواب میں سنائی گئی تھی اس کے کلمات پندرہ تھے۔

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تا عمر پندرہ کلمات کے ساتھ اذان دیتے رہے ہیں۔

باقی حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ترجیح کا ثبوت ہے، یہ ان کی خصوصیت ہے کہ وہ بچپن کی

حالت میں مؤذن کا مذاق اڑاتے ہوئے اذان پڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ نے ان کو بلا کر اذان سنانے کو فرمایا

تو شہادتین میں وہ جھجک محسوس کرتے ہوئے آہستہ آہستہ بولے، تب آپ ﷺ نے ان کو اونچی آواز سے شہادتین

کہنے کا حکم دیا۔ تو یہ وقتی مصلحت کے تحت ان کو حکم دیا گیا تھا، کوئی تشریحی حکم نہیں تھا۔

حضرت ابو محذورہ اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کی روایات میں شروع کی تکبیر چار چار مرتبہ

مروی ہے۔ (ابوداؤد)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ادا

کیے جاتے تھے۔

## جواب

یہ روایت بیان جواز پر محمول ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اکثر روایات میں چار مرتبہ کا لفظ آیا ہے، ہو سکتا ہے اس روایت میں راوی نے اختصار کیا ہو۔

## اقامت کے کلمات

## مذہب

احناف رحمہ اللہ کے ہاں اقامت میں ایتار ہے، یعنی ہر کلمے کو ایک مرتبہ کہا جائے گا، جب کہ احناف رحمہم اللہ کے ہاں اقامت میں بھی اذان کی طرح ہر کلمے کو دو مرتبہ کہا جائے گا۔

## دلائل احناف رحمہم اللہ

احناف رحمہم اللہ کے دلائل میں ایک روایت حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اقامت کے سترہ کلمات مجھے سکھائے۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اذان اور اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہا کرتے۔

## ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کی دلیل

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ اقامت میں ایتار سنت ہے۔

## بَاب مَا يَقُولُ إِذَا أَدَّنَ الْمُؤَذِّنُ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

أَدَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ۔

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مؤذن اذان دیتا تو نبی اکرم ﷺ اسی طرح کہتے جیسے

مؤذن کہتا۔

## اذان کا جواب دینے کا حکم

اذان کا جواب دینے کی دو صورتیں ہیں، اجابت بالقدم، اجابت باللسان۔  
 اذان سن کر اجابت بالقدم یعنی مسجد کی طرف جانا واجب و ضروری ہے اور اجابت باللسان مستحب ہے۔  
 اگر مختلف مساجد سے اذان کی آواز آئے تو محلہ کی مسجد یا پہلی اذان کا جواب دے دیا جائے، باقی کا جواب نہ دیا تو کوئی حرج نہیں۔

حی علی الصلوٰۃ کے جواب میں کیا کہا جائے؟

## مذہب

امام شافعی و امام مالک رحمہما اللہ کی ایک روایت کے مطابق جس طرح مؤذن کہے جواب میں وہی کلمات کہے جائیں، جب کہ احناف و حنابلہ کے ہاں جمیعاً کے جواب میں ”لا حول و قوۃ الا باللہ“ کہا جائے۔

## حنفیہ رحمہ اللہ کی دلیل

صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت مذکور ہے کہ حی علی الصلوٰۃ کے جواب میں حوقلہ کہا جائے۔

## امام مالک و شافعی رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”ان رسول اللہ ﷺ قال: إذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول المؤذن“۔ (مسلم)

## جواب:

یہ حکم اکثر کے اعتبار سے ہے۔

## بَابُ فِي فَضِيلَةِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ

أبو حنيفة قال: سمعت عبد الله بن أبي أوفى، يقول: سمعت رسول الله صلى الله

عليه وسلم، يقول: من بنى لله مسجداً ولو كمفحص قطاؤ بنى الله له بيتاً في الجنة۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اگرچہ پرندے کے گھونسلے کے برابر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائیں گے۔

”مفحص“ کا معنی ہے گھونسلہ اور ”قطا“ ایک آبی پرندہ جو کبوتر کی طرح ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی ایک پرندے کے گھونسلے کے برابر بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ لے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنائیں گے۔

باقی اتنی چھوٹی چیز کا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مبالغہ کے لیے کہا گیا کہ اتنی چھوٹی جگہ کی تعمیر بھی کرے گا تو اسے یہ اجر ملے گا۔ یا مطلب یہ ہے کہ اتنی جگہ کی مرمت کی ضرورت پڑگئی اور اس نے وہ کروادی تو اسے یہ اجر ملے گا۔ یا اجتماعی چندے میں اس نے اتنی مقدار شرکت کی۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيَانِ النَّهْيِ عَنِ الْإِعْلَانِ فِي الْمَسْجِدِ

روى أبو حنيفة عن علقمة، عن ابن بريدة، عن أبيه: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ جَمَلًا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: لَا وَجَدْتُ، وَفِي رِوَايَةٍ: سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ بَعِيرًا، فَقَالَ: لَا وَجَدْتُ، إِنَّ هَذِهِ الْبَيْوتَ بَنِيَتْ لِمَا بَنِيَتْ لَهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَجُلًا أَطَّلَعَ رَأْسَهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَخْمَرِ، فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْجَدْتُ، إِنَّمَا بَنِيَتْ هَذِهِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بَنِيَتْ لَهُ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو سنا، جو مسجد میں اونٹ کے گم ہونے کا اعلان کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے نہ ملے“۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی کو سنا جو مسجد میں اونٹ ڈھونڈ رہا تھا، تو فرمایا: تو نہ پائے، یہ گھر اسی کام کے لیے ہیں جس کے لیے یہ بنائے گئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے ایک آدمی نے مسجد میں جھانکا اور کہا: سرخ اونٹ کے بارے

میں کون بتائے گا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو نہ پائے، یہ مسجدیں اسی کام کے لیے ہیں جس کے لیے یہ بنائی گئی ہیں۔

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا

مسجد سے باہر گم ہونے والی چیز کا اعلان مسجد میں کرنا جائز نہیں، البتہ کوئی چیز مسجد سے ملی، یا کوئی بچہ گم ہو گیا تو اس کا اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے۔ اسی طرح نماز جنازہ کا اعلان کرنا بھی جائز ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ خُبَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَادِثَ بِهِنَّ مَا شِخْمَةٌ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے ہاتھ یہاں تک اٹھاتے تھے کہ وہ کانوں کی لو کے برابر آجاتے۔

رفع یدین کی حد

تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟ اس بارے میں احناف رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ جب کہ امام شافعی رحمہم اللہ کے ہاں کندھوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ چونکہ اس بارے میں مختلف طرح کی روایات ہیں، تو احناف رحمہم اللہ نے تطبیق کی یہ صورت نکالی کہ جب انگوٹھے کانوں کی لو تک ہوں گے تو انگلیاں کانوں کے سرے تک اور ہتھیلی کندھوں تک پہنچ جائیں گی، جس سے تمام روایات پر عمل ہو جائے گا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ مِنَ الْجَانِبِينَ

أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلِ بْنِ خُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يُؤْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ وَيَسْلَمُ عَنْ يَمِينِهِ وَيَسَارِهِ۔

ترجمہ:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے اور پھر دائیں بائیں سلام پھیر دیا۔

سلام ایک یا دو؟

مذہب

امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں سلام ایک ہے کہ دائیں طرف تھوڑا چہرہ پھیرتے ہوئے سلام کہے۔ جب کہ جمہور ائمہ کرام رحمہم کے ہاں سلام دو ہیں، دائیں اور بائیں دونوں طرف منہ پھیرتے ہوئے سلام کا لفظ کہا جائے گا۔ پھر ائمہ رحمہم کا اس بات میں اختلاف ہے کہ دونوں کی کیا حیثیت ہے؟ امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں تو سلام ایک ہی ہے، جو کہ فرض ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں پہلا سلام فرض اور دوسرا سنت، امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں پہلا فرض اور دوسرا مستحب، جب کہ احناف رحمہم کے ہاں دونوں سلام واجب ہیں۔

جمہور رحمہم کی دلیل

حدیث الباب ہے۔ جس میں صراحت سے دو طرف سلام پھیرنے کا ذکر ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ایک ہی مرتبہ سامنے سلام پھیرتے، پھر دائیں طرف منہ کر لیتے۔ (ترمذی)

جواب

یہ حدیث ضعیف ہے، دوسری بات یہ ہے کہ طحاوی شریف میں دو طرف سلام پھیرنے کی روایات بیس کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کی گئی ہیں، تو ایک ضعیف روایت کی وجہ سے ان کو نہیں چھوڑا جاسکتا۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

دوران نماز میں رفع یدین کا حکم

مذہب

تکبیر تحریمہ کے وقت تورفع یدین بالاتفاق سنت ہے، احناف رحمہم کے ہاں اس کے علاوہ نماز میں رفع یدین سنت نہیں، جب کہ امام شافعی و احمد رحمہما اللہ کے ہاں رکوع کرتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین سنت ہے۔

دلائل احناف رحمہم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قولی اور فعلی دونوں طرح کی روایات منقول ہیں، جس میں صرف تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ثابت نہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ“۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مسلم شریف میں ہے: ”خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ إِذَا افْتَتَحَ: مَالِي أَرَأَيْكُمْ رَأَيْتُمْ فِي الصَّلَاةِ؛ كَأَنَّهُمْ أَذْنَابُ خَيْلٍ؟“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے۔

امام شافعی رحمہم کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ”زَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ

الصلوة يرفع يديه حتى يحاذي منكبيه وإذ ركع وإذ رفع رأسه من الركوع“۔ (متفق عليه)

جواب

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت کی لیکن آپ رفع یدین نہیں فرماتے تھے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو روای اپنی روایت کے خلاف عمل کرے اس کی روایت حجت نہیں ہوتی جن روایات میں ایک سے زیادہ رفع یدین کا ذکر ملتا ہے ان کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ شروع اسلام میں حکم تھا، پھر منسوخ ہو گیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ان روایات میں اختلاف ہے، بعض میں دو جگہ اور بعض میں چار جگہ اور بعض روایات میں چھ جگہ رفع یدین کا ذکر ملتا ہے۔ اس لیے احناف رضی اللہ عنہم نے ان روایات کو چھوڑ کر مشہور حدیث پر عمل کیا اور صرف ایک جگہ رفع یدین کو سنت قرار دیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ قَالَ فِي وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَأَعْرَابِيٌّ لَمْ يُصَلِّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً قَبْلَهَا قَطُّ، أَهْوَأُ أَعْلَمُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ وَأَصْحَابِهِ، حَفِظَ وَلَمْ يَحْفَظُوا، يَغْنَى: رَفَعَ الْيَدَيْنِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ ذَكَرَ حَدِيثَ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، فَقَالَ: أَعْرَابِيٌّ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً قَبْلَهَا، أَهْوَأُ أَعْلَمُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: ذَكَرَ عِنْدَهُ حَدِيثَ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ السُّجُودِ، فَقَالَ: هُوَ أَعْرَابِيٌّ لَا يَعْرِفُ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ، لَمْ يُصَلِّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا صَلَاةً وَاحِدَةً.

وَقَدْ حَدَّثَنِي مَنْ لَا أَحْصَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ فَقَطُّ، وَحَكَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَبَدُ اللَّهِ عَالِمٌ بِشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ وَخَدُّوهُ، مُتَّفَقٌ لِأَخْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَلَا زِمَ لَهُ فِي إِقَامَتِهِ وَفِي أَسْفَارِهِ، وَقَدْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا يَحْصَى.

ترجمہ:

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ایک دیہاتی ہیں، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سے پہلے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی، کیا وہ عبد اللہ بن



مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں سے زیادہ جانتے ہیں کہ انہوں نے رفع یدین کو یاد رکھا اور یہ حضرات بھول گئے؟

ایک روایت میں ہے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے وائل بن حجر کی حدیث کا ذکر کیا اور فرمایا: وہ ایک دیہاتی ہیں، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس سے پہلے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی، کیا وہ عبد اللہ سے بڑے عالم ہیں؟

ایک روایت میں ہے کہ ان کے سامنے وائل بن حجر کی حدیث کا ذکر ہوا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو رکوع و سجود کے وقت رفع یدین کرتے تھے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا: وہ ایک دیہاتی ہیں، اسلام کو زیادہ نہیں جانتے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس سے پہلے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی اور مجھے اتنے لوگوں نے عبد اللہ سے روایت بیان کی جنہیں میں شمار نہیں کر سکتا ہے کہ انہوں نے صرف نماز کی ابتدا میں رفع یدین کیا اور اس کو نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا۔ اور عبد اللہ شریعت اسلام اور اس کی حدود کو زیادہ جانتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے احوال کو دیکھنے والے، سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے ہیں اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بے شمار نمازیں پڑھی ہیں۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ طَرِيفِ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: الْوُضُوءُ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ، وَالتَّكْبِيرُ تَحْرِيمُهَا، وَالتَّسْلِيمُ تَحْلِيلُهَا، وَفِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، فَسَلِّمْ وَلَا تُحْزِرْ صَلَاةً إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَمَعَهَا غَيْرُهَا۔

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وضو نماز کی چابی ہے اور تکبیر اس کو حرام کرتی اور سلام اس کو حلال کرتا ہے اور ہر دو رکعتوں میں سلام پھیرو، نہیں ہے درست نماز مگر سورۃ الفاتحہ کے ساتھ اور اس کے ساتھ اس کے علاوہ۔

## نماز کے لیے وضو کا حکم

وضو کو نماز کی کنجی کہا گیا، جس سے معلوم ہوا کہ نماز کی صحت کے لیے وضو ضروری ہے۔

## تکبیر تحریمہ کے الفاظ

## مذہب

تکبیر تحریمہ کے الفاظ کے بارے میں امام مالک و احمد رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ صرف ”اللہ اکبر“ سے نماز شروع کی جاسکتی ہے اس کے علاوہ کسی اور کلمہ سے نماز شروع نہیں ہوگی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں دو کلمات ہیں جن سے نماز شروع کی جاسکتی ہے ”اللہ اکبر، اللہ الاکبر“، جب کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ”اللہ اکبر، اللہ الکبیر، اللہ الاکبر“، تین کلموں سے نماز شروع کرنا جائز ہے، جب کہ امام صاحب و امام محمد رحمہما اللہ کا یہ کہنا ہے کہ جو کلمہ بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم پر دلالت کرے اس سے نماز شروع کی جاسکتی ہے۔ مثلاً: اللہ اجل، اللہ اعظم، وغیرہ۔

دلائل احناف رحمہم اللہ

قرآن مجید میں ہے: ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾ میں ”اسم ربہ“ سے مراد تکبیر تحریمہ ہے،..... تو اللہ تعالیٰ کے کسی بھی نام سے نماز شروع کرنا درست ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے: ”إِذَا سَبَّحَ أَوْ هَلَّلَ فِي الْفَتْحِ الصَّلَاةَ أَجْزَاءَ مِنَ التَّكْبِيرِ“۔

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کی دلیل

بہت سی احادیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ”اللہ اکبر“ کے ساتھ نماز شروع فرمائی۔

## جواب

جو روایات آپ ﷺ کے ”اللہ اکبر“ کے دوام پر دلالت ہیں، وہ فقط نفس تکبیر پر دلالت کرتی ہیں اور اس کے ہم بھی قائل ہیں کہ تکبیر واجب ہے، باقی الفاظ کوئی بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

## سلام کے الفاظ

## مذہب

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاں نماز ختم کرنے کے لیے ”السلام علیکم ورحمة اللہ“ کہنا فرض ہے، جب کہ احناف کے ہاں لفظ سلام سے نماز ختم کرنا فرض نہیں، بلکہ واجب ہے۔

## دلائل احناف رضی اللہ عنہم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”إذا جلس أحدكم مقدار التشهد، ثم أحدث فقد تمت صلاته“۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ”إذا قلت هذا أو فعلت هذا فقد تمت صلاتك“۔

## ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی دلیل

”التسليم تحليها“ خبر کا معنی باللام ہوتا مفید حصر ہے، لہذا لفظ سلام کے ساتھ نماز ختم کرنا ضروری ہے۔

جواب: یہ خبر واحد ہے، اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ جن روایات میں لفظ سلام کا ذکر ملتا ہے وہ نماز ختم کرنے کا بہتر طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ جس کے ہم بھی قائل ہیں۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نَادَى مُنَادِي رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے مدینہ میں آواز لگائی: نہیں ہے

نماز مگر قراءت کے ساتھ، اگرچہ سورۃ الفاتحہ ہو۔

## نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم

### مذہب

حضرات فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ سورۃ الفاتحہ کی نماز میں کیا حکم ہے؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا فرض ہے اور اس کے علاوہ بھی قرآن کی تلاوت کرنا فرض ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ پڑھنا فرض ہے اور اس کے علاوہ تلاوت مستحب ہے۔ جب کہ احناف رحمۃ اللہ علیہم کا کہنا یہ ہے کہ مطلق قرآن پڑھنا فرض ہے، سورۃ الفاتحہ اور اس کے علاوہ تلاوت واجب ہے۔ لہذا اگر کسی نے نماز میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی اور نہ ہی قرآن کا کچھ حصہ تلاوت کیا تو اس کی نماز نہیں ہوئی اور اگر ان میں سے ایک پڑھی اور دوسری بھول گیا تو سجدہ سہوا واجب گا۔

### دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

قرآن کریم میں ہے: ﴿فأقروا ما تيسر من القرآن﴾ قرآن کا کچھ حصہ بھی پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ”أمرنا أن نقرأ بفاتحة الكتاب، وما تيسر“۔ حضرت رفاعہ بنی شیبہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ”ثم اقرأ بأبام القرآن، ثم اقرأ بما شئت“۔

### ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

عن عبادة بن الصامت عن النبي اقال: لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب“۔ (ترمذی)

### جواب

”لا صلوة“ کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز کامل نہیں ہوئی کہ اس نے ایک واجب چھوڑ دیا۔ اس طرح کے الفاظ دیگر روایات میں بھی ہیں، جس سے نفی کمال مراد ہے۔ جیسے فرمایا: ”لا إيمان لمن لا أمانة له“، ”لا صلوة لجار المسجد إلا في المسجد“، تو اسی طرح اس روایت میں بھی نفی کمال ہے کہ اس کی نماز کامل نہیں ہوئی۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرُونَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اونچی آواز میں نہیں پڑھا کرتے تھے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ، فَجَهَرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، إِخْبِسْ عَنَّا نِعْمَتَكَ هَذِهِ، فَإِنِّي صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، فَلَمْ أَسْمَعْهُمْ يَجْهَرُونَ بِهَا، وَهَذَا صَحَابِيٌّ. قَالَ الْجَامِعُ: وَرَوَتْ جَمَاعَةٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيلَ: وَهُوَ الصَّوَابُ، لِأَنَّ هَذَا الْخَبَرَ مَشْهُورٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم اونچی آواز میں پڑھا، جب اس نے منہ پھیرا تو آپ نے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! ہم سے اپنی یہ آواز روک لے، اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، لیکن ان کو اونچی آواز میں یہ پڑھتے نہیں سنا۔ اور یہ صحابی ہیں۔

”وَرَوَتْ جَمَاعَةٌ هَذَا الْحَدِيثَ“ سے جامع کی مراد

”وروت جماعة الخ“ سے جامع کی مراد حدیث کی مذکورہ سند پر بحث کرنا ہے اور دوسری صحیح سند کو بیان کرنا

ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اوپر جو سند یزید پر ختم ہو رہی ہے، یہ درست نہیں، کیوں کہ یزید بن عبد اللہ صحابی نہیں ہیں۔

اس صورت میں یہ حدیث مرسل ہو جائے گی۔ جب کہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ والی سند سے یہ حدیث متصل السند ہوگی اور محدثین کی ایک جماعت اس حدیث کو عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کرتی ہے۔

”بسم اللہ“ سورت کا جز ہے یا نہیں؟

سورة النمل کی اس آیت ﴿إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ تو بالاتفاق قرآن کا جز ہے، اس کے علاوہ سورتوں کے شروع میں جو تسمیہ ہے اس کے بارے میں امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ قرآن کا جز نہیں، جب کہ جمہور فقہائے کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں وہ بھی قرآن کا حصہ ہے۔ پھر امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ ہر سورۃ کا جز ہے۔ جب کہ احناف رضی اللہ عنہم کے ہاں مطلق قرآن کا جز ہے، ہر سورۃ کا جز نہیں۔

قراءت سے پہلے تعوذ و تسمیہ کا حکم

امام مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان تعوذ و تسمیہ کے قائل نہیں، جب کہ ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم تعوذ و تسمیہ کو قرأت سے پہلے مسنون قرار دیتے ہیں۔

دلائل

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ”كانوا يسيرون التعوذ والبسملة في الصلوة“۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قراءت سے پہلے بسم اللہ پڑھی اور نماز سے فراغت کے بعد فرمایا کہ میں تم میں سے سب سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز سے نماز پڑھنے والا ہوں۔

”جهر بالتسمية في الصلوة“ میں فقہاء رضی اللہ عنہم کے اقوال مع الدلائل

نماز میں قبل الفاتحہ تسمیہ سرّاً یا جہراً پڑھنے میں ائمہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک فرائض میں تسمیہ بالکل مشروع ہی نہیں ہے، نہ جہراً نہ سرّاً۔ البتہ نوافل میں ان کے نزدیک تسمیہ پڑھنا جائز و مباح ہے۔ (تحفة اللمعی) اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک تسمیہ جہری نماز میں جہراً اور سری نماز میں سرّاً مسنون ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام احمد، امام اسحاق رضی اللہ عنہم کے نزدیک تمام نمازوں میں تسمیہ سرّاً کہنا افضل و مسنون ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے مضبوط دلیل نسائی میں نعیم المجرم سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: ”صلیٰت وراء ابی ہریرۃ، فقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم، ثم قرأ بأتم القرآن، حتی اذا بلغ: ﴿غیر المغضوب علیہم ولا الضالین﴾...، واذا سلم قال: والذی نفسی بیدہ انی لأشبهکم صلوة برسول اللہ ﷺ۔“ پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ بھی تسمیہ کا جہری نماز میں جہر فرماتے تھے۔

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اولاً تو یہ روایت معلول اور شاذ ہے، کیوں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کئی شاگردوں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے، لیکن سوائے نعیم المجرم کے کوئی بھی قراءت تسمیہ کا یہ جملہ نقل نہیں کرتا، اگر بالفرض یہ جملہ معتبر مان لیا جائے تو یہ حدیث شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم کے مسلک پر صریح نہیں ہے، کیوں کہ قراءت کا لفظ جس طرح قراءت بالجہر پر بولا جاتا ہے، اسی طرح قراءت بالتسری پر بھی بولا جاتا ہے۔ لہذا شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم کا استدلال تام نہیں ہے۔ شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم کی دوسری دلیل متدرک حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ”کان رسول اللہ ﷺ یجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم۔“ (آپ ﷺ بسم اللہ کا جہر فرماتے تھے)

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا کہ یہ حدیث ضعیف، بلکہ قریب قریب موضوع ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب اس روایت کے صحیح ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیوں کہ ان کا یہ قول ثابت ہے ”الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم قراءۃ الأعراب۔“ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تعلیم پر محمول ہے کہ آپ ﷺ کبھی کبھی تعلیم کی غرض سے تسمیہ جہر پڑھ لیتے تھے۔ الغرض شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم کے دلائل یا صحیح نہیں ہیں یا صریح نہیں ہیں۔

حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کی پہلی دلیل مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں: ”صلیٰت مع رسول اللہ و ابی بکر و عمر و عثمان، فلم أسمع أحدا منهم یجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم۔“ دوسری دلیل نسائی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ”صلیٰ بنا رسول اللہ ﷺ ولم یسمعنا قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم، و صلیٰ بنا أبو بکر و عمر، فلم نسمعہما منہما۔“ ان تمام روایتوں سے جہر کی نفی ہو رہی ہے، پس معلوم ہوا کہ تسمیہ سرآسنون اور افضل ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَدِيٍّ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، وَقَرَأَ بِالَّتَيْنِ وَالزَّيْفُونَ۔

ترجمہ:

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی اور آپ نے ”والتین والزيتون“ کی تلاوت فرمائی۔

أَبُو حَنِيفَةَ، وَمُسْعَزُ: عَنْ زِيَادٍ، عَنْ قُطَيْبَةَ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ لِي إِحْدَى رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ: ﴿وَالنَّخْلُ بِأَسْقَابِ لَهَا طَلْعُ نَضِيدٍ﴾.

ترجمہ:

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فجر کی ایک رکعت میں ﴿وَالنَّخْلُ بِأَسْقَابِ لَهَا طَلْعُ نَضِيدٍ﴾ پڑھتے سنا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ الْإِمَامِ قِرَاءَةَ لِمَنْ خَلْفَهُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَجُلًا قَرَأَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَتَهَاةٌ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: أَتَنَهَانِي أَنْ أَقْرَأَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَتَدَاكَرَا ذَلِكَ حَتَّى سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ جَابِرٌ: قَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَهَاةٌ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ، فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهُ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: أَيُّكُمْ قَرَأَ خَلْفِي؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ، فَقَالَ: مَنْ قَرَأَ



مِنْكُمْ: سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى؟ فَسَكَتَ الْقَوْمُ، حَتَّى سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ مَوَازِي، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ قَالَ: لَقَدْ زَأَيْتُكَ تِنَّا زِعْنِي، أَوْ تَحَالِجْنِي الْقُرْآنَ۔

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا امام ہو تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے ظہر یا عصر میں قراءت کی، ایک آدمی نے اشارہ کر کے اسے منع کر دیا، جب اس نے منہ پھیرا تو کہا: کیا تو مجھے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے قرأت کرنے سے روکتا ہے، انہوں نے آپس میں مذاکرہ کیا، حتیٰ کہ یہ آواز نبی اکرم ﷺ نے سنی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امام کے پیچھے نماز پڑھے، تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ایک آدمی نے آپ کے پیچھے قراءت کی، جب نماز مکمل ہوئی تو آپ نے تین مرتبہ پوچھا کہ تم میں کون میرے پیچھے قراءت کر رہا تھا؟ تو ایک آدمی نے کہا: میں یا رسول اللہ! فرمایا: جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھا کر چہرہ پھیرا اور پوچھا: تم میں سے کس نے ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھی ہے؟ لوگ خاموش ہو گئے، حتیٰ کہ یہ سوال بار بار کیا، تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: میں نے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں دیکھا کہ تم میرے ساتھ جھگڑ رہے ہو یا (راوی کوشک ہے) مجھے قرآنِ خلیجان میں ڈال رہے ہو۔

امام کے پیچھے قراءت کا حکم

مذہب

احناف رحمہم اللہ کے ہاں نماز سری اور جہری دونوں میں امام کے پیچھے قراءت مکروہ تحریمی ہے۔ امام مالک و احمد رحمہم اللہ کے ہاں جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت مکروہ تنزیہی، جب کہ سری نمازوں میں مستحب ہے۔ امام

شافعی رحمہ اللہ علیہ کے صحیح قول کے مطابق جہری نمازوں میں قراءت واجب نہیں، جب کہ سری نمازوں قراءت واجب ہے۔

• احناف رحمہ اللہ علیہم کے دلائل

قرآن مجید کی آیت ﴿وَإِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”علمنا رسول اللہ ا قال: ”إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ

فَلْيُؤْمِكُمْ أَحَدُكُمْ، وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَانصِتُوا“۔ (مسلم و احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ”قال رسول اللہ ا: ”إِنَّمَا جَعَلَ الْإِمَامَ لِيُؤْتِمَّ بِهِ،

فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَانصِتُوا“۔ (رواه الخمسة غير الترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”قال رسول اللہ ا: من كان له الإمام فقرأه الإمام له قراءة“۔

(طحاوی، دارقطنی)

امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کی دلیل

عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ

يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ“۔ (ترمذی)

جواب

اس حدیث میں ”من“ سے مراد خاص ہے اور وہ منفرد ہے۔ یعنی جب کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو، تو

اس کے لیے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

(اس موضوع پر تفصیلی مطالعہ کے لیے حضرت بنوری رحمہ اللہ علیہ کا رسالہ ”فصل الختام فی مسئلۃ القراءۃ خلف

الإمام“ نہایت مفید ہے)

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَسْخِ التَّطْبِيقِ

أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ أَبِي يَعْقُوبَ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نَطْبِقُ، ثُمَّ أَمَرَ نَابِئُ الزُّكَبِ

ترجمہ:

حضرت سعید بن مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم تطبیق کیا کرتے تھے، پھر ہمیں گھسنے پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔

## تطبیق اور اس کا حکم

تطبیق کے معنی ہیں رکوع کی حالت میں ہاتھوں کو لٹکانا یا ان کو ملا کر دونوں رانوں کے درمیان دبانا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے یہ مشروع تھا اور پھر منسوخ ہو گیا۔ مگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے کہ تطبیق فرمایا کرتے تھے۔

تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ شاید ان کو نسخ والی روایت نہ پہنچی ہو۔  
دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ اس تطبیق کو عزیمت سمجھتے تھے، اس لیے اس پر عمل فرماتے۔  
تیسرا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ ان کی خصوصیت ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِمَامِ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

ابن أبي السبع بن طلحة، قال: رأيت أبا حنيفة يسأل عطاء عن الإمام، إذا قال: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، أي يقول: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ؟ قال: ما عليه أن يقول ذلك.

ثم روى عن ابن عمر رضي الله عنهما: صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ ذَا الْمُتَكَلِّمِ بِهَذِهِ؟ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ، قَالَ: فَوَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةَ وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَتَدَرُونَ أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا لَكَ، وَمَنْ يَرْفَعُهَا.

ترجمہ:

حضرت ابن ابی السبع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے کہ امام جب ”سمع الله لمن حمدہ“ کہے تو کیا ”ربنا لک الحمد“ کہے گا؟ فرمایا: اس پر ضروری نہیں کہ یہ کہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، جب رکوع سے سرائٹھایا تو کہا ”سمع لمن حمدہ“ تو ایک آدمی نے کہا: ”ربنا لک الحمد حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ“ جب نبی اکرم ﷺ نے منہ پھیرا تو پوچھا: یہ کلمات کس نے کہے؟ یہ تین مرتبہ پوچھا، ایک آدمی نے کہا: میں نے یا رسول اللہ! فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس

نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو جھپٹتے ہوئے دیکھا کہ ان کلمات کو کون لکھے اور کون اوپر لے کر جائے۔“

## نماز میں تسمیع و تحمید کا حکم

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ منفرد نماز میں تسمیع اور تحمید دونوں کہے اور مقتدی صرف تحمید کہے، اختلاف اس میں ہے کہ امام تحمید کہے گا یا نہیں؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ امام تسمیع و تحمید دونوں کہے گا، جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ ہے کہ امام صرف تسمیع کہے گا۔

## دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں ”وإذا قال: سمع الله لمن حمدہ، فقولوا: ربنا لك الحمد“، اس حدیث میں امام و مقتدی کے وظیفہ کو الگ الگ ذکر کیا گیا ہے کہ امام صرف تسمیع کہے اور مقتدی صرف تحمید کہے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس پر ضروری نہیں۔

## امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ”كان رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا رفع رأسه من الركوع قال: سمع الله لمن حمدہ، ربنا لك الحمد“۔ (ترمذی)

## جواب

اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کو بیان فرمایا گیا ہے جب آپ اکیلے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اور ہمارے ہاں بھی منفرد تسمیہ و تحمید دونوں پڑھے گا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي هَيْئَةِ السُّجُودِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب کھڑے ہوتے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھایا کرتے۔

سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ

مذہب

امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے ہاتھ رکھے جائیں، پھر گھٹنے رکھے جائیں۔ جب کہ ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاں پہلے گھٹنے زمین پر رکھے جائیں، پھر ہاتھ رکھے جائیں، البتہ مریض کے لیے گنجائش ہے کہ وہ پہلے ہاتھ لگالے، پھر گھٹنے لگائے۔

دلائل احناف رحمہ اللہ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ ﷺ کا یہ عمل مذکور ہے: ”وضع رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ“۔ اسی طرح حضرت مالک رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی مل لکھا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن النبی اکان إذا سجد يضع يديه قبل رُكْبَتَيْهِ“۔ (دارقطنی)

جواب

پہلا جواب یہ ہے کہ یہ حالت عذر پر محمول ہے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ

أَبُو بَكْرٍ عَنِ طَارِقِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ عَلَى أَنْفِهِ وَمِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَوْحِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَغْظَمٍ.

ترجمہ:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی طرف وحی کی گئی کہ سات اعضاء پر سجدہ کریں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِنْسَانُ يَسْجُدُ عَلَى سَبْعَةِ أَغْظَمٍ: جَبْهَتِهِ، وَيَدَيْهِ، وَرُكْبَتَيْهِ، وَمَقْدَمِ قَدَمَيْهِ، وَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَضَعْ كُلَّ عَضْوٍ مَوْضِعَهُ، وَإِذَا رَكَعَ فَلَا يَدْبَحْ تَدْبِيحَ الْحِمَارِ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان سات ہڈیوں پر سجدہ کرتا ہے، دو ہاتھ، دو گھٹنے، پاؤں کی انگلیاں کے سرے، جب تم میں سے کوئی ایک سجدہ کرے تو ہر عضو کو اپنی جگہ پر رکھے اور جب رکوع کرے تو گدھے کی طرح سر نہ جھکائے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَغْظَمٍ، وَلَا أَكْفُ شَعْرًا وَلَا تُؤْبَا.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ساتھ اعضاء پر سجدہ کروں اور اپنے بال اور کپڑے نہ سمیٹوں۔

سجدہ کا طریقہ

مذہب

اس بات پر اتفاق ہے کہ سجدہ میں سات اعضاء پر کیا جاتا ہے۔ دو ہاتھ، دو گھٹنے، دو قدم اور وجہ۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ کتنے اعضاء کوزمین پر رکھنا ضروری ہے؟

امام مالک و شافعی اور صاحبین رحمہم علیہم کے ہاں صرف ناک پر اکتفا کرنا کافی نہیں، بلکہ پیشانی کوزمین پر ٹیکنا ضروری ہے۔ جب کہ امام صاحب رحمہم علیہم کے ہاں کسی ایک پر اکتفا سے سجدہ ادا ہو جائے گا، البتہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

## امام صاحب رحمہ اللہ کی دلیل

یہ ہے کہ ”سجدہ کی حقیقت ”وضع بعض الجبهة على الأرض بما لا سخرية فيه“ تو بعض جہہ جس طرح پیشانی ہے، اسی طرح ناک بھی بعض جہہ ہے۔ تو ناک یا پیشانی ٹیکنے سے یہ معنی حاصل ہو جاتا ہے۔ البتہ حدیث شریف کی رو سے بلا عذر ایسے کرنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن سجدہ بہر حال ادا ہو جائے گا۔

## امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل

وہ تمام روایات جن میں پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

## جواب

ان روایات میں ناک کا ذکر بطور استحباب کے ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ناک اور پیشانی دونوں ایک ہی عضو شمار ہوتے ہیں، اس لیے دونوں کو ذکر کر دیا گیا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقْنُتْ فِي الْفَجْرِ إِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا، لَمْ يَرَقُبْ ذَلِكَ، وَلَا يَغْدُو يَدْعُو عَلَى النَّاسِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں کبھی قنوت نہیں پڑھی، مگر ایک مہینہ تک، میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لیے بدعا فرمائی ہو۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ لَمْ يَقْنُتْ إِلَّا أَرْبَعِينَ يَوْمًا، يَدْعُو عَلَى عَصِيَّةٍ وَذُكْوَانَ، ثُمَّ لَمْ يَقْنُتْ إِلَى أَنْ مَاتَ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن تک قنوت پڑھی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبیہ اور ذکوان کے لیے بدعا فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت تک قنوت نہیں پڑھی۔

## نماز فجر میں قنوت کا مسئلہ

## مذہب

امام مالک و شافعی رحمہم اللہ علیہما کے ہاں فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد پورا سال قنوت پڑھنا مشروع ہے۔ جب کہ احناف و حنابلہ رحمہم اللہ علیہم کے ہاں عام حالات میں قنوت ثابت نہیں، البتہ مصیبت کے دنوں میں مشروع ہے۔

دلیل احناف رحمہم اللہ علیہم

حضرت امام مسعودی رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے صرف ایک ماہ تک قنوت فجر کی نماز میں پڑھی ہے۔ اس کے علاوہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”لم یقنت النبی الا شہراً، لم یقنت قبلہ ولا بعدہ“۔

امام مالک و شافعی رحمہم اللہ علیہما کی دلیل

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”ان النبی اکان یقنت فی صلوة الصبح والمغرب“۔

## جواب

اس روایت میں قنوت نازلہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے منسوخ ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ خُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ أَضْجَعَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَقَعَدَ عَلَيْهَا، وَيُنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

## ترجمہ:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ

جائے اور دائیں پاؤں کھڑا کر دیتے۔



أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ سَأَلَ: كَيْفَ كُنَّ النِّسَاءُ يُصَلِّينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ، ثُمَّ أُمِرْنَ أَنْ يَخْتَفِزْنَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں؟ فرمایا: شروع میں چارزانوں بیٹھا کرتی تھیں، پھر انہیں حکم دیا گیا کہ سرین کے بل بیٹھا کریں۔

## ”النساء“ کے رفع کی وجہ

حدیث مبارک میں جو ”النساء“ کا لفظ ہے، یہ فعل ناقص (کُنَّ) کی ضمیر ”هنَّ“ سے بدل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

## قعدہ اولیٰ اور ثانیہ میں افتراش اور تورک کے متعلق فقہاء کے اقوال مع الدلائل

### مذہب

اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ قعدہ اولیٰ اور ثانیہ میں تشہد کی ہیئت کیا ہے؟ حنفیہ رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں قعدوں میں افتراش (بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا رکھے کہ اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں) مسنون ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ قعدہ اولیٰ میں افتراش اور قعدہ آخریہ میں تورک کو مسنون کہتے ہیں۔ امام مالک ہر دو تشہد میں تورک کے قائل ہیں، جب کہ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہر دو رکعات والی نماز میں افتراش ہے اور چار یا تین رکعات والی نماز میں پہلے قعدہ میں افتراش اور دوسرے قعدہ میں تورک ہے، الغرض حنفیہ رحمہ اللہ مطلقاً افتراش کے قائل ہیں، جب کہ بقیہ ائمہ رحمہ اللہ کسی نہ کسی درجہ میں تورک کے قائل ہیں۔

### دلیل احناف رحمہ اللہ

حنفیہ رحمہ اللہ کی دلیل حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ہے: ”کان رسول اللہ ﷺ اذا جلس فی الصلوٰۃ اضع رجلہ الیسری، وقعد علیہا، ونصب رجلہ الیمنی“۔ اس طرح دوسری دلیل حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے: ”قالت: کان رسول اللہ ﷺ یفتش رجلہ الیسری، وینصب رجلہ الیمنی“۔ (رواہ مسلم)

اسی طرح حضرت انس و سمرہ رضی اللہ عنہما کی احادیث میں صراحتاً تورک کی ممانعت آئی ہے۔  
تورک کے قائلین کی دلیل حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہما کی احادیث ہیں، جن میں تورک کا ذکر ہے، حنفیہ کی طرف سے جواب یہ ہے کہ تورک والی احادیث حالتِ عذر (بیماری، بڑھاپا، موٹاپا) پر محمول ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تورک کیا کرتے تھے۔ (مؤطا امام مالک)

جواب

یہ عمل عذر پر محمول ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي التَّشَهُدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْلَمُنَا التَّشَهُدَ كَمَا يَعْلَمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

ترجمہ:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ میں تشهد اسی طرح سکھایا کرتے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ أَبِيهِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُطْبَةَ الصَّلَاةِ يَغْنِي: التَّشَهُدَ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ الصلوٰۃ، یعنی تشهد سکھائی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَقُولُ: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ زِيَادَةٌ مِنْ عِبَادَةِ: السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا تَشَهُدَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم کہتے: ”السلام علی اللہ۔“

ایک روایت میں ہے کہ ”من عباده السلام علی جبرئیل و میکائیل“ کہتے۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کا پتہ چلا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ تو سلام ہیں ہی، جب تم تشہد پڑھو تو یہ پڑھا کرو: ”التحیات لله، والصلوات، والطیبات، السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، أشهد أن لا إله إلا اللہ وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله۔“

تشہد کے کلمات

تشہد کے مختلف کلمات احادیث مبارکہ میں مروی ہیں، ان میں سے افضلیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی تشہد کو افضل فرماتے ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول کلمات کو افضل قرار دیتے ہیں، جب کہ احناف وحنابلہ رحمہ اللہ ہم کے ہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد افضل ہے۔

وجوہ ترجیح

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کی وجہ ترجیح ایک تو یہ ہے کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس روایت کے صحیح ہونے پر تمام محدثین رحمہ اللہ ہم کا اتفاق ہے اور اس روایت میں مروی تشہد کے کلمات میں کوئی اختلاف بھی نہیں۔ ان وجوہ سے احناف وحنابلہ رحمہ اللہ ہم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کو راجح قرار دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَن يَمِينِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى يَرَى شِقَّ وَجْهِهِ، وَعَنْ

یسارہ ومثل ذلك.

وَفِي رِوَايَةٍ: حَتَّى يَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَعَنْ شِمَالِهِ مِثْلَ ذَلِكَ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سلام پھیرتے ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ یہاں تک کہ آپ کا چہرہ دکھائی دیتا اور بائیں جانب بھی اسی طرح۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حتیٰ کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی دکھائی دیتی اور بائیں جانب بھی اسی طرح۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي تَخْفِيفِ الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَخَدِيفَةُ، وَأَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَغَيْرُهُمْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اجْتَمَعُوا فِي مَنْزِلٍ، فَأَقْبِمَتِ الصَّلَاةَ، فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: تَقَدَّمَ يَا فَلَانُ، فَأَبَى، فَقَالَ: تَقَدَّمَ أَنْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَتَقَدَّمَ، فَصَلَّى بِهِمْ صَلَاةً خَفِيفَةً وَجِيزَةً، أَتَمَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ الْقَوْمُ: لَقَدْ حَفِظَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت خدیفہ، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرام ایک گھر میں جمع ہوئے تو نماز کے لیے اقامت کہی گئی، تو لوگ گھر کے مالک سے کہنے لگے: آگے بڑھو، اس نے انکار کر دیا، پھر کہا: اے ابو عبد الرحمن! آپ آگے بڑھیے، وہ آگے بڑھے، ہلکی اور مختصر نماز پڑھائی، رکوع و سجود مکمل کیے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے کہا: ابو عبد الرحمن نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو خوب محفوظ کیا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنِ جَابِرٍ، عَنِ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ

اللَّهُ، فَوَجَدَهُ يُصَلِّي عَلَى حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا اور چٹائی پر سجدہ کر رہے تھے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى قَاعِدًا وَقَائِمًا وَمُخْتَبِئًا.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر، کھڑے ہو کر اور گوتھ مار کر نماز پڑھی۔  
أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى مُخْتَبِئًا مِنْ رَمِدٍ كَانَ بِعَيْنِهِ.  
حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گوتھ مار کر نماز پڑھی آنکھ میں درد کی وجہ سے۔

مُحَمَّدُ بْنُ بَكِيرٍ قَاضِي الدَّامِغَانَ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْمَرِيضِ إِذَا ذَهَبَ عَقْلُهُ، كَيْفَ يَعْمَلُ بِهِ فِي وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ فَكَتَبَ إِلَيَّ يُخْبِرُنِي: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدَرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرِضْتُ، فَعَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعَمْرٌ، وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فِي مَرَضِي، وَجَاءَتِ الصَّلَاةُ، فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ، فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ يَا جَابِرُ؟ ثُمَّ قَالَ: صَلَّى مَا اسْتَطَعْتُ، وَلَوْ أَنَّ تُوْمِي.

ترجمہ:

قاضی دامغان حضرت محمد بن بکیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ کر بھیجا کہ ایک مریض کی جب عقل چلی جائے تو نماز کے بارے میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ تو انہوں نے جواب میں یہ روایت لکھی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بیمار ہوا تو نبی اکرم ﷺ ابو بکر و عمر کے ساتھ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، مجھ پر بیماری میں بیہوشی طاری تھی کہ

نماز کا وقت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے وضو فرما کر بچا ہوا پانی مجھ پر ڈالا، تو مجھے کچھ افاقہ ہوا، پوچھا: جابر کیسے ہو؟ پھر فرمایا: بقدر طاقت نماز پڑھ لو، اگرچہ اشارہ کر لو۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا أُغْمِيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقِيلَ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ حَضَنَ، وَهُوَ يَنْفَسُهُ يَكْرَهُ أَنْ يَقُومَ مَقَامَكَ، قَالَ: افْعَلُوا مَا أَمَرَكُمْ بِهِ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر بیہوشی طاری ہوئی تو فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عرض کیا گیا: ابو بکر نرم دل آدمی ہیں، وہ ناپسند کرتے ہیں کہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں، فرمایا: وہ کرو، جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: لَمَّا أُغْمِيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ حَضَنَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُومَ مَقَامَكَ، قَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ يَا صَوِيحِبَاتِ يُوسُفَ، وَكَزَّرَ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر بیہوشی طاری ہوئی تو فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عرض کیا گیا: ابو بکر نرم دل آدمی ہیں، وہ ناپسند کرتے ہیں کہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں، فرمایا: ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں، اے یوسف کی ساتھیو! یہ بار بار فرمایا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِقْدَاءِ بِالْقِيَامِ خَلْفَ الْجَالِسِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْمَرَضِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ خَفَّ مِنَ الْوَجَعِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، قَالَ لِعَائِشَةَ: مَرِيءٌ أَبَا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ

نُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا: إِنَّي شَيْخٌ كَبِيرٌ رَفِيقٌ، وَإِنِّي مَتَى لَا أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَقَامِهِ أَرِقُّ لِدَلِيكَ، فَاجْتَمِعِي أَنْتِ وَحَفْصَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُرْسَلُ إِلَيَّ إِلَى عَمْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِهِمْ، فَفَعَلْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتُنْتَنِ صَوَاحِبَ يُوسُفَ، مَرِي أبا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا نُوذِيَ بِالصَّلَاةِ، يَسْمَعُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤَذِّنَ، وَهُوَ يَقُولُ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ازْفَعُونِي، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ أَمَرْتُ أبا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَأَنْتِ عِلْدَنٌ، قَالَ: ازْفَعُونِي، فَإِنَّهُ جَعَلَتْ فِرَّةً عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ.

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَرَفِعَ بَيْنَ النَّبِيِّ، وَقَدْ مَاتَ تَخَدَّانِ الْأَرْضِ، فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ لِحَيْثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَاءً يُكْبِرُ، وَيُكْبِرُ أَبُو بَكْرٍ بِتُكْبِيرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُكْبِرُ النَّاسُ بِتُكْبِيرِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى فَرَّغَ، ثُمَّ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ غَيْرَ تِلْكَ الصَّلَاةِ حَتَّى قُبِضَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ الْإِمَامَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَ حَتَّى قُبِضَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی، تکلیف کی وجہ سے کمزور ہو گئے تھے، جب نماز کا وقت ہوا تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ آپ حکم فرما رہے ہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو انہوں نے جواب بھجوایا کہ میں بہت بوڑھا، رقیق القلب ہوں، جب میں رسول اللہ ﷺ کو ان کی جگہ نہیں دیکھوں گا تو دل بے قابو ہو جائے گا، تم اور حفصہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ، کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یوسف کی ساتھی ہو، ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب نماز کے لیے اذان دی گئی تو نبی اکرم ﷺ نے سنا کہ مؤذن کہہ رہا تھا: ”حی علی الصلوٰۃ“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اٹھاؤ، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں ابو بکر کو نماز پڑھانے کا کہہ چکی ہوں اور آپ بیمار بھی ہیں۔ فرمایا: مجھے اٹھاؤ، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اٹھایا، دو آدمیوں کے درمیان آپ تھے اور

قدم زمین سے لگ رہے تھے، جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے آنے کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹ گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ فرمایا، پھر رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب تشریف فرما ہو گئے، نبی اکرم ﷺ ان کی ایک جانب بیٹھ کر تکبیر کہتے اور ابو بکر نبی اکرم ﷺ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہتے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے وفات تک اس نماز کے علاوہ کوئی نماز لوگوں کو نہیں پڑھائی، ابو بکر رضی اللہ عنہ امام رہے اور نبی اکرم ﷺ تکلیف میں تھے، حتیٰ کہ وفات ہو گئی۔

### ”اقتداء القائم خلف القاعد“ کا حکم

#### مذہب

امام مالک و امام محمد رحمہما علیہما کے ہاں کسی بھی حالت میں قائم کی نماز قاعد کے پیچھے درست نہیں، البتہ قاعد کی قاعد کے پیچھے درست ہے۔ امام احمد رحمہ علیہ کے ہاں اقتداء تو جائز ہے، مگر مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھے۔ جب کہ احناف و امام شافعی رحمہما علیہم کے ہاں قاعد کی امامت درست ہے، البتہ غیر معذور مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

#### احناف و شوافع رحمہما علیہم کی دلیل

مرض الوفات میں آنحضرت ﷺ نے بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی اور لوگوں نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کی اقتداء کی۔ چونکہ مرض الوفات کا واقعہ آخری زمانے کا ہے، اس لیے وہ دیگر تمام روایات پر حجت ہوگا جس سے اس کی نفی ہوتی ہے۔

#### امام مالک رحمہ علیہ کی دلیل

”لایؤمن رجل بعدی جالسا“۔ (رواہ الشعبی)

#### جواب

اس روایت کا مدار جابر جعفی پر ہے، جو بالاتفاق ضعیف ہے، لہذا یہ روایت قابل استدلال نہیں۔



## بَاب مَا جَاءَ فِي إِمَامَةِ وَلَدِ الزَّانَا وَالْعَبْدِ وَالْأَعْرَابِيِّ

حَمَّادٌ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: يَوْمَ الْقَوْمِ وَلَدَ الزَّانَا وَالْعَبْدُ وَالْأَعْرَابِيُّ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ.

ترجمہ:

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ ولد الزنا، غلام اور اعرابی کو امام بنا سکتے ہیں جب وہ قرآن پڑھ سکتا ہو۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْإِثْنَيْنِ جَمَاعَةً

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِرَجُلٍ فَصَلَّى خَلْفَهُ، وَأَمْرَأَةً خَلْفَ ذَلِكَ، صَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھائی تو اس نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور ایک عورت اس کے پیچھے تھی، آپ ﷺ نے ان کو جماعت سے نماز پڑھائی۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ وَضِلِ الصُّفُوفِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يُصَلُّونَ الصُّفُوفِ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ان لوگوں کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں، جو صفوں کو درست کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي مَنْ شَهِدَ الْفَجْرَ وَالْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَهِدَ الْفَجْرَ وَالْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ، كَانَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ الشُّرْكِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو فجر اور عشاء کی جماعت میں شریک ہوا، اس کے لیے دو براءتیں لکھی جاتی ہیں، نفاق سے براءت اور شرک سے براءت۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الرُّحْصَةِ لِلنِّسَاءِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْخُرُوجِ لِصَلَاةِ الْغَدْوَةِ وَالْعِشَاءِ لِلنِّسَاءِ. فَقَالَ رَجُلٌ: إِذَا يَتَّخِذُونَهُ دَغْلًا، فَقَالَ ابْنُ عَمْرٍو: أَخْبِرْكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ هَذَا؟

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو فجر و عشاء کی نماز کے لیے نکلنے کی اجازت دی ہے۔ ایک آدمی نے کہا: تب تو لوگ اسے مکرو فریب کا جال بنا لیں گے، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی بات بتاتا ہوں اور تو یہ کہتا ہے۔

عورتوں کا نماز کے لیے گھر سے نکلنا

ابتداءً اسلام میں عورتوں کو نماز کے لیے مسجد میں جانے کی اجازت تھی، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ان کے لیے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔“ پھر آپ ﷺ کے زمانے کے بعد اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فسادِ زمانہ کے سبب عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں کہ: ”اگر رسول اللہ ﷺ آج موجود ہوتے تو وہ بھی عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیتے۔“  
تو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں فسادِ زمانہ کی وجہ سے عورتوں نماز کے لیے باہر نکلنے سے روک دیا گیا تو آج کے زمانے کا فساد تو اس زمانے کے فساد سے لاکھوں گنا زیادہ ہے، اس لیے اس زمانے میں بھی عورتوں کے لیے گھر میں رہ کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءَ وَالْعِشَاءَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا نُودِيَ بِالْعِشَاءِ، وَأُذِّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَأَبْدَأُوا بِالْعِشَاءِ۔

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کھانے کے لیے پکارا جائے اور مؤذن اذان دے دے تو پہلے کھانا کھا لو۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي مَنْ صَلَّى صَلَاةً ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَهُمْ يُصَلُّونَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَوْ الْأَسْوَدِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا الظُّهْرَ فِي بَيْتِهِمَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا يَرِيَانِ أَنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا، ثُمَّ أَتَيَا الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَعَدَا نَاحِيَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَهُمَا يَرِيَانِ أَنَّ الصَّلَاةَ لَا تَحِلُّ لَهُمَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَاهُمَا أَرْسَلَ إِلَيْهِمَا، فَجِئَ بِهِمَا، وَفَرَّابِضُهُمَا تَزْعِمُ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ فِي أَمْرِهِمَا شَيْءٌ، فَسَأَلَهُمَا، فَأَخْبَرَاهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: إِذَا فَعَلْتُمَا ذَلِكَ، فَصَلِّيَا مَعَ النَّاسِ، وَاجْعَلَا الْأُولَى هِيَ الْفَرْضُ۔

ترجمہ:

مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ظہر کی نماز اپنے گھر میں پڑھ لی، انہوں نے یہ سمجھا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے، پھر وہ دونوں مسجد میں آئے، اس وقت رسول اللہ ﷺ نماز میں

تھے، وہ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گئے، انہوں نے یہ سمجھا کہ اب نماز پڑھنا ان کے لیے جائز نہیں ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور انہیں دیکھا اور اپنے پاس بلوایا، انہیں بلایا گیا، ان کے شانے اس خوف سے کانپ رہے تھے کہ ان کے بارے میں کوئی چیز پیش آئی ہے، آپ نے ان سے پوچھا، انہوں نے پوری بات بتائی، تو فرمایا: جب تم ایسا کر لو، تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو، پہلی نماز کو فرض بنا دو۔

## اکیلے نماز پڑھ لینے کے بعد جماعت میں شریک ہونا

مذہب

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پانچوں نمازوں میں یہ حکم ہے کہ اگر کسی نے اپنی نماز پڑھ لی تو وہ جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے، البتہ مغرب میں تین رکعتوں کے ساتھ ایک رکعت اور ملا لے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پانچوں نمازوں میں یہ حکم ہے کہ اگر کسی نے اپنی نماز پڑھ لی تو وہ جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے، البتہ مغرب میں تین رکعتیں ہی پڑھے گا کیونکہ چوتھی رکعت ملانے کی صورت میں امام کی مخالفت لازم آئے گی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مغرب کی نماز کے علاوہ باقی نمازوں میں شریک ہو سکتا ہے۔ جب کہ احناف رحمہم اللہ کے ہاں صرف ظہر اور عشاء کی نماز میں شریک ہو سکتا ہے۔

## احناف رحمہم اللہ علیہم کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ”ان النبی قال: ”إذا صلیت فی اہلک، ثم أدرکت الصلوۃ فصلہا إلا الفجر والمغرب“۔ اس روایت میں مغرب اور فجر کا صراحتاً ذکر ہے اور عصر کی نماز کو فجر کی نماز پر قیاس کیا گیا ہے کیوں کہ علت دونوں میں مشترک ہے۔

## جمہور رحمہم اللہ علیہم کی دلیل

اس روایت میں کسی نماز کے وقت کا ذکر نہیں کہ فلاں وقت پڑھو اور فلاں وقت نہ پڑھو، لہذا یہ حکم عام رہے گا۔

جواب

یہ روایت مسیحہ ہے اور نہی کی روایات محرمہ ہیں اور ترجیح روایت محرمہ کو دی جاتی ہے۔ دوسری بات یہ

ہے کہ ہماری پیش کردہ روایت اس حدیث کے لیے مخصوص ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانُوا يُزَوِّجُونَ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَقَدْ عَرَفُوا وَتَلَطَّخُوا بِالطِّينِ، فَقِيلَ لَهُمْ: مَنْ رَاحَ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَلْيَغْتَسِلْ. وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ النَّاسُ عَمَّارًا أَزْضِهِمْ، وَكَانُوا يُزَوِّجُونَ يَخَالِطُهُمُ الْعَرَقُ وَالتُّرَابُ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا حَضَرْتُمْ الْجُمُعَةَ، فَاغْتَسِلُوا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ جمعہ کے لیے آتے، پسینہ بہہ رہا ہوتا اور مٹی میں لت پت ہوتے، تو انہیں کہا گیا کہ جو جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔ ایک روایت میں ہے کہ لوگ اپنی زمینوں میں کام کرنے والے تھے، جمعہ کے لیے آتے، مٹی اور پسینے سے شرابور ہوتے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جمعہ میں شریک ہو تو غسل کر لیا کرو۔

جمعہ کے لیے غسل کرنے کا حکم

مذہب

اصحاب ظاہر کے کہنا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے، جب کہ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب نہیں، بلکہ سنت ہے۔

جمہور رحمہم کی دلیل

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”من توضأ يوم الجمعة فيها و نعمت، ومن

اغتسل فالغسل أفضل“۔ (ترمذی)

اصحاب ظواہر کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ”من أتى الجمعة فليغتسل“۔ (ترمذی)

## جواب

یہ روایت شروع زمانہ پر محمول ہے کہ ایک عارض کی وجہ سے غسل کا وجوبی حکم دیا گیا تھا، جب وہ عذر ختم ہو گیا تو اس کا وجوب ختم ہو گیا۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جَلَسَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ جَلْسَةً حَنِيفَةً.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب جمعہ کے روز منبر پر چڑھتے تو خطبہ سے پہلے کچھ دیر بیٹھ جاتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنِ ابْنِ إِسْرَاهِيمَ، أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ خُطْبَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ لَهُ: أَمَا تَقْرَأُ سُورَةَ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنْ لَا أَعْلَمُ، قَالَ: فَقَرَأْ عَلَيْهِ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾.

ترجمہ:

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے انہیں بیان کیا کہ اس نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کے جمعہ کے روز خطبہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے پوچھا: کیا تو سورۃ الجمعہ نہیں پڑھتا؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میں صحیح نہیں جانتا، کہتے ہیں کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي مَا يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْكُوفِيِّ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يُونُسَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ

أَبِي جُنَادَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ: سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھا کرتے تھے۔

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ التُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ: سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ.

ترجمہ:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں ﴿سبح اسم ربک الاعلیٰ﴾ اور ﴿هل آتاک حدیث الغاشیة﴾ پڑھتے تھے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ وَمَنْ مَاتَ فِيهَا

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ قَيْسٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ لَيْلَةٍ جُمُعَةٍ إِلَّا وَيَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى خَلْقِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَغْفِرُ اللَّهُ لِمَنْ لَا يَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کی کوئی رات نہیں گزرتی، مگر اس میں اللہ تعالیٰ تین مرتبہ اپنی مخلوق کو دیکھتے ہیں اور ہر اس شخص کو معاف فرمادیتے ہیں جو شرک نہ کرتا ہو۔

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقِيَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جمعہ کے روز مرا، وہ عذاب قبر سے بچا لیا گیا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْخَيْرِ...

أَبُو حَبِيبَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، مَنْ سَمِعَ، أُمَّ عَطِيَّةَ، تَقُولُ: رُخِصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ، حَتَّى لَقَدْ كَانَتْ الْبُكَرَانِ تَخْرُجَانِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، حَتَّى لَقَدْ كَانَتْ الْحَائِضُ تَخْرُجُ، فَتَجْلِسُ فِي غُرْضِ النَّاسِ يَدْعُونَ وَلَا يُصَلِّينَ.

ترجمہ:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتوں کو عیدین کے لیے رخصت دی گئی، حتیٰ کہ دو لڑکیاں ایک کپڑے میں نکلا کرتی، حاضرہ عورتیں بھی جاتیں، لوگوں سے ہٹ کر ایک طرف بیٹھ جاتیں، دعا مانگتیں اور نماز نہ پڑھتیں۔

أَبُو حَبِيبَةَ: عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ أُمَّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: كَانَ يُرَخِّصُ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ مِنَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَتْ: إِنْ كَانَ الطَّامِثُ لَتَخْرُجَ، فَتَجْلِسُ فِي غُرْضِ النِّسَاءِ، فَتَدْعُو فِي الْعِيدَيْنِ. وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَتْ: أَمَرَ نَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَ يَوْمَ النَّحْرِ، وَيَوْمَ الْفِطْرِ ذَوَاتِ الْخُدُورِ وَالْحَيْضِ، فَأَمَّا الْحَيْضُ، فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا كَانَتْ إِحْدَا نَا لَيْسَ لَهَا جَلْبَابٌ؟ قَالَ: لِثَلْبَسِهَا أُخْتَهَا مِنْ جَلْبَابِهَا.

ترجمہ:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے جانے کی اجازت تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر حاضرہ ہوتی تو وہ بھی جاتی، عورتوں سے ایک طرف بیٹھ جاتی، عیدین کی



دعا میں شریک ہوتی۔

ایک روایت میں ہے، فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے باپردہ ہو کر نکلیں اور حائضہ عورتیں، باقی حائضہ تو وہ نماز سے الگ رہیں اور مسلمانوں کی خیر و دعا میں شریک ہوں، ایک عورت نے کہا: یا رسول اللہ! اگر ہم سے کسی کے پاس لمبی چادر نہ ہو؟ فرمایا: تو وہ اپنی بہن کی چادر اوڑھ لیا کرے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي عَدَمِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ إِلَى الْمُصَلَّى، فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا شَيْئًا.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عید کے روز عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے، عید سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھی۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدَرِ، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِدِي الْحَلِيفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی چار رکعتیں اور عصر کی دو الحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ لَا يَزِيدُونَ عَلَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اس پر زیادتی نہیں کرتے تھے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّهُ أَمَى فَقِيلَ: صَلَّى عُثْمَانُ بِمَنَى أَرْبَعًا، فَقَالَ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ حَضَرَ الصَّلَاةَ مَعَ عُثْمَانَ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَقِيلَ لهُ: اسْتَرْجَعْتَ، قُلْتُ مَا قُلْتُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ أَرْبَعًا؟ قَالَ: الْخِلَافَةُ، ثُمَّ قَالَ: وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ أَتَمَّهَا أَرْبَعًا بِمَنَى.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت ایک شخص حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ حضرت عثمان نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھی ہیں، تو آپ نے فرمایا: ”إنا لله وإنا إليه راجعون“ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، ابو بکر کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور عمر کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ان کے ساتھ چار رکعتیں پڑھیں، تو انہیں کہا گیا: آپ نے ”إنا لله“ کیوں پڑھا تھا؟ اور آپ نے باتیں بھی کی، پھر چار رکعتیں بھی پڑھ لیں؟ فرمایا: خلافت کے ادب کی وجہ سے، پھر فرمایا: عثمان پہلے آدمی ہیں جنہوں نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھی ہیں۔

## قصر فی السفر کے لزوم میں فقہاء کا اختلاف

مذہب

اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ سفر شرعی میں چار رکعت والی نماز میں قصر مشروع ہے، خواہ امن کی حالت ہو یا خوف کی حالت، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ قصر کی حیثیت کیا ہے؟ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سفر میں اصل فرض ہی دو رکعتیں ہیں، اس لیے قصر واجب ہے، اتمام جائز نہیں، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم کی ایک روایت بھی یہی ہے اور جمہور صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اور اکثر اہل علم کا مذہب بھی یہی ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک قصر اور اتمام دونوں جائز ہیں، ان کے نزدیک سفر میں دو رکعت رخصت ہے، جب کہ حنفیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک سفر میں دو رکعت عزیمت ہے، ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا ایک ایک قول یہ بھی ہے کہ

قصر اور اتمام دونوں جائز ہیں، لیکن قصر افضل اور اولیٰ ہے۔

### احناف رحمہ اللہ کے دلائل

۱۔ نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا سفر کے موقع پر کہیں اتمام کرنا ثابت نہیں، اگر اتمام جائز ہوتا تو کم از کم زندگی میں ایک مرتبہ ضرور بیان جواز کے لیے آپ ﷺ اور حضرات شیخین رحمہ اللہ اتمام فرماتے۔

۲۔ مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے قصر کے متعلق سوال کیا کہ آیت قصر ﴿وإذا ضربتم في الأرض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلوة﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نماز صرف حالت خوف میں ہونی چاہیے، اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته“ اس میں اول تو قصر کو صدقہ اور عطیہ کہا گیا ہے، لہذا اللہ کے صدقہ اور عطیہ کو مسترد کرنا سخت توہین ہے اور دوسرا قبول کرنے کو صیغہ امر سے ذکر فرمایا، جس کا اصلی مقتضا وجوب ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قصر واجب ہے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ بنتی النبیؓ کی روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ اصل میں نمازوں کی فرضیت دو رکعت ہوئی تھی، پھر جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت (اقامت، مقیم ہونے کی حالت) کی نماز چار رکعت کر دی گئی اور سفر کی نماز اپنی اصلی حالت پر باقی رکھی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں اصل نماز دو رکعت ہی ہیں، لہذا دو کی بجائے چار پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ فجر کے دو فرضوں کو چار پڑھنا۔

### شوافع رحمہ اللہ کے دلائل

امام شافعی رحمہ اللہ کی پہلی دلیل قرآن کریم کی آیت ﴿وإذا ضربتم في الأرض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلوة﴾ ہے، اس میں لفظ ”لا جناح“ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ لفظ مباح اور مندوب میں استعمال ہوتا ہے، نہ کہ وجوب میں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی دوسری دلیل سنن نسائی میں حضرت عائشہ بنتی النبیؓ کی روایت ہے، جس کے آخر میں یہ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو قصر کیا ہے جب کہ میں نے اتمام کیا ہے اور آپ ﷺ نے روزہ نہیں رکھا جب کہ

میں نے روزہ رکھا ہے (یہ مدینہ سے مکہ کی طرف عمرہ کی نیت سے سفر کا واقعہ ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "احسنت یا عائشة، وما عاب علی" کہ آپ نے بہت اچھا کیا اور میرے اس طرح کرنے میں بھی کوئی عیب (حرج) نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں اتمام جائز ہی نہیں، بلکہ افضل واولیٰ ہے۔

حضرات حنفیہ کی طرف سے پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ "لا جناح" کا لفظ آیت کریمہ ﴿فلا جناح علیہ أن یطوف بہما﴾ میں بھی استعمال ہوا ہے، حالانکہ صفا و مروہ کا طواف بالاتفاق لازم ہے، بعض کے نزدیک فرض اور بعض کے نزدیک واجب ہے، الغرض یہاں "جناح" کی نفی نقصان کے وہم کو دور کرنے کے لیے ہے۔

دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "هذا الحدیث کذب علی عائشة، ولم تکن تصلی عائشة بخلاف صلوة رسول اللہ ﷺ"۔ یہ سراسر جھوٹ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے طریقہ کے خلاف نماز پڑھ ہی نہیں سکتیں۔ نیز حافظ ابن حجر اور صاحب التقریب رحمۃ اللہ علیہما نے اس کو منکر کہا ہے اور نووی، ابن حزم اور المقدسی رحمۃ اللہ علیہما نے بھی اس پر اعتراض کیا ہے، اس کی سند میں علاء بن زبیر راوی ضعیف ہے۔

### حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فعل کی توجیہات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فعل کی متعدد توجیہات ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:-

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ موسم حج میں بہت سے دیہات کے باشندے جمع ہیں، جن کو شرائع اور احکام کی تفصیل معلوم نہیں اگر وہ قصر کریں تو وہ یہی سمجھیں گے کہ نماز کی کل دور کعتیں ہی فرض ہیں چنانچہ تعلیم کی غرض سے انہوں نے اتمام کو ہی مناسب سمجھا۔

نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اس بارے میں اپنا اجتہاد تھا کہ قصر صلوة خوف سے مقید ہے، جیسا کہ قرآن کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے، نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اتمام اور قصر کے جواز کے قائل تھے۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں گھر بنا لیا تھا اور ان کا اجتہاد یہ تھا کہ جس شہر میں انسان گھر بنا لے اس شہر میں اتمام واجب ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ صَحِبَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَصَلَّى عَلَى رَاحِلَتِهِ قَبْلَ الْمَدِينَةِ يَوْمَ إِيمَاءٍ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ وَالْوَتْرَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَنْزِلُ لَهُمَا عَنِ دَابَّتِهِ، قَالَ: فَسَأَلْتُهُ عَنْ صَلَاتِهِ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَوَجْهَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ؟ فَقَالَ لِي: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا خَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ يَوْمَ إِيمَاءٍ.

ترجمہ:

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک کے سفر میں شریک رہے، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سواری پر مدینہ کی طرف منہ کر کے اشارہ کرتے ہوئے فرض اور وتر کے علاوہ نمازیں پڑھیں، ان دونوں کے لیے وہ سواری سے اترتے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے سواری پر مدینہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو مجھے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی سواری پر بیٹھ کر جس طرف منہ ہوتا اشارہ کر کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوَتْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي يَعْقُوبَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ مَنْ حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوَتْرُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز کو زیادہ کیا ہے اور وہ وتر ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْوَتْرِ أَحَقُّ هُوَ؟ قَالَ: أَمَا كَحَقِّ الصَّلَاةِ، فَلَا، وَلَكِنْ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَهُ.

ترجمہ:

حضرت عاصم بن ضمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ فرض ہیں؟ فرمایا: نماز کی طرح تو فرض نہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، کسی کے لیے مناسب نہیں کہ اسے چھوڑ دے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ، يَقْرَأُ فِي الْأُولَى: سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ: بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّلَاثَةِ: بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔

وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الْوُتْرِ: بِأَمِّ الْكِتَابِ وَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ: بِأَمِّ الْكِتَابِ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّلَاثَةِ: بِأَمِّ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے، پہلی میں ”سبح اسم ربك الاعلى“، دوسری میں ”قل يا ايها الكفرون“ اور تیسری میں ”قل هو الله احد“ پڑھا کرتے۔ ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور ”سبح اسم ربك الاعلى“ دوسری میں سورۃ الفاتحہ اور ”قل يا ايها الكفرون“ اور تیسری میں سورۃ الفاتحہ اور ”قل هو الله احد“ پڑھا کرتے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی تین رکعات پڑھتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: الْوُتْرُ أَوَّلُ اللَّيْلِ مُسَخَّطَةٌ لِلشَّيْطَانِ، وَأَكْلُ السَّخُورِ مَرْضَاةُ الرَّحْمَنِ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات کے شروع حصہ میں وتر پڑھنا، شیطان کے لیے غصہ کا باعث ہے اور سحری کھانا اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے۔

وتر کا حکم

مذہب

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں وتر واجب، جب کہ ائمہ ثلاثہ وصاحبین رحمہم اللہ کے ہاں وتر کی نماز سنت ہے۔

دلائل احناف رحمہم اللہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”إن الله تعالى زادكم صلاة، وهي الوتر“۔

حضرت بریدہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”الوتر حق، فمن لم يوتر فليس منا“۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وترا“۔

اسی طرح اور بھی دیگر روایات میں ایسے الفاظ سے وتر کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، جو اس کے وجوب پر دال ہے۔

جمہور رحمہم اللہ کی دلیل

جمہور رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ تمام روایات میں فرض نمازوں کی تعداد پانچ بتائی گئی ہے، اگر وتر واجب ہیں تو نمازوں کی تعداد چھ ہونی چاہیے۔

جواب

احناف رحمہم اللہ کے ہاں فرض اور واجب میں تھوڑا سا فرق ہے، اس لیے وتر کو فرض میں شمار نہیں کیا جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وتر عشاء کی نماز کے تابع ہیں، اس لیے انہیں الگ طور پر فرض میں نہیں گنا جاتا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي رَكَعَاتِ الْوَتْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا فَضْلَ فِي الْوَتْرِ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید بنی سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وتروں میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔

وتر کی رکعات کی تعداد

مذہب

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاں وتر کی رکعات کم از کم ایک سے سات رکعات تک ہیں، عام طور پر تین رکعات دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے ہیں، جب کہ احناف رضی اللہ عنہم کے ہاں وتر کی تین رکعتیں ہیں، نہ اس سے کم اور نہ زیادہ اور ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھی جائیں گی۔

دلائل احناف رضی اللہ عنہم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ”کان یوتر بسبح اسم ربک الأعلى، وقل یا ایہا الکافرون، وقل هو اللہ الأحد۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”أن رسول اللہ اکان لا یسلم فی رکعتی الوتر۔“  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”فصلی بنا ثلاث رکعات، لم یسلم إلا فی آخرهن۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے: ”الوتر ثلاث کوتر النهار صلاة المغرب۔“

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی دلیل

مختلف روایات میں ”وتر برکعة“ اور ”وتر بسبع“ تک کے الفاظ ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر تین رکعتوں کے ساتھ خاص نہیں۔

جواب

روایات میں ایک سے لے کر تیرہ تک کا عدد مذکور ہے، ان سات سے زائد رکعات میں آپ حضرات یہ توجیہ کرتے ہیں کہ ان سے پوری نماز مراد ہے اور تہجد کی رکعات کا ذکر ہے۔ اسی طرح ہم بھی تین سے زائد رکعات والی روایات میں یہی توجیہ کریں گے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِتْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ



رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَوْتِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَأَوْسَطَهُ، وَآخِرَهُ، لَكِنِّي يَكُونُ  
وَاسِعًا عَلَى الْمُسْلِمِينَ، أَيْ: ذَلِكَ أَخَذُوا بِهِ كَمَا كَانَ صَوَابًا، غَيْرَ أَنَّهُ مَنْ طَمِعَ لِقِيَامِ اللَّيْلِ، فَلْيَجْعَلْ وَثْرَهُ  
فِي آخِرِ اللَّيْلِ، فَإِنَّ ذَلِكَ أَفْضَلُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ  
عَنْهُمَا، أَنَّهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ أَحْيَانًا أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَأَوْسَطَهُ، وَآخِرَهُ،  
لِيَكُونَ سَعَةً لِلْمُسْلِمِينَ.

ترجمہ:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع رات میں بھی وتر پڑھے،  
درمیان میں بھی اور آخر رات میں بھی، تاکہ مسلمانوں پر وسعت ہو جائے، یعنی وہ جس پر بھی عمل  
کریں وہ درست ہو۔ علاوہ ازیں جو رات کے قیام کی طمع رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وتر آخری پہر میں  
پڑھے، کیوں کہ یہ افضل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو رات کے شروع حصہ میں وتر پڑھتے اور کبھی درمیان اور کبھی آخر میں، تاکہ  
مسلمان پر وسعت ہو جائے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتِي الشَّهْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ  
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ إِمَامِ الظُّهْرِ وَإِمَامِ العَصْرِ، فَرَادَ أَوْ نَقَّصَ، فَلَمَّا فَرَغَ وَسَلَّمَ،  
فَقِيلَ: أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا أَمْ نَسِيتَ؟ قَالَ: إِنِّي أَنْسَى كَمَا تَنْسُونَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي، ثُمَّ حَوَّلَ  
وَجْهَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ، فَسَجَدَ سَجْدَتِي الشَّهْرِ، وَتَشَهَّدَ فِيهَا، ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی تو اس میں کمی یا زیادتی

ہوگئی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو عرض کیا گیا کہ کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آیا ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ فرمایا: میں بھی تمہاری طرح بھولتا ہوں، جب میں بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلادیا کرو، پھر قبلہ رو ہو کر دو سہو کے سجدے کیے اور تشہد پڑھا، پھر دائیں بائیں سلام پھیر دیا۔

## سجدہ سہو، سلام سے پہلے یا بعد میں؟

### مذہب

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سجدہ سہو سلام سے پہلے اور احناف کے ہاں سلام کے بعد ہے، جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اگر سجدہ سہو نماز میں کسی کمی کی وجہ سے ہو تو سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا جائے گا اور اگر کسی زیادتی کی وجہ سے ہو تو سلام کے بعد سجدہ سہو کیا جائے گا۔ اور امام احمد رحمہ اللہ اس بارے میں نصوص پر عمل کرتے ہیں کہ جہاں نص میں سلام سے پہلے کیا گیا وہاں سلام سے پہلے اور جہاں سلام کے بعد کیا گیا وہاں سلام کے بعد کیا جائے گا، اور جہاں پر نص نہ ہو وہاں قبل السلام ہوگا۔

### دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

ابوداؤد شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مروی ہے: ”لکل سہو سجدتان بعد ما

یسلم۔“

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایسے آدمی کے بارے میں فرمایا جو نماز میں بھول جاتا ہو، یاد نہ رہتا ہو کہ کیا پڑھا ہے تو وہ سلام کے بعد دو سجدے کیا کرے۔

حضرت ضمیرہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نماز میں بھول گئے، پھر آپ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

### ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ أن النبی صلی بہم، فسہا، فسجد سجدتین، ثم تشہد،

ثم سلم۔ (ترمذی)

جواب

یہ روایت بیان جواز پر محمول ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہماری پاس قولی و فعلی دونوں طرح کی روایات ہیں اور فعلی روایات پر قولی روایات راجح ہوتی ہیں، اس لیے احناف کا مذہب راجح ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي سَجْدَةِ التَّلَاوَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِيَاضِ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي ص.

ترجمہ:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ”سورہ ص“ میں سجدہ کیا۔

### سجدہ تلاوت کا حکم

مذہب

ائمہ ثلاثہ کے ہاں سجدہ تلاوت سنت ہے، جب کہ احناف کے ہاں سجدہ تلاوت واجب ہے۔

### دلائل احناف رحمہم

حضرات احناف رحمہم فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی جن آیات میں سجدہ واجب ہے، ان آیات کے مضمون تین طرح کے ہیں:

بعض آیات میں تو سجدہ کرنے کا حکم ہے اور مطلق امر و وجوب کے لیے آتا ہے۔

بعض آیات میں کفار کی طرف سے سجدہ کا انکار ہے تو کفار کی مخالفت میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

اور بعض آیات میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے تو انبیائے کرام علیہم

السلام کی اقتدا واجب ہے۔

### ائمہ ثلاثہ رحمہم کی دلیل

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم

کی تلاوت کی، مگر آپ علیہ السلام نے سجدہ نہیں فرمایا۔

جواب

یہ روایت اور اس کے علاوہ جن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ نہیں فرمایا، تو اس سے مراد ”سجدہ علی الفور“ ہے کہ فوراً سجدہ واجب نہیں ہوتا، بعد میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔

سجودِ تلاوت کی تعداد

مذہب

احناف و شوافع کے ہاں قرآن مجید میں سجودِ تلاوت کی تعداد چودہ ہے۔ ایک سجدہ کی تعیین میں اختلاف ہے، احناف سورہ حج میں ایک سجدہ مانتے ہیں جب کہ شافعی سورہ حج میں دو سجدے مانتے ہیں اور سورہ ص میں سجدہ تلاوت کے قائل نہیں۔

احناف رحمہ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”لیس فی الحج الا سجدۃ واحدة“۔

شوافع رحمہ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: سورۃ الحج کو فضیلت حاصل ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں؟ فرمایا: ہاں، جس نے اس سورت کے دونوں سجدے نہ کیے گویا اس نے اس کی تلاوت ہی نہیں کی۔

جواب

اس روایت میں ایک راوی ”ابن لہیعہ“ ہے، جو ضعیف ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنَعِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ لَمَّا قَدِمَ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُصَلِّي، فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ السَّلَامَ،

فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ سَخَطِ نِعْمَةِ اللَّهِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: سَلَّمْتُ عَلَيْكَ، فَلَمْ تَزِدْ عَلَيَّ، قَالَ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا، فَلَمْ تَزِدْ السَّلَامَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْ يَوْمِئِذٍ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ حبشہ سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ”اعوذ باللہ من سخط نعمة اللہ“ تو نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: یہ کس لیے؟ عرض کیا: میں نے سلام کیا اور آپ نے جواب نہیں دیا۔ فرمایا: یہ نماز ایک مشغولیت ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد ہم نے کسی کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

نماز میں باتیں کرنا

مذہب

احناف رحمہم اللہ کے ہاں دوران نماز کسی بھی قسم کا انسانی کلام نماز کو توڑ دیتا ہے، خواہ بھول کر ہو یا جان بوجھ کر، اصلاح کی نیت سے ہو یا کسی اور مقصد سے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں اگر نماز کی اصلاح کے لیے ہو تو اس سے نماز نہیں ٹوٹی۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں نسیاناً یا جہلاً عن الحکم قلیل کلام سے نماز نہیں ٹوٹی۔

احناف رحمہم اللہ کی دلیل

قرآن مجید میں ہے: ﴿وَقَوْمًا لَّهُ قَانِدِينَ﴾ قنوت بمعنی خاموشی۔ یعنی گفتگو سے خاموش ہو کر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کی دلیل

حضرت ذوالیحدین رضی اللہ عنہ کی روایت ائمہ ثلاثہ کے مذہب کی دلیل ہے کہ اس روایت میں ہے کہ حضرت ذوالیحدین نے نماز میں بات کی تھی اور پھر اسی نماز کو پورا کیا گیا تھا۔

## جواب

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے:

”كنا نكلم في الصلوة، يكلم الرجل صاحبه، وهو الى جنبه في الصلوة، حتى نزلت: ﴿وقوموا لله قانتين﴾۔ فأمرنا بالسكة، ونهينا عن الكلام“۔

چنانچہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ نماز میں کلام پہلے جائز تھا، پھر منسوخ ہو گیا۔ لہذا جو روایات کلام فی الصلوة کے جواز پر دال ہیں وہ ساری منسوخ ہیں۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقِ لِلنِّسَاءِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَّ فِي الصَّلَاةِ إِذَا نَابَهُمْ فِيهِ شَيْءٌ: التَّسْبِيْحَ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيْقَ لِلنِّسَاءِ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سنت قرار دیا ہے کہ جب انہیں کوئی بات نماز میں پیش آجائے تو مردوں کے لیے تسبیح ہے اور عورتوں کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارنا ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَمَا لَا يَقْطَعُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَمَّا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، فَقَالَتْ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، تَزْعُمُونَ أَنَّ الْحَمَارَ وَالْكَلْبَ وَالسِّنَّوْرَ يَقْطَعُونَ الصَّلَاةَ، فَرَنُثْمُونَ نَابَهُمْ، إِذْ رَأَوْا اسْتَطْفَأَتْ، كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَيَأْتِيهِ الْغَنَابَةُ إِلَى جَنْبِهِ، عَلَيْهِ ثَوْبٌ جَانِبُهُ عَلَيَّ.

ترجمہ:

حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، فرمایا: اے اہل عراق! تمہارا یہ خیال ہے کہ گدھا، کتا اور بلی سے نماز

ٹوٹ جاتی ہے اور ہمیں بھی ان کے ساتھ ملا دیا، بقدر استطاعت روکو، رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں ان کے پہلو سو رہی ہوتی، کپڑے کی ایک جانب مجھ پر ہوتی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا نَائِمَةٌ إِلَى جَنْبِهِ، وَجَانِبِ الثَّوْبِ وَقِيعَ عَلَيَّ۔  
ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں ان کے پہلو میں سو رہی ہوتی اور کپڑے کی ایک جانب مجھ پر ہوتی۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز کا حکم

مذہب

اصحاب ظاہر کے ہاں نمازی کے سامنے سے عورت، کتیا یا گدھا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے، جب کہ امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں صرف کالے کتے کے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے اور ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ کسی چیز کے سامنے سے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

دلائل ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”إن رسول الله ﷺ كان يصلي وهي بينه وبين القبلة على فراش أبله اعتراض الجنابة“۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لا يقطع الصلوة شيء“۔

امام احمد اور اصحاب ظواہر کی دلیل

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ”إذا صلى الرجل وليس بديه كآخرة الرجل

أو كواسطة الرجل قطع صلواته الكلب الأسود والمرأة والحصار“۔ (ترمذی)

جواب

اس روایت میں قطع صلوة سے مراد نماز کے خشوع و خضوع کو متاثر کرنا ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَطَبَ، فَقَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، لَا تَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا، وَاحْمَدُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوهُ، وَسَبِّحُوهُ حَتَّى يَنْجَلِيَ: أَيُّهُمَا انْكَسَفَ، ثُمَّ نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے اس دن سورج گرہن ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑا ہو کر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: بے شک سورج و چاند اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو، اللہ کی حمد کرو، تکبیر کہو اور سجدے کرو، یہاں تک کہ دونوں گرہن سے نکل جائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ اتر آئے اور دو رکعتیں نماز پڑھی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّاسُ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامًا طَوِيلًا حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهُ لَا يَزُكُّعُ، ثُمَّ رَكَعَ، فَكَانَ رُكُوعُهُ قَدْرَ قِيَامِهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَكَانَ قِيَامُهُ قَدْرَ رُكُوعِهِ، ثُمَّ سَجَدَ قَدْرَ قِيَامِهِ، ثُمَّ جَلَسَ، فَكَانَ جُلُوسُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَدْرَ سَجُودِهِ، ثُمَّ سَجَدَ قَدْرَ جُلُوسِهِ، ثُمَّ صَلَّى الرَّكَعَةَ الثَّانِيَةَ، فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ مِنْهَا، بَكَى، فَاشْتَدَّ بَكَاءُهُ، فَسَمِعْنَا، وَهُوَ يَقُولُ: أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تَعْدِبَهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ، ثُمَّ جَلَسَ، فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، يَخَوْفُ اللَّهُ بِهِمَا عِبَادَهُ لَا يَكْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أُذْبِثُ مِنَ الْجَنَّةِ حَتَّى لَوْ شِئْتُ أَنْ أَتَنَاوَلَ غُضُنًا مِنْ أَغْصَانِ شَجَرِهَا فَعَلْتُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أُذْبِثُ مِنَ النَّارِ حَتَّى



جَعَلْتُ أَتَقِي، وَلَقَدْ رَأَيْتُ سَارِقَ رَسُولِ اللَّهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: سَارِقُ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ بِالنَّارِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ فِيهَا عَبْدَ بْنَ دَعْدَعٍ سَارِقَ الْحَجَّاجِ بِمِخْجَنِهِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً أَدْمَاءَ حَمِيرِيَّةً، تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا، رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعَمْهَا، وَلَمْ تَدْعُهَا تَأْكُلْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ وَحَشَرَائِهَا.

وَفِي رِوَايَةٍ: نَخْوَةٌ، وَفِيهِ: لَقَدْ رَأَيْتُ عَبْدَ بْنَ دَعْدَعٍ سَارِقَ الْحَجَّاجِ بِمِخْجَنِهِ، فَكَانَ إِذَا خَفِيَ ذَهَبَ، وَإِذَا رَأَاهُ أَحَدٌ، قَالَ: إِنَّمَا تَعْلَقُ بِمِخْجِنِي.

وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ إِذَا خَفِيَ لَهُ شَيْءٌ ذَهَبَ بِهِ، وَإِذَا ظَهَرَ عَلَيْهِ، قَالَ: إِنَّمَا تَعْلَقُ بِمِخْجِنِي.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی وفات ہوئی اس دن سورج گرہن ہوا، لوگوں نے کہا: ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے لمبا قیام فرمایا، حتیٰ کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ رکوع نہیں کریں گے، پھر رکوع کیا، گویا ان کا رکوع ان کے قیام کے برابر تھا، پھر سر اٹھایا، گویا قومہ رکوع کے برابر تھا، پھر اپنے قیام کی بقدر سجدہ کیا، پھر جلسہ فرمایا، ان کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا ان کے سجدوں کے برابر تھا، پھر جلسے کی بقدر سجدہ فرمایا، پھر دوسری رکعت پڑھی، اسی طرح کیا، یہاں تک کہ جب اس رکعت کے سجدہ میں تھے تو بہت زیادہ روئے، ہم نے سنا کہ آپ کہہ رہے تھے: ”کیا آپ نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میرے ان کے درمیان ہوتے ہوئے آپ انہیں عذاب نہیں دیں گے؟“ پھر آپ بیٹھ گئے، تشہد پڑھا، پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا: بے شک سورج و چاند اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو، تحقیق مجھے جہنم کے قریب کیا گیا اتنا کہ میں خود کو بچانے لگا، میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کے چور کو دیکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر کے چور کو دیکھا کہ اسے آگ کا عذاب دیا جا رہا ہے۔ میں نے اس میں عبد بن دعدع کو اس کی لکڑی کے ساتھ دیکھا جو حاجیوں کا چور ہے۔ میں نے اس میں قبیلہ حمیر کی ایک سانولی عورت کو دیکھا، جس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے، اسے

باندھ لیا تھا، نہ کھلاتی تھی اور نہ چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھائے۔  
ایک روایت میں ہے کہ میں عبد بن دعدع کو دیکھا جو اپنی لکڑی کے ساتھ حاجیوں کی چوری کرتا تھا کہ  
جب چھپ جاتا تو چلا جاتا اور جب کوئی اسے دیکھ لیتا تو کہتا کہ میری لکڑی کے ساتھ بھنس گئی تھی۔

## کسوف اور صلوٰۃ الکسوف کی شرعی حیثیت

دو لفظ استعمال ہوتے ہیں، کسوف، خسوف۔ کسوف کے معنی ہیں تغیر و تبدل پھر عرف میں سورج گرہن  
کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ اور خسف کے معنی ہیں دھنسا، اب چاند گرہن کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

### مذہب

صلوٰۃ الکسوف کا حکم ائمہ ثلاثہ کے ہاں سنت ہے، جب کہ احناف رحمہم اللہ کے ہاں یہ واجب کا درجہ رکھتی  
ہے۔ پھر احناف کے ہاں عام نمازوں کی طرح اسے ادا کیا جائے گا، جب کہ ائمہ ثلاثہ ہر رکعت میں دو رکوع کرنے کا  
کہتے ہیں۔

### دلائل احناف رحمہم اللہ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کہ جب سورج گرہن ہو تو آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں  
پڑھائیں، جیسا کہ تم لوگ پڑھتے ہو۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”فصلی رکعتین وأربع  
سجداً“۔

اسی مضمون کی روایات حضرت سمرہ بن جندب، حضرت قبیسہ ہلالی، حضرت عبد اللہ بن عمرو اور حضرت  
نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

### ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کی دلیل

حضرت عائشہ، حضرت اسماء، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن العاص رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ  
آپ علیہ السلام نے اس نماز میں دو رکوع فرمائے۔

جواب

یہ رکوع نماز کا جز نہیں تھے، بلکہ سجدہ شکر کی طرح کے رکوع تھے اور اس کی ہیئت بھی نماز کے رکوع سے مختلف تھی۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَاصِحٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ كَمَا يَعْلَمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میں استخارہ اسی طرح سکھایا کرتے جیسا قرآن کی سورت سکھایا کرتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأَمْرِ كَمَا يَعْلَمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَمْرًا، فَلْيَتَوَضَّأْ، وَلْيَزَكِّهِ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، فَإِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَتَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ الْأَمْرُ خَيْرًا لِي فِي مَعِيشَتِي، وَخَيْرًا لِي فِي عَاقِبَةِ أَمْرِي، فَيَسِّرْهُ لِي وَيَبَارِكْ لِي فِيهِ.

وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَإِنْ كَانَ غَيْرُهُ فَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِينِي بِهِ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میں معاملات میں استخارہ کرنا اسی طرح سکھاتے جیسا کہ قرآن کی سورت سکھاتے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی معاملہ کا ارادہ کرے تو وہ وضو کر کے دو رکعتیں نفل پڑھے، پھر کہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، فَإِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَتَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ الْأَمْرُ خَيْرًا لِي

فِي مَعِيَشَتِي، وَخَيْرَ الْيَوْمِ فِي عَاقِبَةِ أَمْرِي، فَيَسِّرْهُ لِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ.  
 ایک روایت میں یوں ہے کہ: ”وَإِنْ كَانَ غَيْرَهُ فَأَقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِنِي بِهِ“

### بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضَّحَى

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَزْبِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَضَعَ لِأُمَّتِهِ، وَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهَا، ثُمَّ دَعَا بِثَوْبٍ وَاحِدٍ فَصَلَّى فِيهِ.  
 وَزَادَ فِي رِوَايَةِ: مَتَوَشِّحًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ لِأُمَّتِهِ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، قَالَ: فَأَتَى بِهِ فِي جَفْنَةٍ فِيهَا خُبْزُ الْعَجِينِ، فَاسْتَتَرَ بِثَوْبٍ فَأَغْتَسَلَ، ثُمَّ دَعَا بِثَوْبٍ فَتَوَشَّحَ بِهِ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ.  
 قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: وَهِيَ الضَّحَى.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنی ذرہ اتاری اور پانی منگوا کر اپنے اوپر ڈالا، پھر ایک کپڑا منگوا یا اور اس میں نماز پڑھی۔

ایک روایت میں ہے کہ ”کپڑے کو بغل کے نیچے سے نکال کر گدی پر ڈال کے گرہ لگائی“۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنی ذرہ اتاری، پھر پانی منگوا یا، جو ایک پیالے میں لایا گیا، جس میں گوندھا ہوا آنا لگا تھا، آپ نے کپڑے سے پردہ کر کے غسل کیا، پھر ایک کپڑا منگوا یا، اس سے توشیح کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں۔

ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔

فائدہ

چاشت کی نماز مستحب ہے اور شوافع کے ہاں اسے سنت میں شمار کیا گیا ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْإِعْتِكَافِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ شَهْرَ رَمَضَانَ قَامَ وَنَامَ، وَإِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ وَخَرَّ شَدَّ الْمِيزَرَ وَأَخْيَا اللَّيْلَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رمضان شروع ہوتا تو رات کو قیام بھی کرتے اور آرام بھی فرماتے اور جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو از اسخت باندھ لیتے اور راتوں کو جاگتے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي التَّهَجُّدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ زِيَادٍ، عَنِ الْمُغْبِيزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ عَامَةَ اللَّيْلِ حَتَّى تُوَزَّ مَتْ قَدَمَاهُ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: أَلَيْسَ قَدْ غَفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا اشْكُورًا.

ترجمہ:

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام راتوں میں اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں پر ورم آجاتا۔ تو صحابہ کرام نے عرض کیا: کیا آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف نہیں کر دیے گئے؟ تو فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟

أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ: أَنَّ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ كَانَتْ ثَلَاثَ عَشْرَ رَكْعَةً، مِنْهُنَّ ثَلَاثُ رَكْعَاتٍ الْوُتْبِ، وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ.

ترجمہ:

حضرت جعفر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعتیں تھی، جن میں سے تین وتر اور دو فجر کی سنتیں بھی ہیں۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي سُنَّةِ الْفَجْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ حُمْرَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا لَقِيَ ابْنَ عُمَرَ قَطُّ إِلَّا وَأَقْرَبَ النَّاسِ مَجْلِسًا حُمْرَانُ، فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: يَا حُمْرَانُ، أَلَا أَرَاكَ تَوَاطَبْنَا إِلَّا وَأَنْتَ تُرِيدُ لِنَفْسِكَ خَيْرًا؟ فَقَالَ: أَجَلُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أَمَّا ائْتَانِي، فَإِنِّي أَنْهَاكَ عَنْهُمَا، أَمَّا وَاحِدَهُ، فَإِنِّي أَمُرُكَ بِهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِهَا، قَالَ: مَا هِيَ تِلْكَ الْخِصَالُ الثَّلَاثَةُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَ: لَا تَمُوتَنَّ وَعَلَيْكَ دِينُ الْإِدْنِ تَدْعُ لَهُ وَفَاءٌ، وَلَا تَسْمَعَنَّ مِنْ تِلَاوَةِ آيَةٍ، فَإِنَّهُ يَسْمَعُ بِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا سَمِعْتَ بِهِ قِصَاصًا، وَلَا يَظْلِمُ رَبِّكَ أَحَدًا، وَأَمَّا الَّذِي أَمُرُكَ بِهِ كَمَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَزَكَّعَتَا الْفَجْرَ فَلَا تَدْعُهُمَا، فَإِنَّ فِيهِمَا الرَّغَائِبَ.

ترجمہ:

حضرت حمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نہیں ملا، مگر میں مجلس میں ان کے قریب بیٹھتا، ایک دن انہوں نے فرمایا: اے حمران! میں نہیں سمجھتا کہ تو اتنی پابندی کرتا ہے، مگر تو اپنے لیے خیر چاہتا ہے۔ تو اس نے کہا: جی ہاں، اے ابو عبد الرحمن! فرمایا: دو چیزوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں اور ایک چیز کا حکم دیتا ہوں، جس کا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے سنا، کہا: وہ تین خصالتیں کیا ہیں؟ اے ابو عبد الرحمن! فرمایا: تم اس حال میں نہ مرنا کہ تمہارے اوپر کسی کا قرض ہو، مگر دین کی بقدر مال چھوڑا ہو۔ ایک آیت بھی دکھلا دے کہ لیے نہ پڑھنا، اس لیے کہ قیامت کے روز تیری تشہیر کی جائے گی جیسا کہ تو نے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ باقی وہ جس کا میں تجھے حکم دے رہا ہوں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تو وہ فجر کی دو رکعتیں ہیں، تو ان کو مت چھوڑنا، اس لیے کہ ان میں رغبت کے اسباب ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ بْنِ عَمِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مَعَاهِدَةً مِنْهُ عَلَى زَكَّعَتِي الْفَجْرَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نوافل میں سے کسی نفل کی اس قدر پابندی نہ فرماتے جتنی کہ فجر کی دو رکعتوں کی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ شَهْرًا، فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتِي الْفَجْرِ: بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس چالیس دن یا مہینے اس پر غور کرتا رہا ہوں کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سنا کہ آپ فجر کی سنتوں میں ”قل هو الله أحد“ اور ”قل يا ايها الكافرون“ پڑھتے ہیں

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ، لَمْ يَبْرُحْ عَنْ مَكَانِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَبْيَضَّ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی جگہ بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر خوب روشن ہو جاتا۔

بَاب مَا جَاءَ فِي مَنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي الْمَسْجِدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْعِشَاءِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ عَدْلُنْ مِثْلَهُنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عشاء کے بعد مسجد سے باہر جانے سے پہلے چار رکعتیں پڑھی وہ ثواب میں لیلۃ القدر کے برابر ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى

أزْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ، لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ، يَقْرَأُ فِي الْأُولَى: بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَتَنْزِيلِ السَّجْدَةِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ: بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحَمِ الدُّخَانِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّلَاثَةِ: بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيَسٍ، وَفِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ: بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمَلِكُ، كَتَبَ لَهُ كَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، وَشَفَعَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ كُلِّهِمْ مِمَّنْ وَجِبَتْ لَهُ النَّارُ، وَأُجِيرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی عشاء کے بعد چار رکعتیں پڑھے، ان میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہ کرے، پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الم سجدہ پڑھے، دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور حم الدخان پڑھے، تیسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ یاسین پڑھے اور آخری رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الملک پڑھے تو اس کے لیے اتنا ثواب لکھا جائے گا جتنا اس شخص کے لیے جولیتہ القدر میں قیام کرے اور اس کے تمام گھروالوں کے حق میں جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی، اس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور اسے جہنم کے عذاب سے بچا لیا جائے گا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُصَلِّي بَعْدَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ، وَلَا تَجْعَلُوا هَاقِبُورًا.



ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھا کرو اور انہیں قبریں نہ بناؤ۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي سُنَّةِ الرَّكَعَتَيْنِ فِي الْكَعْبَةِ

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَأَلْتُ بِلَالَ، أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ؟ وَكَمْ صَلَّى؟ قَالَ: صَلَّى رَكَعَتَيْنِ مِمَّا يَلِي الْعَمُودَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابِ الْكَعْبَةِ، وَالْبَيْتِ إِذْ ذَاكَ عَلَى سِتَّةِ أَعْمَدَةٍ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ میں کتنی رکعتیں پڑھی تھیں اور کہاں پڑھی تھیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ دو رکعتیں پڑھی تھیں، ان دو ستونوں کے پاس جو ملے ہوئے ہیں اور دروازے کے قریب ہیں اور بیت اللہ کے اس وقت چھ ستون تھے۔

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنِ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ يَوْمَ دَخَلَهَا، فَقَالَ: صَلَّى فِي الْكَعْبَةِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَقَالَ لَهُ: أَرَأَيْتَ الْمَكَانَ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، فَقَالَ: فَبَعَثَ مَعَهُ ابْنَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ تَحْتَ الْأُسْطُوَانَةِ بِحِجَالِ الْجِدْعَةِ. وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، قُلْتُ لَهُ: أَرَأَيْتَ الْمَكَانَ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، فَبَعَثَ مَعَهُ ابْنَهُ، فَأَرَانِي الْأُسْطُوَانَةَ الْوُسْطَى تَحْتَ الْجِدْعَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے کسی نے کعبہ میں نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا جس دن وہ داخل ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا: کعبہ میں چار رکعتیں پڑھی تھیں، اس نے کہا: مجھے وہ جگہ دکھائیں جہاں نماز پڑھی تھی؟ راوی کہتے ہیں: اس کے ساتھ اپنے بیٹے کو بھیجا، پھر وہ گئے کھجور کے تنے کے مقابل میں، درمیان والے ستون کے نیچے۔

ایک روایت میں ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے کعبہ میں چار رکعتیں پڑھی

تھیں، میں نے کہا: مجھے وہ جگہ دکھائیں جہاں نماز پڑھی تھی؟ راوی کہتے ہیں: میرے ساتھ اپنے بیٹے کو بھیجا، اس نے مجھے کھجور کے تنے کے نیچے درمیان والا ستون دکھایا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثٌ مِنَ الْوَالِدِ، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى الْجَنَّةَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوِ الثَّانِي؟ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوِ الثَّانِي.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کے تین بیٹے مرجائیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اگر دو ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو ہوں تب بھی یہی حکم ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّكَ لَتَرَى السَّقَطَ مُخْبِئًا، يُقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ: لَا، حَتَّى يَدْخُلَ أَبُو آيٍ.

ترجمہ:

ایک شامی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک تو دیکھے گا پیٹ میں مرنے والے بچے کو ہٹکا ہٹکا، اسے کہا جائے گا: جنت میں چلے جاؤ، وہ کہے گا نہیں، یہاں تک کہ میرے ماں باپ جنت میں داخل ہو جائیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّمَشْقِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التُّشَيْرِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَاتَ الْعَبْدُ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ مِنْهُ شَرًّا، وَيَقُولُ النَّاسُ فِي حَقِّهِ خَيْرًا، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ: قَدْ قَبِلْتُ شَهَادَةَ عِبَادِي عَلَيَّ عَبْدِي، وَغَفَرْتُ عِلْمِي.

ترجمہ:

حضرت عامر بنی شیبہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی بندہ مرتا ہے، اللہ اس کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ بُرا ہے، لوگ اس کے بارے میں اچھی باتیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندوں کی گواہی اپنے اس بندے کے حق میں قبول کر لی اور میں نے اپنے علم کے باوجود معاف کر دیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ لَهُ، فَهُوَ مَغْفُورٌ لَهُ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ اس کو بخش دیں گے تو وہ بخش دیا گیا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ عَبْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: مِنَ السَّنَةِ أَنْ تُحْمَلَ بِجَوَابِ السَّرِيرِ، فَمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ، فَهُوَ نَافِلَةٌ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود بنی شیبہؓ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ میت کو چار پائی کے کونے سے ایک مرتبہ اٹھایا جائے، جو اس پر زیادتی کرے وہ اس کے لیے نفل ہوگا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةِ الْوَادِعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي جَنَازَةٍ، فَرَأَى امْرَأَةً فَأَمَرَ بِهَا، فَطَرِدَتْ، فَلَمْ يَكْبُرْ حَتَّى لَمْ يَرَهَا.

ترجمہ:

حضرت عطیہ بن وداعی بنی شیبہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک ہوئے تو وہاں ایک عورت کو دیکھا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے واپس بھیج دیا گیا، اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جب تک وہ نظر سے اوجھل نہیں ہوگئی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنِ إِزَاهِيمَ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمَعَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُمْ عَنِ التَّكْبِيرِ، قَالَ لَهُمْ: انظُرُوا آخِرَ جَنَازَةٍ كَبَّرَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدُوا هُذُوقًا كَبَّرَ أَرْبَعًا حَتَّى قُبِضَ، قَالَ عُمَرُ: فَكَبِّرُوا أَرْبَعًا.

ترجمہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کو جمع کیا اور ان سے جنازہ میں تکبیر کی تعداد کے بارے میں پوچھا، انہیں فرمایا: آخری جنازہ دیکھو کہ اس پر نبی اکرم ﷺ نے کتنی تکبیریں کہی تھی؟ تو انہیں پتہ چلا کہ وفات تک چار تکبیریں کہی ہیں، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم چار تکبیریں کہا کرو۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْمَيِّتِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنثَانَا.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب میت پر جنازہ پڑھتے تو یہ دعا پڑھتے: ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنثَانَا“۔ (ترجمہ) اے اللہ! بخش دے ہمارے زندوں کو، ہمارے مردوں کو، موجود کو، غیر موجود کو، چھوٹوں کو بڑوں کو مردوں کو اور عورتوں کو۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيدَةَ، عَنْ أَبِي بَرِيدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَلْحَدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ، وَنُصِبَ عَلَيْهِ اللَّبَنُ نَضْبًا.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر لحد والی بنائی گئی اور آپ کو قبلہ کی طرف سے لیا گیا اور اینٹ اوپر نصب کی گئی۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي السُّؤَالِ فِي الْقَبْرِ

أَبُو حَبِيبَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عِبَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَضِعَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ الْمَلَكُ، فَأَجْلَسَهُ، فَقَالَ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَقَالَ: اللَّهُ، قَالَ: وَمَنْ نَبِيُّكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قَالَ: وَمَا دِينُكَ؟ قَالَ: الْإِسْلَامُ، قَالَ: فَيُفْسَخُ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، فَإِذَا كَانَ كَأَنَّهُ أَجْلَسَهُ الْمَلَكُ، فَقَالَ: مَنْ رَبُّكَ؟ قَالَ: هَاهُ لَا أَدْرِي، كَأَلْمُضِلِّ شَيْئًا، فَيَقُولُ: مَنْ نَبِيُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهُ لَا أَدْرِي، كَأَلْمُضِلِّ شَيْئًا، فَيَقَالَ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهُ لَا أَدْرِي، كَأَلْمُضِلِّ شَيْئًا، فَيَضَيِّقُ عَلَيْهِ قَبْرَهُ، وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً يَسْمَعُهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: الْحَجْنَ وَالْإِنْسَ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿يُعَذِّبُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ﴾.

ترجمہ:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤمن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے، اسے بٹھا کر پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: اللہ۔ وہ پوچھتا ہے: تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے: محمد۔ وہ پوچھتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: اسلام۔ راوی کہتے ہیں: پھر اس کے لیے قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور وہ اپنی جنت میں مقام دیکھ لیتا ہے۔ جب وہ کافر ہو تو فرشتہ اسے بٹھا کر پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: ہاہ! مجھے معلوم نہیں۔ جیسے چیز گم کیا ہوا آدمی کہتا ہے۔ پھر وہ پوچھتا ہے: تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہاہ! مجھے معلوم نہیں۔ جیسے چیز گم کیا ہوا آدمی کہتا ہے، پھر وہ پوچھتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے: ہاہ، مجھے معلوم نہیں۔ چیز گم کیے ہوئے آدمی کی طرح۔ پھر اس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے اور اسے جہنم میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔ پھر اسے مارا جاتا ہے، جس کی آواز جنوں و انسانوں کے علاوہ سب سنتے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يُعَذِّبُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ﴾

يَشَاءُ﴾۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھتا ہے ایمان والوں کو مضبوط قول کے ذریعے سے دنیا اور آخرت زندگی میں اور اللہ گمراہ کرتا ہے ظالموں کو اور کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْقَبْرِ ثَلَاثَ: سَوَالٍ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَدَرَجَاتٍ فِي الْجَنَّةِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عِنْدَ رَأْسِكِ.  
ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قبر میں تین چیزیں ہوں گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بارے میں سوال، جنت میں درجات اور تیرے سر کے پاس قرآن کا پڑھنا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَأَتَى قَبْرَ أُمِّهِ، فَجَاءَهُ وَهُوَ يَبْكِي أَشَدَّ الْبُكَاءِ، حَتَّى كَادَتْ نَفْسُهُ تَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا يَبْكِيكَ؟ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّ مُحَمَّدٍ، فَأُذِنَ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي الشَّفَاعَةِ فَأَبَى عَلَيَّ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ، فَأُذِنَ لَهُ، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى انْتَهَوْا إِلَى قَرِيبٍ مِنَ الْقَبْرِ، فَمَكَثَ الْمُسْلِمُونَ، وَمَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ اشْتَدَّ بُكَاءُ وَهُوَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَا يَسْكُنُ، فَأَقْبَلَ، وَهُوَ يَبْكِي، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا أَبْكََاكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي؟ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّي، فَأُذِنَ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي الشَّفَاعَةِ، فَأَبَى، فَبَكَيتُ رَحْمَةً لَهَا، وَبَكَى الْمُسْلِمُونَ رَحْمَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے، تو آپ اپنی والدہ کی قبر کے پاس آئے، پھر واپس آئے اس حال میں کہ بہت زیادہ رورہے تھے، قریب تھا کہ روح آپ کے جسم اطہر سے نکل جائے، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا چیز آپ کو رولاتی ہے؟ فرمایا: میں نے اپنے رب سے محمد کی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی، وہ مجھے مل گئی، پھر میں نے شفاعت کی اجازت مانگی تو اس کا انکار کر دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی، تو اس کی اجازت مل گئی، آپ چلے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ قبر کے قریب پہنچ گئے، مسلمان وہاں ٹھہرے، نبی اکرم ﷺ وہاں بہت دیر تک ٹھہرے رہے، پھر بہت سخت روئے، حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ خاموش نہیں ہوں گے، پھر روتے ہوئے تشریف لائے تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے بنی! آپ کو کس چیز نے رولایا ہے؟ فرمایا: میں نے اپنے رب سے والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی، وہ مجھے مل گئی اور میں نے شفاعت کی اجازت مانگی تو اس کا انکار کر دیا گیا۔ مجھے ان پر شفقت کی وجہ سے رونا آ گیا اور مسلمان نبی اکرم ﷺ پر شفقت کرتے ہوئے رو پڑے۔

### آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں اقوال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں تین اقوال ہیں

۱۔ متقدمین کا قول: مسلمان نہیں تھے۔ دلیل مذکورہ حدیث ہے

۲۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس پر توقف کیا جائے گا۔ کیوں کہ اولہ متعارض ہیں۔

۳۔ متاخرین حضرات فرماتے ہیں کہ مسلمان تھے دلائل: ۱۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدین پر شفقت کرنے کی وجہ سے اللہ پاک نے ان کو دوبارہ زندہ فرمایا تھا اور انہوں نے ایمان

لایا پھر وفات ہوئی۔ ۲ دلیل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین فطرت کے زمانے میں تھے اور فطرت کے زمانے میں

کامیابی کا مدار اس چیز پر ہے کہ شرک نہ کرتا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مشرک نہیں تھے۔ ۳ دلیل: آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین دین ابراہیمی کے پیروکار تھے۔

### قول راجح

تیسرا قول راجح ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی کافر سے نور نبوت پیدا نہیں فرماتے، اور جہاں تک بات

ہے ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کی تو اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے والد نہیں تھے

## بَاب مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالسَّلَامِ عَلَى أَهْلِهَا

أَبُو حَبِيبَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، وَحَمَّادٍ، أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْقُبُورِ أَنْ تَزُورُوهَا، فَزُورُوهَا، وَلَا تَقُولُوا: هَجْرًا.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو، لیکن جاہلیت کی باتیں مت کرنا۔

أَبُو حَبِيبَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْمَقَابِرِ، قَالَ: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلكُمْ الْعَافِيَةَ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب قبرستان کی طرف جاتے تو یوں فرماتے: ”السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلكُمْ الْعَافِيَةَ“۔ (ترجمہ) اے مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی تمہیں ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے لیے اور آپ کے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

## كِتَابُ الزَّكَاةِ

### زکوٰۃ کے لغوی و اصطلاحی معنی

زکوٰۃ کے معنی طہارت، پاکیزگی اور اضافہ کے آتے ہیں، وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بقیہ مال میں اضافہ ہوتا ہے اور طہارت و پاکیزگی آ جاتی ہے۔ اصطلاح میں زکوٰۃ کہتے ہیں: ”کسی مستحق کو مال کے ایک حصہ کا حکم خداوندی کی تعمیل کی نیت سے مکمل طور پر مالک بنانا، (بشرطیکہ وہ ہاشمی اور اس کا آزاد کردہ نہ ہو) جو مال نصاب تک پہنچ گیا ہو اور اس پر سال گزر گیا ہو“۔



## اہمیتِ زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے، جو رمضان کے فرض ہونے سے قبل ۲ھ میں فرض ہوئی، جس کا ثبوت قرآن و سنت اور اجماع تینوں سے ہے، ارشاد باری ہے ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾، ارشاد نبوی ﷺ ہے: ”بنی الإسلام علی خمس: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله، وإقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، وصوم رمضان، وحج البيت“۔ (ترمذی) اور اس پر اجماع بھی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شریعت میں فرضیتِ زکوٰۃ ایک امر قطعی ہے، جس کا منکر کافر ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الرِّكَازِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرِّكَازُ مَا رَكَّزَهُ اللهُ تَعَالَى فِي الْمَعَادِنِ الَّتِي تَنْبُثُ فِي الْأَرْضِ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رکا ز وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کان میں گاڑا ہے جو زمین میں پیدا ہوتی ہے۔

معدن، رکا ز میں داخل ہے یا نہیں؟

رکا ز کہتے ہیں وہ خزانہ جو زمین میں دفن کیا گیا ہو۔ اور معدن کے معنی ہیں: زمین میں خلقی طور پر چھپا ہوا خزانہ، مختلف دھاتوں کی کانیں وغیرہ۔

مذہب

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ رکا ز میں خمس واجب ہے، اختلاف اس بات میں ہے کہ معدن پر خمس ہے یا نہیں؟ احناف رحمہم اللہ کے ہاں رکا ز کا اطلاق معدن پر بھی ہوتا ہے، اس لیے اس میں خمس واجب ہے، جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، اس لیے اس میں خمس نہیں ہے۔

## احناف جو اللہ علیہم کی دلیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”فِي الرِّكَازِ الْخَمْسُ، قِيلَ: وَمَا الرِّكَازُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ”الذَّهَبُ الَّذِي خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي

الْأَرْضِ يَوْمَ خَلَقَتْ“۔ (عمدة القاری)

## امام شافعی رضی اللہ علیہ کی دلیل

حدیث میں ہے ”المعدن جبار“ جس کا مطلب ہے کہ معدن پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور معدن ورکاز کو الگ الگ ذکر کیا گیا ہے، اس لیے یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، وگرنہ ان کو الگ الگ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

## جواب

اس حدیث مبارکہ میں ”المعدن جبار“ کا وہ مطلب نہیں جو آپ حضرات نے لیا ہے، بلکہ یہاں معدن سے مراد معدن میں گر کر مر جانے والا آدمی ہے کہ اس کا خون ہدر ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي كُلِّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ

مَعْرُوفٍ فَعَلْتَهُ إِلَى غَنِيٍّ وَفَقِيرٍ صَدَقَةٌ۔

## ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نیکی جو تو امیر و غریب کے ساتھ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي كَوْنِ الصَّدَقَةِ هَدِيَّةً لِلْغَيْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: نَصَدَّقَ

عَلَى بَرِيْرَةَ بَلْخَمٍ، فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ کو گوشت صدقہ کیا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: وہ اس کے لیے تو صدقہ ہے، ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے فقہ کا ایک ضابطہ مستنبط کیا گیا ہے کہ ”تبدل ملک، تبدل عین کا فائدہ دیتا ہے“۔

## کِتَابُ الصَّوْمِ

صوم کے لغوی و اصطلاحی معنی

صوم کے لغوی معنی ہیں: ”امساک“ یعنی رکنا، اس کے اصطلاحی معنی ہیں ”صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک تین چیزوں (کھانا، پینا، جماع) سے روزہ کی نیت سے رک جانا“۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي صَالِحِ الزِّيَّاتِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ، فَهُوَ لِي، وَأَنَا أُجْزِي بِهِ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے، سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور اس کا بدلہ میں خود دوں گا۔

قولہ: فَهُوَ لِي كَمَا مَطْلَب؟

عبادات تو تمام اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ روزہ کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی؟

محدثین کرامؒ نے اس کی کئی توجیہات بیان فرمائی ہیں ان میں سے چند درجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ”الصوم أحب العبادات الي والمقدم عندي“۔

۲۔ ”الصوم لى“ میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت تعظیم کے لیے ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے ”بیت اللہ“ حالاں کہ تمام گھر اللہ ہی کے ہیں۔

۳۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریاء کا دخل نہیں جب کہ دیگر عبادات ظاہرہ میں ریاء کا خطرہ ہے۔ اس لیے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی ہے۔

قوله: وَأَنَا أَجْزِي بِهِ كَمَا مَطْلَبُ يَهْ هُوَ سَكْتَا هِ كَه رُوْزَه كَا بَدَلَه فَرَشْتُوْ كُو دَا سَطَه بِنَا ئَه بَغِيْر هَمْ خُوْد عِطَاء كَرِيْ كَه، جَب كَه بَاتِي تَمَام عِبَادَات كَا بَدَلَه عِطَاء كَرْنَه مِيْن فَرَشْتُوْ كُو دَا سَطَه هُوْ كَا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ جَاعَ يَوْمًا، فَاجْتَنَبَ الْمَحَارِمَ، وَلَمْ يَأْكُلْ مَالَ الْمُسْلِمِينَ بَاطِلًا، إِلَّا أَطْعَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ لِمَارِ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مؤمن آدمی ایک دن بھوکا رہا، حرام چیزوں سے پرہیز کیا اور مسلمانوں کا مال ناحق طریقے سے نہیں کھایا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائیں گے۔

قوله: ”مؤمن جاع یوما“ سے مراد روزہ دار ہے، دوسرا احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی ویسے ہی بھوکا رہا اور حرام کاموں سے بچتا رہا تو یہ بھی مراد ہو سکتا ہے

### بَاب مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَمِيرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ: مَرَّ قَوْمًا، فَلْيَصُومُوا هَذَا الْيَوْمَ، قَالَ: إِنَّهُمْ طَعَمُوا، قَالَ: قَالَ: وَإِنْ كَانَ قَدْ طَعَمُوا۔

ترجمہ:

حضرت حمید بن عبد الرحمن حمیرنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے اپنے ایک صحابی کو عاشوراء کے روز ارشاد فرمایا: اپنی قوم کے لوگوں سے کہو کہ اس دن روزہ رکھیں، اس نے عرض کیا: وہ تو کھانا کھا چکے ہیں، فرمایا: اگرچہ وہ کھانا کھا چکے ہیں۔

### صوم عاشوراء کا حکم

رمضان المبارک کے روزوں سے پہلے عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا، البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ رمضان سے پہلے یہ روزہ فرض تھا یا مستحب؟

احناف رحمہ اللہ کے ہاں رمضان سے پہلے یہ روزہ فرض تھا، رمضان کی وجہ سے اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں رمضان سے پہلے سنت تھا، پھر مستحب رہ گیا۔ اب بالاجماع یہ مستحب ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوَاتِكِيِّ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أُنْبِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَزْنَبٍ، فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ، فَأَكَلُوا، وَقَالَ لِلَّذِي جَاءَ بِهَا: مَا لَكَ لَا تَأْكُلُ مِنْهَا؟ قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: وَمَا صَوْمُكَ؟ قَالَ: تَطَوُّعٌ، قَالَ: فَهَلَا الْبَيْضُ؟

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خرگوش لایا گیا تو آپ نے اپنے صحابہ کو کھانے کا حکم دیا، اور جو آدمی لایا تھا، اس سے پوچھا: تجھے کیا ہے تو کیوں نہیں کھاتا؟ اس نے عرض کیا میں روزہ دار ہوں، آپ نے پوچھا: کون سا روزہ؟ عرض کیا: نفلی، فرمایا: ایام بیض کے روزے کیوں نہیں رکھتے؟

### فائدہ (ایام بیض)

ایام بیض سے مراد ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان تاریخوں میں چاند مکمل و روشن ہوتا ہے، اس لیے ان ایام کو ایام بیض کہا جاتا ہے۔ گویا اس کی روشنی کو سفیدی کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ بِاللَّيْلِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: إِنَّ بِلَالَ يَنَادِي بَلِيلَ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ يُؤَدِّنُ، وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلَاةُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بلال رات کو اذان دے دیتے ہیں تو کھاتے پیتے رہو، یہاں کہ ابن ام مکتوم اذان دیں، کیوں کہ وہ اذان دیتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

وقت سے پہلے فجر کی اذان

مذہب

امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے ہاں فجر کی اذان وقت سے پہلے دینا جائز نہیں، جب کہ امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاں وقت سے پہلے بھی فجر کی اذان دی جاسکتی ہے۔

ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہم کے دلائل

۱۔ حدیث باب، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِنَّ بِلَالَ يَنَادِي بَلِيلَ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ يُؤَدِّنُ، وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلَاةُ“۔ یہی روایت مسلم اور ترمذی میں بھی ہے۔

۲۔ عن سمرة بن جندب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”لا يمنعكم من سحوركم أذان بلال؛ ولا الفجر المستطيل، ولكن الفجر المستطير في الأفق...“۔ (أخرجه مسلم)

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ بلال نے رات میں اذان دی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعادہ کا حکم نہیں دیا۔

جواب

۱۔ وجہ یہ ہے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان فجر کے وقت کے لیے ہوتی، بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کافی نہ تھی۔

۲۔ کتب احادیث میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملتی کہ جس میں صرف اذان باللیل پر اکتفا کا ذکر ہو۔ اس لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے رات کے وقت اذان دینے والی روایت سے استدلال درست نہیں۔

## دلائل احناف رحمہ اللہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال له: لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر، هكذا ومد يديه عرضاً“۔ (أبو داود، باب في الأذان قبل دخول الوقت)  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”ما كانوا يؤذنون حتى ينفجر الفجر“۔  
 (مصنف ابن ابی شیبہ، باب من كره أن يؤذن قبل الفجر)  
 عقلی دلیل یہ ہے کہ اذان دینے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو آگاہ کیا جائے کہ نماز کا وقت شروع ہو گیا ہے، اُردت سے پہلے اذان دینا سنی جا رہا تھا اور دیا جائے تو یہ مستند ہے۔

## باب مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ بِالْحِجَامَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي السَّوَّارِ وَيُقَالُ: أَبُو السَّوَّارِ، وَهُوَ السَّلْمِيُّ، عَنْ ابْنِ حَاضِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ بِالْقَاحَةِ، وَهُوَ صَائِمٌ.  
 وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: اخْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ، وَهُوَ مُخْرِمٌ صَائِمٌ.  
 وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحِجَامَ أَجْرَهُ، وَلَوْ كَانَ حَنِيفًا مَا أَعْطَاهُ.  
 ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قاحہ کے مقام پر چھپنے لگوائے، اس حال میں کہ آپ روزے سے تھے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے قاحہ کے مقام پر چھپنے لگوائے در اس حال یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں روزے سے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے چھپنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت بھی دی، اگر اجرت حرام ہوتی تو آپ اسے نہ دیتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعْدَ مَا قَالَ: أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ یہ ارشاد فرمانے کے بعد کچھ لگوائے ”الْفَطْرُ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ“ کہ کچھ لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا ہے۔

حجامہ سے روزہ کا حکم

مذہب

امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں حجامہ مفسدِ صوم ہے، جب کہ ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاں حجامہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور یہ عمل مکروہ بھی نہیں۔

امام احمد کی دلیل

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”الْفَطْرُ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ“۔ (ترمذی)

دلائل جمہور رضی اللہ عنہم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختلف طرق سے یہ روایت مروی ہے ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ بِالْقَاحِةِ، وَهُوَ صَائِمٌ“۔ جو اس باب کی پہلی روایت ہے اور اسی مضمون کی روایات بخاری و ترمذی شریف میں بھی منقول ہیں۔

باقی جس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ”كَادَ أَنْ يَفْطُرَ“ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حجامہ سے روزہ افطار کے قریب ہو جاتا ہے، حجام کے حلق میں خون جانے کا اندیشہ ہے اور مجوم میں حجامہ کی وجہ سے کمزوری آسکتی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا روایت سے منسوخ ہیں۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَضْبَاحِ جُنْبًا فِي الصَّوْمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ يُصْبِحُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْبًا مِنْ غَيْرِ اخْتِلَامٍ، ثُمَّ يَتِمُّ صَوْمَهُ.



ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بغیر احتلام کے جنبی ہونے کی حالت میں صبح صادق کرتے اور پھر اپنا روزہ مکمل فرماتے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي قُبْلَةِ الصَّائِمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلَى الْفَجْرِ، وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، وَيَطْلُ صَائِمًا. وَيَأْتِنَادُو: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ نِسَاءً فِي رَمَضَانَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے نکلتے اس حال میں کہ آپ کے سر مبارک سے غسل جنابت و جماع کا پانی ٹپک رہا ہوتا، پھر آپ روزے سے رہتے۔ ایک روایت میں ہے کہ رمضان میں اپنی ازواج کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ غَامِرِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِيبُ مِنْ وَجْهِهَا، وَهُوَ صَائِمٌ، يَعْنِي: الْقُبْلَةَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے چہرے کا بوسہ لیا کرتے، اس حال میں کہ وہ روزے سے ہوتے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي رُحْصَةِ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ حَبِيبِ الصَّنِيرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَلْتَيْنِ خَلْتًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَصَامَ حَتَّى أَتَى

قَدِيدَهُ، فَشَكَا النَّاسُ إِلَيْهِ الْجَهْدَ، فَأَفْطَرَ، فَلَمْ يَزَلْ يَفْطِرُ حَتَّى أَتَى مَكَّةَ.

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ، يُرِيدُ مَكَّةَ، فَصَامَ وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَعْضِ الطَّرِيقِ، فَشَكَا النَّاسُ إِلَيْهِ الْجَهْدَ، فَأَفْطَرَ، فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتَّى أَتَى مَكَّةَ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ، يُرِيدُ مَكَّةَ، فَصَامَ وَصَامَ الْمُسْلِمُونَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْضُ الطَّرِيقِ شَكَا بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ الْجَهْدَ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَفْطَرَ وَأَفْطَرَ الْمُسْلِمُونَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی دو راتیں گزارنے کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں بھی روزہ رکھا لیکن جب مقام قدید میں پہنچے تو کچھ لوگوں نے مشقت کی شکایت کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ چھوڑ دیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے تک مستقل افطار فرماتے رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سفر فرمایا مکہ مکرمہ کے ارادے سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ رکھا۔

اس روایت کا ترجمہ بھی یہی ہے البتہ اس کے آخر میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اسے پی لیا یوں روزہ توڑ دیا اور مسلمانوں نے بھی اپنا روزہ توڑ دیا۔

## سفر میں روزہ چھوڑنے کا حکم

### مذہب

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ سفر کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے، اور امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ کے ہاں اگر شدید مشقت کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ رکھ لینا بہتر ہے، جب کہ امام احمد رحمہم اللہ کے ہاں سفر کے لیے افطار بہتر ہے، خواہ مشقت ہو یا آسانی۔

لیکن اگر کسی نے روزہ رکھ لیا تو احناف رحمہم اللہ کے ہاں بغیر عذر کے افطار کرنا جائز نہیں، جب کہ امام شافعی رحمہم اللہ کے ہاں افطار جائز ہے۔

## والائل ائمہ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم

۱۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: ”کنا نساغر مع رسول اللہ ﷺ، فمننا الصائم، ومننا المفطر“۔ (ترمذی)

۲۔ حضرت حمزہ بن عمر واسلمی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”ان شئت فصم، وان شئت فافطر“۔ (ترمذی)

امام احمد رضی اللہ عنہ کی دلیل

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”لیس من البر الصوم فی السفر“۔ (بخاری)

جواب

یہ روایت مشقت کی صورت پر محمول ہے کہ جب سفر میں روزہ رکھنے کی صورت میں سخت مشقت پیش آئے اور آدمی کے لیے برداشت کرنا ممکن نہ رہے تو ایسے شخص کے لیے فرمایا کہ اس کا سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ

## عَنْ صَوْمِ الصَّوْمِ وَعَنْ صَوْمِ الْوِصَالِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صَوْمِ الْوِصَالِ، وَصَوْمِ الصَّوْمِ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صوم وصال اور خاموشی کے روزے سے منع فرمایا۔

صوم وصال

صوم وصال کا مطلب ہے کہ دن بھر روزہ رکھنا اور رات کو بغیر کچھ کھائے اگلے دن پھر روزہ رکھ لینا۔ جمہور کے ہاں یہ روزہ ناجائز و مکروہ ہے۔

## صومِ صمت

صومِ صمت کہ دن بھر خاموش رہنے کی نیت کرنا۔ یہ نصاریٰ کا شعار ہے، نصاریٰ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ التَّشْرِيقِ.

## بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ

وَبِهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ الْيَوْمِ الَّذِي يَشْكُ فِيهِ مِنْ رَمَضَانَ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق کے تین دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا جس دن میں رمضان ہونے کے بارے میں شک ہو۔

## یوم الشک کا روزہ

یوم الشک سے مراد ”شعبان کی تیس“ تاریخ ہے۔ اگر کسی کو شک ہو گیا کہ شاید آج رمضان کی پہلی تاریخ ہو، تو ایسے شخص کے لیے روزہ رکھنا بالاتفاق مکروہ ہے۔ البتہ احناف کے ہاں عوام الناس کے لیے تو مکروہ ہے لیکن خواص کے لیے جائز ہے۔ اور اگر کسی شخص کی عادت ہے کہ وہ مثلاً ہر جمعرات کو روزہ رکھتا ہے اور اسی دن رمضان کا روزہ ہونے میں شک ہو گیا تو اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْإِيفَاءِ بِنَذْرِهِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ الْخَطَّابِ: نَذَرْتُ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا أَسْلَمْتُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:

أَوْفِ بِنَذْرِكَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی کہ میں مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا، جب میں اسلام لایا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کرو۔

## كِتَابُ الْحَجِّ

حج کے لغوی و اصطلاحی معنی

لغوی معنی ”القصود“ ارادہ کرنا۔ اصطلاح شریعت میں ”مخصوص زمانہ میں، مخصوص افعال کے ساتھ، مخصوص جگہ کا ارادہ کرنا۔ جمہور کے قول کے مطابق حج کی فرضیت ۶ھ میں ہوئی۔

اختلاف ائمہ پھر اس بارے میں اختلاف ہے کہ حج فرض ہونے کے بعد فی الفور ادا کرنا ضروری ہے یا تاخیر کی گنجائش ہے؟ احناف میں شیخین اور امام مالک رحمہ اللہ علیہم کے ہاں حج علی الفور فرض ہے، جب کہ امام شافعی و امام محمد رحمہما اللہ کے ہاں اس کی فرضیت علی التراخی ہے۔ ثمرہ اختلاف یوں ظاہر ہوگا کہ ایک آدمی حج فرض ہونے کے بعد تاخیر کرتا رہا اور موت سے پہلے اس نے حج کر لیا تو امام شافعی و محمد رحمہما اللہ علیہم کے ہاں یہ گناہگار نہیں ہوگا، جب کہ دیگر ائمہ کرام کے ہاں یہ شخص فرض میں تاخیر کرنے کے سبب گناہگار ہوگا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعَجُّلِ فِي الْحَجِّ

أَبُو حَبِيبَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ، فَلْيَتَعَجَّلْ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حج کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ جلدی کرے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي مَغْفِرَةِ الْحَاجِّ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْحَاجُّ مَغْفُورٌ لَهُ، وَلِمَنْ اسْتَغْفَرَ لَهُ إِلَى انْسِلَاحِ الْمُحْرِمِ.

ترجمہ:

حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ حاجی اور جس کے لیے وہ محرم کے اختتام تک استغفار کرے وہ بخشے ہوئے ہیں۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْحَجِّ الْعَجِّ وَالشَّجِّ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ قَيْسٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَالشَّجُّ، فَأَمَّا الْعَجُّ: فَالْعَجِيجُ، وَأَمَّا الشَّجُّ: فَشَجُّ الْبَدَنِ، قَالَ بَعْضُهُمْ: فَشَجُّ الدَّمِ. وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: فَأَمَّا الشَّجُّ: فَشَحْرُ الْهَدْيِ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل ترین حج عَج اور شَج ہیں، بہر حال عَج تلبیہ کہنا ہے اور شَج خون بہانا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ شَج جانور ذبح کرنا ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الْحَجِّ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى، أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيْنَ الْمَهَلُّ؟ قَالَ: يَهْلُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْخَلِيفَةِ، وَيَهْلُ أَهْلُ الْعِرَاقِ مِنَ الْعَقِيقِ، وَيَهْلُ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيَهْلُ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! احرام کہاں سے

باندھا جائے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ والے ذوالحلیفہ سے اور اہل عراق عقیق سے اور اہل شام جحفہ سے اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ ابْنِ رَاهِيْمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ الْحَجَّ، فَلَا يَخْرُجُ مِنَ الْأَمِنِ الْمَيْقَاتِ، وَالْمَوَاقِثِ الَّتِي وَقَّتْهَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا ذُو الْخَلِيفَةِ، وَلَا أَهْلِ الشَّامِ، وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا الْجَحْفَةَ، وَلَا أَهْلِ نَجْدٍ، وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا قُرْنَ، وَلَا أَهْلِ الْيَمَنِ، وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا يَلْمَلَمْ، وَلَا أَهْلِ الْعَوَاقِ، وَلِسَانُ النَّاسِ ذَاتُ عِرْقٍ۔

ترجمہ:

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: جو تم میں سے حج کا ارادہ کرے تو وہ میقات سے احرام باندھے جو نبی اکرم ﷺ نے متعین فرمائے ہیں، اہل مدینہ اور جو اس راستے سے گزریں ان کے لیے ذوالحلیفہ ہے، اہل شام اور جو اس راستے سے گزریں ان کے لیے جحفہ ہے، اہل نجد اور جو اس راستے سے گزریں ان کے لیے قرن ہے، اہل یمن اور جو اس راستے سے گزریں ان کے لیے یلملم ہے اور اہل عراق اور تمام لوگوں کے لیے ذات عرق ہے۔

## میقات

میقات مثل میں وقت معین کو کہتے ہیں۔ میقات حج کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ میقات زمانی ۲۔ میقات مکانی

### ۱۔ میقات زمانی

حج کے لئے میقات زمانی حج کے مہینے یعنی شوال، ذیقعدہ اور دس دن شروع ذی الحجہ کے ہیں۔

### ۲۔ میقات مکانی

یعنی وہ میقات جہاں سے احرام باندھنا واجب ہے، اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ میقات اہل آفاق (یعنی میقات سے باہر رہنے والے لوگ)

۲۔ میقات اہل حل (یعنی میقات کے اندر اور حرم سے باہر رہنے والے)

۳۔ میقات اہل حرم (یعنی مکہ مکرمہ والے اور جو حد و حرم کے رہنے والے)

آفاقوں کے میقات یہ ہیں:

۱۔ ذوالخلیفہ: یعنی بیر علی، مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے۔

۲۔ ذات عرق: عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے۔

۳۔ جحفہ: شام اور مصر کی جانب سے آنے والوں کے لئے۔

۴۔ قرن: نجد کے راستے سے آنے والوں کے لئے۔

۵۔ یلملم: یمن، پاکستان اور ہندوستان سے آنے والوں کے لئے۔

اہل حل اور اہل میقات کے لئے کل زمین حل میقات ہے، ان کو حج اور عمرہ کا احرام حل سے باندھنا

ضروری ہے اور گھر سے باندھنا افضل ہے۔

اہل مکہ مکرمہ کے لئے حج کا احرام باندھنے کے لئے کل زمین حرم میقات ہے اور عمرہ کا احرام کل زمین

حل میقات ہے۔

مذہب

احناف و حنابلہ رحمہ اللہ علیہم کے ہاں پانچوں میقات آنحضرت ﷺ کے مقرر کردہ ہیں، جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ اہل عراق کے لیے ذات عرق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کردہ ہے۔

دلائل جمہور رحمہ اللہ علیہم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں اس بات کی تصریح ہے کہ اہل عراق کے لیے احرام

باندھنے کی جگہ ذات عرق ہے۔

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ اہل عراق کے لیے ذات عرق میقات ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کی دلیل

بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں جب



بصرہ فتح ہوا تو وہاں کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور میقات کے بارے میں کہا کہ قرن ہمارے لیے مشکل میقات ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں رہنے والوں کے لیے ذات عرق کو میقات مقرر فرما دیا۔

جواب

جو روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ذات عرق کی تحدید نہیں تھی، جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد سے مقرر فرمایا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل عراق کے لیے تو ذات عرق کی تعیین آنحضرت ﷺ نے فرمائی اور نجد و عراق والوں کے درمیان والوں کے لیے ذات عرق کو میقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَاذَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الْقِيَابِ؟ قَالَ: لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا الْقَبَاءَ، وَلَا السَّرَاوِيْلَ، وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرَسَ أَوْ زَعْفَرَانَ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: قمیص، عمامہ، قباء، شلوار، لمبی ٹوپی نہ پہنے اور نہ ایسا کپڑا جس پر کسم اور زعفران چڑھا ہو۔ اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِزَانٌ، فَلْيَلْبَسِ سَرَاوِيْلَ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ خُفَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس پاجامہ نہ ہو تو وہ شلوار پہن لے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔

## محرم کے لیے موزے اور شلووار پہننا

## مذہب

اگر محرم کے پاس جوتے نہ ہوں تو جمہور رحمہ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ موزوں کو کعبین سے کاٹ کر جوتے کی طرح استعمال کیا جائے، امام احمد رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ بند موزے بھی پہن سکتا ہے، کاٹنا ضروری نہیں۔

اسی طرح اگر کسی کے پاس ازار نہ ہو تو وہ سلاہوا پا جامہ نہ پہنے، بلکہ اس کو پھاڑ کر ازار بنا کر استعمال کرے۔ جب کہ امام شافعی و احمد رحمہ اللہ علیہما کے ہاں شلووار پھاڑنے کی ضرورت نہیں، بلکہ اسی طرح استعمال کر سکتا ہے۔

## دلائل جمہور رحمہ اللہ علیہم

سنن ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لیست له نعلان فلیلبس الخفین ما أسفل من الکعبین“۔ اسی طرح وہ تمام روایت جن میں سبلے ہوئے کپڑے کے استعمال سے منع کیا گیا ہے۔ اور حدیث الباب بھی احناف کے مذہب کی تائید کرتی ہے۔

## امام احمد رحمہ اللہ علیہ کی دلیل

- ۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ”المحرم إذا لم یجد الإزار فلیلبس السراویل“۔
- ۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سنن ترمذی میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”وإذا لم یجد النعلین فلیلبس الخفین“، یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے۔

## جواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مقابلہ میں صحیح ہے اور اس کے لیے مبین ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّيِّبِ لِلْمُحْرِمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُنتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَمَرَ، أَيُّ طَيِّبِ الْمُحْرِمِ؟ قَالَ: لِأَنَّ أَضْيَحَ أَنْضَحَ قَطْرًا، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَضْيَحَ أَنْضَحَ طَيِّبًا، فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَذَكَرْتُ لَهَا، فَقَالَتْ: أَنَا

طَيَّبَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَافَ فِي أَرْوَاجِهِ، ثُمَّ أَصْبَحَ تَغْنِي: مُخْرِمًا۔

ترجمہ:

حضرت منشر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا محرم خوش بو لگا سکتا ہے؟ فرمایا: میں ایسی حالت میں صبح کروں کہ مجھ سے بو آئے اس سے بہتر ہے کہ خوش بو پھوٹ رہی ہو۔ پھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہیں ساری بات بتائی تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوش بو لگائی، پھر آپ اپنی ازواج کے پاس گئے اور صبح آپ محرم تھے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُحَلُّوا مِنْ إِحْرَامِهِمْ بِالْحَجِّ، وَيَجْعَلُوا هَا عُمْرَةً.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم فرمایا کہ حج کے احرام کو کھول دیں اور عمرہ کا احرام باندھ لیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَمَرَ بِهِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، قَالَ سِرًّا لِبْنِ مَالِكٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَحْبَبْنَا عَنْ عُمْرَتِنَا، أَلْنَا خَاصَّةً أَمْ لِلْأَبَدِ؟ قَالَ: هِيَ لِلْأَبَدِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں جب نبی اکرم ﷺ نے جو حکم ارشاد فرمایا تھا وہ فرمایا تو سراقہ بن مالک نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہمارے عمرے کے بارے میں بتائیے کیا یہ ہمارے لیے خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ فرمایا: ہمیشہ کے لیے ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَدِمَتْ، وَهِيَ مُتَمَتِّعَةٌ، وَهِيَ

حَائِضٌ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَضَتْ عُمْرَتَهَا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اس حال میں آئیں کہ وہ حج تمتع کر رہی تھیں اور حائضہ تھیں، تو نبی اکرم ﷺ کے حکم سے عمرہ توڑ دیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَدِمَتْ مَشْتَمِعَةً، وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَضَتْ عُمْرَتَهَا، وَاسْتَأْنَفَتِ الْحَجَّ، حَتَّى إِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَجِّهَا، أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَصُدَّرَ إِلَى التَّعْمِيمِ مَعَ أُخِيهَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اس حال میں آئیں کہ وہ حج تمتع کر رہی تھیں اور حائضہ تھیں، تو نبی اکرم ﷺ کے حکم سے عمرہ توڑ دیا اور دوبارہ حج کیا، حتیٰ کہ جب حج سے فارغ ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اپنے بھائی عبدالرحمن کے ساتھ تعمیم جا کر احرام باندھ کر آئیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَبَحَ لِزَفَّتِهَا الْعُمْرَةَ بَقْرَةً.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے ایک گائے ذبح فرمائی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ لِزَفَّتِهَا الْعُمْرَةَ بَدَمٍ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے ایک دم دینے کا حکم دیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَصُدِّرُ النَّاسَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، وَأَصْدُرُ بِحَجَّةٍ؟ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي

بَكَرٍ، فَقَالَ: انْطَلِقْ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ، فَلْتَهَلِّ، ثُمَّ لَتَفْرَغْ مِنْهَا، ثُمَّ لَتَعَجَلْ عَلَيَّ، فَإِنِّي أَنْتَظِرُهَا بِبَطْنِ الْعَقْبَةِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! لوگ توجہ اور عمرہ کر کے واپس جا رہے ہیں اور میں صرف حج کر کے لوٹ رہی ہوں، تو نبی اکرم ﷺ نے عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ اسے تنعمیم لے جاؤ، وہاں سے احرام باندھ کر اس سے فارغ ہو کر جلدی میرے پاس آ جاؤ، میں بطن عقبہ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْمُحْرَمِ لَحْمِ الصَّيْدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: تَذَاكَرْنَا لَحْمَ صَيْدٍ يَصِيدُهُ الْحَلَالُ، فَيَأْكُلُهُ الْمُحْرَمُ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمٌ، فَازْتَفَعْتُ أَصْوَاتِنَا، فَاسْتَيْقِظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: فِيمَ يَتَنَازَعُونَ؟ فَقُلْنَا: فِي لَحْمِ صَيْدٍ يَصِيدُهُ الْحَلَالُ، فَيَأْكُلُهُ الْمُحْرَمُ؟ قَالَ: فَأَمْرٌ نَابِئٌ كَلْبُوا.

ترجمہ:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اس گوشت کے بارے میں مذاکرہ کر رہے تھے جسے غیر محرم شکار کرے کہ وہ گوشت محرم کھا سکتا ہے؟ اس دوران رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے تھے کہ ہماری آوازیں بلند ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے اور پوچھا کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: اس گوشت کے بارے میں جسے غیر محرم شکار کرے تو اسے محرم کھا سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہمیں کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْتُ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ فِي الْقَوْمِ حَلَالٌ غَيْرِي، فَتَنَظَرْتُ نَعَامَهُ، فَيَسِرْتُ إِلَى فَرَسِي، فَرَكِبْتُهَا وَعَجَلْتُ عَنْ سَوَاطِي، فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُونِيهِ فَأَبَوْهُ، فَتَرَلْتُ عَنْهَا، فَأَخَذْتُ سَوَاطِي، فَطَلَبْتُ النَّعَامَةَ، فَأَخَذْتُ مِنْهَا لَحْمًا، فَأَكَلْتُ وَأَكَلُوا.

ترجمہ:

حضرت ابوقتاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا، اس میں میرے علاوہ کوئی غیر محرم نہیں تھا، میری نظر گورخروں کے ایک ریوڑ پر پڑی تو میں اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا اور اس پر سوار ہو گیا، جلدی میں میرا نیزہ گر گیا، میں کہا: مجھے نیزہ پکڑاؤ، انہوں نے انکار کر دیا، میں گھوڑے سے اترا اور نیزہ لے کر اس ریوڑ کو تلاش کر کے اس میں سے ایک خر کا شکار کیا، پھر میں نے بھی کھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کھایا۔

محرم کے لیے شکار کرنا

مذہب

محرم کے لیے حالت احرام میں خشکی کا شکار کرنا حرام ہے، اسی طرح اگر محرم نے کسی کی شکار پر راہ نمائی کی تو اس جانور کا کھانا بھی محرم کے لیے بالاتفاق جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی اور نے محرم کی راہ نمائی کے بغیر شکار کیا تو محرم کے لیے اس جانور کا گوشت کھانا احناف رضی اللہ عنہم کے ہاں جائز ہے، مگر ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اگر شکاری نے محرم کو کھلانے کی نیت سے شکار کیا تو پھر کھانا جائز نہیں، اگر ایسی کوئی نیت نہیں تھی تو پھر جائز ہے۔

دلائل احناف رضی اللہ عنہم

حضرت ابوقتاہ رضی اللہ عنہ کی روایت احناف رضی اللہ عنہم کی دلیل ہے کہ جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شکار کیا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھایا اور بعض نے انکار کر دیا، جب معاملہ آپ ﷺ تک پہنچا تو آپ ﷺ نے سوال کیا کہ کیا تم نے راہ نمائی یا اشارہ کیا تھا؟ تو صحابہ نے عرض کیا نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”إنما هي طعمة أطعمكم الله“۔

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی دلیل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، فرمایا: ”عن النبی ﷺ قال: ”صيد البر لكم الحلال وأنتم حرما ما لم تصيدوه أو يصاد لكم“۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں مطلب نامی راوی متکلم فیہ ہے اور حضرت ابوقتاہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت اس کے مقابلے میں سند اقویٰ ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ قَتْلُهُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ الْفَأْرَةَ وَالْحَيَّةَ وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ وَالْجِدَاةَ وَالْعَقْرَبَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مُحْرِمِ چوہے، سانپ، کتے، چیل اور بچھو کو مار سکتا ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سَمَّاكِبٍ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: تَنْزَوْجُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ بنت حارث سے جس وقت نکاح فرمایا اس وقت آپ محرم تھے۔

حالتِ احرام میں نکاح کرنا

مذہب

احناف رضی اللہ عنہم کے ہاں حالت احرام میں نکاح کرنا بھی جائز ہے اور کسی کا نکاح کروانا بھی جائز ہے، ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاں محرم کے لیے نہ نکاح کرنا جائز ہے اور نہ وہ کسی کا نکاح کروا سکتا ہے۔

احناف رضی اللہ عنہم کی دلیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث جس کا اوپر ذکر ہوا کہ آپ ﷺ نے حالت احرام میں

حضرت ام میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

## ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ علیہم کی دلیل

ترمذی شریف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ”إن المحرم لا ينكح، ولا ينكح“۔

## جواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو فریق مخالف کے دلائل پر مختلف وجوہ سے ترجیح حاصل ہے۔

۱۔ سند کے اعتبار سے کوئی روایت اس کے برابر نہیں۔

۲۔ یہ روایت تو اتر سے مروی ہے۔

۳۔ اس روایت کے متعدد شواہد موجود ہیں۔

۴۔ طبقات ابن سعد میں یزید بن اصرم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اسی مضمون کی مروی ہے۔

باقی جن روایت سے حالت احرام میں نکاح کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، اس سے کراہت ثابت ہوتی

ہے وہ بھی اس شخص کے لیے جو نکاح کے بعد اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے اور وطی کرنے پر مجبور ہو جائے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم ہونے کی حالت میں چھپنے لگوائے۔

حالات احرام میں چھپنے لگوانا

## مذہب

امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے ہاں بغیر ضرورت شدیدہ کے محرم کے لیے چھپنے لگوانا جائز نہیں، جب کہ ائمہ ثلاثہ

کے ہاں محرم کو چھپنے لگوانے میں کوئی حرج نہیں۔



ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ علیہم کی دلیل

سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ”آن رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احتجم وهو محرم“۔ اسی طرح مذکورہ بالا روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ علیہ کی دلیل

ت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی وہ روایات جن کو علامہ عینی رحمہ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں ذکر کیا ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي اسْتِئْذَانِ الرُّكْنِ وَالْحَجْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَا تَرَكَتُ اسْتِئْذَانَ الْحَجْرِ مُنْذُرَ آيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں استلام حجر اس وقت سے نہیں چھوڑا جب سے رسول اللہ ﷺ کو استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنِ ابْنِ إِسْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا انْتَهَيْتُ إِلَى الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ إِلَّا لَقِيتُ عِنْدَهُ جِبْرِيْلَ.

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَكْثُرُ مِنْ اسْتِئْذَانِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ؟ قَالَ: مَا أَتَيْتُ عَلَيْهِ قَطُّ، إِلَّا وَجِبْرِيْلَ قَائِمًا عِنْدَهُ، يَسْتَغْفِرُ لِمَنْ يَسْتَلِمُهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جب بھی رکن یمانی کے پاس پہنچا وہاں مجھے جبرئیل علیہ السلام ملے۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ رکن یمانی کا استلام کثرت سے کرتے ہیں؟ فرمایا: میں جب بھی اس کے پاس جاتا ہوں وہاں جبرئیل کھڑے ہوتے ہیں، وہ اس کا استلام کرنے والوں کے لیے دعا مغفرت کر رہے ہوتے ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْحَجَرِ الْأَسْوَدِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ، وَالْفَقْرِ، وَالذَّلِيلِ، وَمَوَاقِفِ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان یہ دعا مانگا کرتے: ”اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں کفر سے، فقر سے، ذلت اور دنیا و آخرت میں رسوائی کی جگہ سے۔“

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّبِيِّتِ، وَهُوَ شَاكِبٌ عَلَى رَأْسِهِ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اس حالت میں فرمایا کہ آپ سواری پر اپنی لکڑی کے ساتھ ساتھ رکن یمانی و حجر اسود کا بوسہ دے رہے تھے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل فرمایا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بِعَرَفَةَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي حَتِيَّةٍ أَبِي جُنَابٍ، عَنْ هَالِي بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَلْفَضْنَا مَعَهُ مِنْ عَرَفَاتٍ، فَلَمَّا نَزَلْنَا جَمْعًا أَقَامَ، فَصَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَهُ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَمْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَصَبَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، فَقَعَدْنَا نَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ طَوِيلًا، ثُمَّ قُلْنَا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، الصَّلَاةُ، فَقَالَ: أَيُّ

صَلَاةٌ؟ فَقُلْنَا: الْعِشَاءُ الْآخِرَةُ، فَقَالَ: أَمَا كَمَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ صَلَّيْتُ.

ترجمہ:

حضرت ہانی بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات سے واپس آئے، جب ہم مزدلفہ میں اترے، پھر اقامت کہی، پھر ہم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آپ آگے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں، پھر پانی منگوایا اور غسل کیا پھر بستر کی طرف چلے گئے۔ ہم لوگ بیٹھ کر نماز کے لیے لمبی دیر تک انتظار کرتے رہے، پھر ہم نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! نماز، پوچھا: کون سی؟ ہم نے کہا: عشاء۔ فرمایا: جس طرح رسول اللہ ﷺ نے پڑھی تھی میں نے اسی طرح پڑھ لی ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر مغرب اور عشاء مزدلفہ میں پڑھی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ، بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

ترجمہ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھی۔

جمع بین الصلاتین

مذاهب

عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز، ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہے اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نماز عشاء کے وقت میں ادا کی جاتی ہے۔ احناف رحمہم کے ہاں عرفات میں جمع بین الصلاتین مسنون اور مزدلفہ میں

واجب ہے، جب کہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں دونوں مقامات میں جمع بین الصلواتین مسنون ہے۔  
 احناف کے ہاں عرفات میں ایک اذان اور دو اقامت سے ظہر اور عصر کی نماز ادا کی جائے گی، جب کہ  
 مزدلفہ میں ایک اذان اور ایک اقامت سے مغرب و عشاء کی نماز ادا کی جائے گی۔  
 شوافع کے ہاں دونوں جگہوں پر ایک اذان اور دو اقامت سے نمازیں ادا کی جائیں گی۔  
 امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں دونوں مقامات پر دو اذانیں اور دو اقامتیں کہی جائیں گی۔  
 امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں بغیر اذان کے دو اقامتوں کے ساتھ دونوں جگہ پر نمازیں ادا کی جائیں گی۔

### دلائل احناف رحمہم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”ثم أذن، ثم أقام، فصلی الظهر، ثم أقام، فصلی العصر“۔ (مسلم)

مزدلفہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ دونوں نمازیں ادا کر کے  
 فرمایا: ”صلیت مع رسول الله اهكذا“۔

### امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب کی دلیل ہے، جسے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بخاری  
 شریف میں ذکر کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مغرب و عشاء کی نماز دو اذانوں اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائی۔

### جواب

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو دو اذانوں کا ذکر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک  
 نماز ادا کرنے کے بعد کھانا کھایا تو لوگ منتشر ہو گئے، ان کو جمع کرنے کے لیے دوسری اذان کہی گئی۔ باقی فصل کی  
 صورت میں احناف بھی دو اقامتوں کے قائل ہیں۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي رَمِي الْجِمَارِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سَلْمَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَيْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ عَجَلَ ضَعْفَةَ أَهْلِهِ، وَقَالَ لَهُمْ: لَا تَزْمُوا جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے کمزور اہل و عیال کو جلدی بھیج دیا اور ارشاد فرمایا: جمرہ عقبہ سورج طلوع ہونے سے پہلے مت کرنا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْفَةَ أَهْلِهِ، وَقَالَ لَهُمْ: لَا تَزْمُوا جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے کمزور اہل و عیال کو جلدی بھیج دیا اور ارشاد فرمایا: جمرہ عقبہ سورج طلوع ہونے سے پہلے مت کرنا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّى حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ، وَكَانَ غَلَامًا حَسَنًا، فَجَعَلَ يَلَاحِظُ النِّسَاءَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ وَجْهَهُ، فَلَبَّى حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ پڑھتے رہے۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا، وہ خوبصورت لڑکے تھے، وہ عورتوں کو دیکھتے تو رسول اللہ ﷺ ان کا چہرہ پھیر دیا کرتے، آپ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ پڑھتے رہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الزُّكُوفِ عَلَى بَدَنَتِهِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً، فَقَالَ: ازْكِبْهَا.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو بدنہ کو ہانک رہا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الصَّبِيِّ بْنِ مَغْبِدٍ، قَالَ: أَقْبَلْتُ مِنَ الْجَزِيرَةِ حَاجًّا، فَمَرَزْتُ بِسَلْمَانَ ابْنِ رَبِيعَةَ، وَزَيْدَ بْنَ صُوحَانَ، وَهُمَا شَيْخَانِ بِالْعَدْنِيَّةِ، فَسَمِعَانِي أَقُولُ: لَبَيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: هَذَا الشَّخْصُ أَضَلُّ مِنْ بَعِيرِهِ، وَقَالَ الْآخَرُ: هَذَا أَضَلُّ مِنْ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَمَضَيْتُ حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ نُسُكِي مَرَزْتُ بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُهُ: كُنْتُ رَجُلًا بَعِيدَ الشُّقَّةِ، قَاصِيَ الدَّارِ أَدْنَى اللَّهِ لِي فِي هَذَا الْوَجْهِ، فَأَخْبَيْتُ أَنْ أَجْمَعَ عُمْرَةً إِلَى حَجَّةٍ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا جَمِيعًا، وَلَمْ أَنَسْ، فَمَرَزْتُ بِسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَزَيْدَ بْنَ صُوحَانَ، فَسَمِعَانِي أَقُولُ: لَبَيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ مَعًا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: هَذَا أَضَلُّ مِنْ بَعِيرِهِ،

وَقَالَ الْآخَرُ: هَذَا أَضَلُّ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَصَنَعْتُ مَاذَا؟ قَالَ: مَضَيْتُ، فَطُفْتُ طَوَّالًا لِعُمْرَتِي، وَسَعَيْتُ سَعْيًا لِعُمْرَتِي، ثُمَّ عُدْتُ، فَفَعَلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ بَقَيْتُ حَرَامًا أَصْنَعُ كَمَا يَصْنَعُ الْحَاجُّ، حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ آخِرَ نُسُكِي، قَالَ: هَدَيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت صبی بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک جزیرہ سے حج کرنے کے لیے آیا، میرا گزر سلیمان

بن ربیعہ اور زید بن صوحان، عذیبہ کے دو بڑے شیوخ کے پاس سے ہوا، انہوں نے سنا کہ میں کہہ رہا تھا: ”لبیک بعمرہ و حجة“۔ تو ان میں سے ایک نے کہا یہ اپنے اونٹ سے بھی زیادہ گمراہ ہے، دوسرے نے کہا: یہ فلاں فلاں سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔ راوی کہتے ہیں: میں اپنے امور سر انجام دیتا رہا، یہاں تک کہ جب میرے ارکان حج پورے ہو گئے تو میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ میں دو دراز مقام کارہائشی ہوں، اللہ تعالیٰ نے میرے لیے اس صورت کی اجازت دی ہے، تو میں پسند کرتا ہوں کہ میں عمرہ و حج کو جمع کروں، میں نے ان دونوں کا احرام باندھا اور میں بھولا بھی نہیں۔ پھر جب میں سلیمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھ کو یہ کہتے سنا ”لبیک بعمرہ و حجة معاً“ گویا قرآن کے لیے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: یہ تو اونٹ سے بھی زیادہ (مسائل حج سے) نابلد ہے اور دوسرے نے کہا یہ فلاں فلاں سے زیادہ (ارکان حج سے) ناواقف ہے، تو اس پر امیر المؤمنین نے پوچھا پھر تو نے کیا کیا؟ کہا: میں بدستور مناسک حج انجام دیتا رہا۔ میں عمرہ کا طواف کیا اور سعی کی، پھر دوبارہ ایسا ہی کیا، اسی طرح کرتا رہا، پھر میں محرم ہی رہا، ایسا ہی کرتا رہا جیسے حاجی کرتے ہیں یہاں تک کہ میں نے تمام ارکان حج آخر تک بیان کر دیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے بالکل اپنے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کیا۔

## حج کی اقسام

حج کی تین قسمیں ہیں: حج افراد، حج تمتع، حج قرآن

حج افراد: ایک حج کی نیت سے احرام باندھنا اور حج ادا کر کے واپس آ جانا۔

حج تمتع: پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے، پھر اسی سفر میں حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے۔

حج قرآن: حج و عمرہ دونوں کے لیے ایک ہی احرام باندھے، عمرہ ادا کر کے حج ادا کرنے تک اسی احرام میں رہے۔

افضل ترین حج

مذہب

ان تین قسموں میں افضل کون سا حج ہے؟ اس بارے میں فقہائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف ہے۔ امام

مالک و شافعی رحمہ اللہ علیہم کے ہاں سب سے افضل افراد، پھر تمتع اور پھر قرآن ہے۔ احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں سب سے افضل قرآن ہے اس کے بعد تمتع اور پھر حج افراد ہے۔

### دلائل احناف رحمہ اللہ علیہم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”أن النبي حج ثلاث حجج، حجتين قبل أن يهاجر، حجة بعد ما هاجر، معها عمرة“۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

”سمعت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: أهلوا يا آل محمد بعمره في حجة“۔

### امام شافعی اور امام مالک رحمہ اللہ علیہما کی دلیل

حضرت عاکشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أفرد الحج“۔ اور حضرت ابن

عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”أن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أفرد الحج، وأفرد أبو بكر وعمر و عثمان“۔

### جواب

حج قرآن کرنے والا تلبیہ یوں بھی پڑھ سکتا ہے ”لیک بحجة“ تو جس آدمی نے آپ علیہ السلام کی زبان

مبارک سے یہ الفاظ سنے اس نے یہ سمجھا کہ آپ نے حج افراد کیا ہے۔ حالاں کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حج قرآن کیا تھا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تُغْدِلُ حَجَّةً.

### ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان میں ایک عمرہ

کرنا حج کے برابر ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ



مَكَّةَ عَلَى بَعِيرٍ أَوْ رَقٍ إِلَى سَوَادٍ، وَهُوَ نَاقَتُهُ الْقُضْوَاءُ، مُتَقَلِّدًا بِقُوسِهِ، مُتَعَمِّمًا بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءٍ مِنْ وَبَرٍ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر ایک نیا لے رنگ کی اونٹنی پر تھے، جو ناقۃ القسوی کے نام سے مشہور تھی، اس وقت گلے میں ایک کمان لٹک رہی تھی اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے جو کہ اونٹ کے پشم کا بنا ہوا تھا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَأْتِيَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ، وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ إِلَى الْقِبْلَةِ، وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ لَوْ جَهَكَ، ثُمَّ تَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف آئے، پھر قبلہ کی طرف پشت کر کے قبر کی طرف منہ کر لے، پھر یوں کہے: ”سلامتی ہو اے نبی! آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو۔“

### كِتَابُ النِّكَاحِ

لغوی واصطلاحی معنی

لغت میں نکاح کہتے ہیں ”ملانا، وطی کرنا“ پھر اس کا اطلاق تزویج پر ہونے لگا۔ اور شرع میں نکاح کہتے ہیں: ”هو عقد یرد علی ملک المتعة قصدا“۔

نکاح کا لفظ باعتبار وضع وطی کے لیے ہے یا عقد کے لیے؟

امام شافعی اور امام مالک رحمہما کے ہاں لفظ نکاح عقد میں حقیقت ہے اور وطی میں مجاز اور احناف رحمہم

کے ہاں لفظ نکاح وطی کے معنی میں حقیقت ہے اور عقد میں مجاز۔ شواہح رسول اللہ ﷺ کی بھی ایک روایت یہی ہے۔

## نکاح افضل ہے یا تخلی للنوافل؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تخی للنوافل کو افضل فرماتے ہیں، احناف اور حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم نکاح کو افضل قرار دیتے ہیں۔

## نکاح کی اقسام مع الحکم

نکاح کی پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہیں:

(۱) فرض: عورت کی جانب شدت اشتیاق ہو اور زنا میں مبتلا ہونے کا یقین نہ ہو اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح کرنا فرض ہے۔

(۲) واجب: عورت کی جانب شدت اشتیاق ہو، مگر زنا میں مبتلا ہونے کا یقین نہ ہو اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔

(۳) سنت: اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۴) مکروہ: اگر اندیشہ ہو کہ نکاح کے بعد اپنے مزاج کی تیزی کی وجہ سے بیوی پر ظلم و زیادتی کروں گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔

(۵) حرام: اگر کسی کو یہ یقین ہو کہ نکاح کے بعد بیوی پر ظلم و زیادتی کروں گا تو نکاح کرنا حرام ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ يَعْنِي: النِّكَاحَ: إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَسْتَهْدِيهِ، مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ، وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ، وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ، إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا، يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ﴾

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ، وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا)۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حاجت یعنی نکاح کا خطبہ یوں سکھایا: (ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد چاہتے ہیں، اس سے توبہ کرتے ہیں، اس سے ہدایت طلب کرتے ہیں، جس کو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گم راہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گم راہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

(پھر یہ آیات قرآن تلقین فرمائیں) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا، يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا)۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْأَمْرِ بِالنِّكَاحِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَزْثِ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَزَوَّجُوا، فَإِنِّي مَكَاتِبُ بِكُمْ الْأُمَّمَ۔

ترجمہ:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نکاح کرو، اس لیے کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ نِكَاحِ الْأَبْكَارِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انكحوا الجوارى الشواب، فإنهن أنتنج أز حاما، وأطيب أفواها، وأعز أخلاقا.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نوجوان کنواری لڑکیوں سے نکاح کرو؛ اس لیے کہ ان کے رحم جلدی بچے دیتے ہیں، ان کے منہ خوش بودار اور وہ خوش اخلاق ہوتی ہیں۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي تَنْزِيهِ الْعَجَائِزِ وَالشَّيْبِ ذَاتِ الْوَلَدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ تَزَوَّجَتْ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: تَزَوَّجْ تَسْتَعْفَ مَعَ عَقْتِكَ، وَلَا تَزَوَّجْ حَمْسًا، قَالَ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: لَا تَزَوَّجْ شَهْبِرَةً وَلَا نَهْبِرَةً، وَلَا لَهْبِرَةً وَلَا هَبْدِرَةً وَلَا لَفُوتًا، قَالَ زَيْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا قُلْتَ، قَالَ: بَلَى، أَمَّا الشَّهْبِرَةُ: فَالزَّرْقَاءُ الْبَدِينَةُ، وَأَمَّا النَّهْبِرَةُ: فَالطَّوِيلَةُ الْمَهْزُولَةُ، وَأَمَّا اللَّهْبِرَةُ: فَالْعَجُوزُ الْمُدْبِرَةُ، وَأَمَّا الْهَبْدِرَةُ: فَالْقَصِيرَةُ الدَّمِيمَةُ، وَأَمَّا اللَّفُوتُ: فَذَاتُ الْوَلَدِ مِنْ غَيْرِكِ.

ترجمہ:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے نکاح کر لیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا نہیں، تو ارشاد فرمایا: اپنے جیسی نیک عورت تلاش کرو اور پانچ طرح کی عورتوں سے نکاح مت کرنا، انہوں نے پوچھا کون کون سی؟ ارشاد فرمایا: نہ شہبرہ سے نکاح کرو، نہ نہبرہ سے، نہ لہبرہ سے، نہ ہبدرہ سے اور نہ لفوت سے۔ زید نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو کچھ آپ نے فرمایا میں ان کو نہیں پہچانتا، فرمایا: اچھا! ”شہبرہ“ جو نیلی آنکھوں والی موٹی ہو، ”نہبرہ“ جو پتلی اور لمبی ہو، ”لہبرہ“ جو بوڑھی ہو، ”ہبدرہ“ جو چھوٹے قد والی بد شکل اور لفوت جو دوسرے خاوند سے بچے لائے۔

شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس حدیث کی وجہ سے دیر تک ہنستے رہے۔

## حدیث میں مذکور نہیں کی وضاحت

حدیث مذکور میں جن پانچ قسم کی عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے، یہ نہیں نہ تو تحریم کے لیے ہے کہ اگر کسی شخص نے ان عورتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ نکاح کر لیا تو اس کا یہ نکاح کرنا حرام ہوگا اور نہ کراہت کے لیے ہے، بلکہ یہ خلافِ اولیٰ پر محمول ہے اور پیغمبر ﷺ کی جانب سے انسانی فطرت اور مزاج کی رعایت و موافقت میں مشورہ ہے، کیوں کہ اگر اس قسم کی عورت سے نکاح کرنا حرام یا مکروہ ہوتا تو آپ ﷺ کسی بیوہ سے نکاح نہ فرماتے، حالاں کہ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علاوہ کوئی زوجہ محترمہ کنواری نہ تھی۔ حضرت سودہ فریبہ و لبے قد والی تھیں، حضرت خدیجہ بوڑھی تھیں، حضرت خدیجہ و ام سلمہ رضی اللہ عنہن سابقہ خاوندوں سے اولاد بھی لے کر آئی تھیں۔ پس معلوم ہوا کہ حدیث میں نہیں خلافِ اولیٰ پر محمول ہے۔

## کلماتِ خمسہ کے معانی کی وضاحت

شَهْبَوَةٌ: وہ عورت جو بلی کی طرح چھوٹی آنکھوں والی اور بھاری جسم والی ہو۔

نَهْبَوَةٌ: وہ عورت جو لمبے قد اور کمزور بدن والی ہو۔

لَهْبَوَةٌ: وہ عورت جو بوڑھی ہو اور شہوانی جذبات سے خالی ہو۔

هَبْدَرَةٌ: وہ عورت جو چھوٹے قد والی اور بد صورت ہو۔

لَفُوْثًا: وہ عورت جو اپنے سابقہ خاوند سے بچہ لائے اور اس میں مشغولیت کی وجہ سے اس شوہر سے

اعراض کرے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِجْتِنَابِ عَنِ نِكَاحِ الْعَقِيمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَجُلٍ شَامِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَاهُ

رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَزَوَّجُ فُلَانَةً، فَتَهَاةٌ عَنْهَا، ثُمَّ أَتَاهُ أَيْضًا فَتَهَاةٌ عَنْهَا، ثُمَّ أَتَاهُ فَتَهَاةٌ عَنْهَا، ثُمَّ قَالَ:

سُودَاءُ وَلَوْ ذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حَسَنَاءَ عَاقِرٍ.

ترجمہ:

ایک شامی آدمی سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور دریافت کیا کہ کیا میں فلانی عورت سے

نکاح کر لوں؟ تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا دیا، وہ پھر آیا، آپ نے پھر منع فرمایا، وہ پھر آیا، آپ نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: بچے دینے والی کالی عورت میرے نزدیک بانجھ حسینہ سے بہتر ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي سُؤْمِ الْمَرْأَةِ

أَبُو حَبِيْبَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، قَالَ: تَذَاكُرُ السُّؤْمِ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: السُّؤْمُ فِي الدَّارِ، وَالْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، فَسُّؤْمُ الدَّارِ: أَنْ تَكُونَ ضَيْقَةً لَهَا جِيزَانِ سُوءٍ، وَسُّؤْمُ الْفَرَسِ: أَنْ تَكُونَ جَمُوحًا، وَسُّؤْمُ الْمَرْأَةِ: أَنْ تَكُونَ عَاقِرًا.  
زَادَ الْحَسَنُ بْنُ سَفِيَّانَ: سَبَبَةُ الْخُلُقِ عَاقِرًا.

ترجمہ:

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے سامنے نحوست کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نحوست گھر میں، گھوڑے میں اور عورت میں ہوتی ہے۔ گھر کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کے پڑوسی بڑے ہوں، گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ وہ سرکش ہو اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ وہ بانجھ ہو۔

حسن بن سفیان رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ عورت بد اخلاق اور بانجھ ہو۔

### سُّؤْمٌ سَمَرَادٌ

عام طور پر گاؤں دیہاتوں اور پنڈوں میں چھوت چھات اور توہمات کی اتنی زیادہ صورتیں مروج ہوتی ہیں کہ انہیں شمار کرنا آسان نہیں ہوتا شہروں اور متمدن آبادیوں میں بسنے والے انسان بھی ان توہمات سے اپنا پیچھا اب تک نہیں چھوڑا سکے، کسی یتیم بچے کے گھر میں آنے پر کوئی نقصان ہو جائے تو منحوس، کسی لڑکی کے گھر میں بہو بن کر آنے پر سسرالی رشتہ داروں میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو وہ منحوس، ٹریفک حادثے کا شکار ہو جائے تو صبح سے پہلا دکھائی دینے والا شخص منحوس، کاروبار میں خسارہ ہو جائے تو پیشہ منحوس، بیٹی کو جنم دیکر ماں فوت ہو جائے تو وہ بیٹی منحوس، اولاد ہو جانے سے ضروریات زندگی میں تنگی آجائے تو وہ اولاد منحوس۔

غرض یہ کہ ہمارے بنائے ہوئے خاکوں کے مطابق ”منحوسوں“ کا ایک طوفان ہے جو کسی صورت تھامے

نہیں تھمتا اور یہ ایک ایسا سیلاب ہے جسے دنیا کا کوئی بند نہیں روک سکتا، لیکن اگر ہم اسلام کے ساتھ ان رحمت تلے آجائے تو یہاں ہمیں ”نخواست“ نام کی کوئی چیز نہیں ملے گی، یہاں ہمیں صرف رحمت، ہمدردی، خوش نصیبی اور خوش قسمتی ہی ملے گی جو ہماری زندگی کی تمام نحوستوں کو دھو کر صاف کر دے گی۔

نخواست کا یہ تصور جو راقم السطور نے ذکر کیا ہے، کم و بیش یہی تصور اہل عرب میں بھی موجود تھا ظاہر ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو ان فاسد اور بے بنیاد خیالات کی اصلاح کرنی تھی اس لئے فرما دیا کہ اسلام کے نظریہ حیات اور اصول زندگی کے مطابق تو کوئی چیز اپنی ذات کے اعتبار سے منحوس ہوتی ہی نہیں ہے اگر کسی چیز میں نحوست ہو سکتی تو وہ ان تین چیزوں میں ہوتی لیکن جب ان تین چیزوں (عورت، گھراور گھوڑا) میں ہی نحوست نہیں تو پھر کسی چیز میں نہیں ہو سکتی۔

فائدہ

سوال: اس حدیث کا بظاہر تعارض ہے اس حدیث سے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: نحوست کسی چیز میں ہے؟۔

جواب ۱۔: یہ علی السبیل التقدير ہے یعنی بالفرض والحال نہ کہ علی سبیل القطع۔ جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی وضاحت ہے۔ عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن كان في شيء: ففي المرأة والفرس والمنسكين۔ (بخاری)

جواب ۲۔ وہ حدیث جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست کسی چیز میں نہیں ہے وہ ناسخ اور یہ منسوخ ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي اسْتِئْذَانِ بَكْرِ وَتَيْبٍ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إِنَّ عَلِيًّا بَدَأَ كُرْكِبَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ

تمہارا تذکرہ کرتے ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَزُوجَ إِخْدَى بِنَاتِهِ، يَقُولُ: إِنَّ فَلَانًا يَدُكُرُ فَلَانَةَ، ثُمَّ يَزُوجُهَا.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی کسی بیٹی کے نکاح کا ارادہ فرماتے تو ارشاد فرمایا کرتے کہ فلاں شخص فلاں کا ذکر کرتا ہے اور پھر اس کا نکاح فرمادیتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَتِ يَتِيمَةٍ كَانَتْ عِنْدَهَا فَجْهَزَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک یتیم بچی کا نکاح کیا جو ان کی پرورش میں تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے جہیز دیا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِيْمَارِ الْبِكْرِ وَاسْتِيْدَانِ الثَّيْبِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ عَكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُنْكَحِ الْبِكْرَ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَرِضَاهَا سَكُوثٌ، وَلَا تُنْكَحِ الثَّيْبَ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تُزَوِّجِ الْبِكْرَ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَرِضَاؤُهَا سَكُوثُهَا، وَلَا تُنْكَحِ الثَّيْبَ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تُنْكَحِ الْبِكْرَ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَإِذَا سَكَّتْ، فَهِيَ إِذْنُهَا، وَلَا تُنْكَحِ الثَّيْبَ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باکرہ کا نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس سے پوچھ لیا جائے۔ اس کی رضا اس کی خاموشی میں ہے اور ثیبہ کا نکاح نہ کیا جائے



جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ باکرہ کا نکاح نہ کیا جائے، جب تک کہ اس سے پوچھ نہ لیا جائے، اور جب وہ خاموش ہوگئی تو یہی اس کی رضا ہے اور ثیبہ کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔

### مسئلہ ولایت اجبار

#### مذہب

جمہور اور ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے ہاں عورت کا اپنا نکاح خود کرنا درست نہیں اور اس سے نکاح منعقد نہیں ہوگا، نکاح کے منعقد ہونے کے لیے ولی کی اجازت ضروری ہے۔ جب کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں عورت کا بغیر ولی کی اجازت کے نکاح منعقد ہو جاتا ہے، بشرطیکہ عورت آزاد، عاقلہ، بالغہ ہو۔ لیکن ولی کا ہونا بہتر ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کی ظاہر الروایہ یہی ہے، البتہ حسن بن زیاد رحمہ اللہ سے جو روایت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ عورت اگر کفو میں نکاح کرے گی تو منعقد ہو جائے گا اور غیر کفو میں درست نہیں، احناف رحمہم اللہ کے ہاں یہی روایت راجح اور مفتی بہ ہے۔

#### دلائل احناف رحمہم اللہ

۱۔ اشارۃ النص سے: قرآن مجید میں ہے: ﴿فَلَا تَعْضَلُوهُنَّ أَنْ يَنْكَحْنَ أَرْوَاجَهُنَّ﴾ اس آیت میں نکاح کی نسبت خود عورت کی طرف کی گئی۔ جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خود اپنا نکاح کر سکتی ہیں۔

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ اس آیت کریمہ میں ﴿فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ﴾ کے الفاظ اس پر واضح ہیں کہ عبارات النساء سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

۳۔ ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا﴾۔

یہاں پر بھی نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے۔

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ”الایم أحق بنفسها“۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی کا نکاح ان کے والد کی غیر موجودگی میں کیا تھا۔

## دلائل جمہور رحمہ اللہ علیہم

۱۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت: ”أن رسول الله ﷺ قال: أيما امرأة نكحت بغير إذن وليها فنكاحها باطل،

فنكاحها باطل، فنكاحها باطل“۔

جواب: ۱۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ”لانكاح الا بولي“۔

۳: اس حدیث میں اضطراب ہے۔

## ولایت اجبار کا مدار

## مذہب

احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں ولایت اجبار کا مدار صغرو کبر پر ہے، جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہاں اس کا مدار ثیبہ و باکرہ ہونے پر ہے۔ مطلب یہ کہ احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں اگر عورت صغیرہ ہے تو اس پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے، خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہاں اگر عورت باکرہ ہے تو اس پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے، اگرچہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

## دلائل احناف رحمہ اللہ علیہم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک باکرہ لڑکی آئی اور عرض کیا کہ میرے باپ نے میرا

نکاح کر دیا ہے اور میں راضی نہیں ہوں تو آپ ﷺ نے اس کو اختیار دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”لاتنكح الثيب حتى تستأمرها، ولا تنكح البكر حتى تستأذن، وإذنها الصموت“۔

## امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ”الأيام أحق بنفسها من وليها“ اور ”ایم“ سے مراد ثیبہ ہے۔

جواب: روایت میں لفظ ”ایم“ کا اطلاق باکرہ اور ثیبہ دونوں پر ہوتا ہے۔ اس لیے وہ روایت محتمل ہے، جس سے

استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي عَدَمِ التَّكَاحِ بِغَيْرِ رِضَا الْمَرْأَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ امْرَأَةً تُوْفِي عَنْهَا زَوْجَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَمٌّ وَلَدَهَا، فَخَطَبَهَا، فَأَبَى الْأَبُ أَنْ يَزْوِجَهَا، وَزَوَّجَهَا مِنَ الْآخِرِ، فَأَتَتْ الْمَرْأَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَبَعَثَ إِلَى أَبِيهَا فَحَضَرَ، فَقَالَ: مَا تَقُولُ هَذِهِ؟ قَالَ: صَدَقْتُ، وَلَكِنِّي زَوَّجْتُهَا مِنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَزَوَّجَهَا عَمَّ وَلَدَهَا.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا، پھر اس کے دیور نے پیغام نکاح بھیجا تو اس عورت کے باپ نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا، اس نے کسی دوسرے سے نکاح کر دیا، وہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا معاملہ بیان کیا، آپ ﷺ نے اس کے باپ کو بلوایا، جب وہ آیا تو اس سے پوچھا کہ یہ کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا یہ سچ کہتی ہے، لیکن میں نے اس کا نکاح اُس سے بہتر مرد سے کر دیا ہے، آپ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق ڈال دی اور عورت کا نکاح اس کے دیور سے کر دیا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي امْتِنَاعِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَزُوجِ الْمَرْأَةَ عَلَى عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت کا نکاح اس کی خال اور پھوپھی پر نہ کیا جائے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَا: قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتَيْهَا، وَلَا عَلَى خَالَاتِهَا، وَلَا تُنْكَحُ الْكُبْرَى عَلَى الصَّغْرَى، وَلَا الصَّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى.

ترجمہ:

حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت کا نکاح اس کی خالہ اور پھوپھی پر نہ کیا جائے اور نہ چھوٹی بہن کا نکاح بڑی پر نہ بڑی کا چھوٹی پر کیا جائے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الْمُتْعَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے متعہ سے منع فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن متعہ سے منع فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ سَبْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ.

ترجمہ:

آل سبرہ کے ایک آدمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ خَيْبَرَ عَنِ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَعَنِ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر گھریلو گدھوں کے گوشت سے اور عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

### حرمت متعہ پر اجماع امت

متعہ کہتے ہیں وقتی طور پر کسی کو اجرت دے کر اس سے نفع اٹھانا اور پھر اس کو چھوڑ دینا۔ امت مسلمہ کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے۔

### دلائل

قرآن مجید میں صرف دو طرح کی عورتوں سے نکاح کر کے نفع حاصل کرنے کی اجازت دی گئی ہے، ایک بیوی، دوسری باندی، اس کے علاوہ کسی اور سے نفع حاصل کرنے والے کو باغی اور سرکش کہا گیا ہے۔

چنانچہ اشار باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَمِينِ فَأَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَعْلَىٰ  
وَأَلْفَ وَرُبْعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾۔ (سورۃ النساء)

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْيُنِهِمْ خِفْظُونَ أَلَّا عَلَىٰ آزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ  
غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنْ ابْتغى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾۔ (المعارج)

اس کے علاوہ بے شمار احادیث میں بھی متعہ سے منع کیا گیا، جن کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام امت مسلمہ اس کی حرمت پر متفق ہے۔ اور متعہ کو فتح مکہ کے موقع پر منسوخ کر دیا گیا تھا، اس کے بعد غزوہ اوطاس پیش آیا، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس غزوہ میں اس حکم کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کے منسوخ ہونے کو غزوہ اوطاس کی طرف منسوب کر دیا۔

روافض اور متعہ

روافض کے ہاں متعہ جائز، بلکہ عظیم ترین عبادت بھی ہے۔

## روافض کی دلیل

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَأْتُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرْضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ﴾۔ (سورہ نساء)

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کی قراءت اس طرح ہے: ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى﴾۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی)  
روافض کا کہنا ہے کہ اس آیت میں متعہ، اجل اور اجرت تینوں کا ذکر ہے اور اسی کا نام متعہ ہے، لہذا متعہ قرآن سے ثابت ہے۔

جواب: آپ کی پیش کردہ قراءت قراءت شاذہ ہے، اس سے استدلال درست نہیں۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أَنَّ شَيْئًا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَهُ اسْتَوْدِعَ صَخْرَةَ لَخَرَجَ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمائیں جو پتھر میں چھپائی گئی ہو تو وہ بھی نکل کر رہے گی۔

## عزل کے معنی اور حکم

عزل کہتے ہیں جماع کرتے ہوئے انزال عورت کی فرج کے باہر کرنا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جمہور کے ہاں عزل جائز ہے جب کہ اہل ظواہر اس کی حرمت کے قائل ہیں۔

## جمہور کی دلیل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”کنا نعزل والقرآن ينزل“۔

(آخر جہ مسلم فی النکاح، باب حکم العزل)

”قرآن نازل ہونے کے زمانے میں ہم لوگ عزل کرتے تھے۔“

قائلین عدم جواز کی دلیل

حضرت جزامہ بنت وہب اسدی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ”ذَلِكِ الْوَادِ الْخَفِيِّ“۔

جواب: یہ روایت منسوخ ہے۔ اور بعض حضرات نے اس کو مکروہ تنزیہی پر محمول کیا ہے۔

آزاد عورت اور باندی سے عزل کرنا

آزاد عورت سے بغیر اجازت کے عزل کرنا جائز نہیں اور آقا باندی کی اجازت کے بغیر بھی عزل کر سکتا

ہے، اگر باندی کسی اور کے نکاح میں ہو تو آقا سے اجازت لینا کافی ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي إِثْبَانِ النِّسَاءِ بِأَيِّ جِهَةٍ كَانَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهِكٍ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجِي يَأْتِينِي مُجْتَبِئَةً وَمُسْتَقْبِلَةً، فَكَرِهْتُهُ، فَبَلَغَ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَا بَأْسَ إِذَا كَانَ فِي صِمَامٍ وَاحِدٍ.

ترجمہ:

ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی

اور کہا: میرا خاوند میرے پاس پہلو سے بھی آتا ہے اور سامنے سے بھی آتا ہے اور میں اسے ناپسند کرتی

ہوں، یہ بات آپ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، اگر سوراخ ایک ہو۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الْوَطِيِّ الْمَرْأَةِ فِي دُبْرِهَا

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمِيدِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي ذَرِّزَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالَ: إِثْبَانُ النِّسَاءِ نَحْوَ الْمَحَابِثِ حَرَامٌ.

ترجمہ:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پیٹھ کی طرف عورتوں کے ساتھ وطی کرنا حرام ہے۔

أَبُو حَبِيبَةَ: عَنْ مَعْنٍ، قَالَ: وَجَدْتُ بِحِطِّ أَبِي أَعْرَفَةَ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نُهِنَا أَنْ نَأْتِيَ النِّسَاءَ فِي مَحَاشِينَهُنَّ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عورتوں کے ساتھ پیچھے کے راستے میں وطی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّسْبِ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ

أَبُو حَبِيبَةَ: عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سَلِيمٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

ترجمہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لڑکا صاحب فراش کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔

اکثر محدثین رحمہم اللہ نے اس روایت کو احادیث متواترہ میں شمار کیا ہے، تقریباً اس روایت کو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم روایت فرماتے ہیں۔

”الْحَجَرُ“ کی وضاحت

۱۔ یہاں حجر سے رجم کے معنی کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۔ اس سے مراد محروم ہانا ہے یعنی مزنیہ سے پیدا ہونے والے بچے کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوگا۔

فراش کی اقسام

فراش کی تین قسمیں ہیں:



۱۔ فراش قوی ۲۔ فراش متوسط ۳۔ فراش ضعیف

**فراش قوی:** منکوحہ کا فراش، جس میں بچے کا نسب بغیر دعویٰ کے ثابت ہو جاتا ہے اور نفی کرنے سے لعان کے بعد نفی ہو جاتی ہے۔ احناف رضی اللہ عنہم کے ہاں جو بچہ پیدا ہو وہ شوہر کا ہوگا، امکان وطی بھی شرط نہیں ہے۔ ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ امکان وطی شرط ہے ورنہ نسب ثابت نہیں ہوگا۔

**فراش متوسط:** ام ولد کا فراش، جس میں آقا کے خاموش رہنے سے نسب ثابت ہو جاتا ہے اور نفی کرنے سے بغیر لعان کے نفی بھی ہو جاتی ہے۔

**فراش ضعیف:** عام باندیوں کا فراش، جس میں نسب کے ثبوت کے لیے دعویٰ شرط ہے۔

## کتاب الاستبراء

استبراء کے لغوی و اصطلاحی معنی

استبراء کے لغوی معنی براءت کو طلب کرنا، اصطلاح میں اس بات کی براءت طلب کرنا کہ اس میں کوئی حمل نہیں ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْأَسْتِبْرَاءِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوَطَّأَ الْخَبَالَى حَتَّى يَضَعْنَ مَا فِي بُطُونِهِنَّ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ہم حاملہ عورتوں سے وطی کریں حتیٰ کہ وہ اپنے پیٹ میں موجود بچوں کو جن نہ لیں۔

## کتاب الرضاع

رضاعت کے لغوی و اصطلاحی معنی

رضاعت کے لغوی معنی ہیں: ”ماں کا دودھ پینا“۔ اور اصطلاح میں ”مخصوص مدت میں کسی عورت کا دودھ پینا“۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جو بچہ ماں کے علاوہ کسی اور عورت کا دودھ پی لے تو نسب سے جو چیزیں حرام ہوتی ہیں، رضاعت سے بھی وہی رشتے حرام ہو جاتے ہیں۔

### باب مَا جَاءَ فِي مُسَاوَاةِ الرِّضَاعِ وَالنَّسَبِ فِي التَّحْرِيمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنِ شَرِيحٍ، عَنِ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَخْرُجُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَخْرُجُ مِنَ النَّسَبِ، قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ۔

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے دودھ کے رشتہ سے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے رشتہ سے خواہ دودھ کم پیا جائے یا زیادہ۔

رضاعت کے ثبوت کے لیے دودھ کی مقدار

مذہب

امام مالک و احناف اور جمہور فقہائے امت رحمہم علیہم کا یہی مسلک ہے کہ دودھ کی قلیل و کثیر مقدار سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ امام شافعی رحمہم علیہ کے ہاں پانچ دفعہ رضاعت سے کم میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، ظاہر الروایہ کے مطابق امام احمد رحمہم علیہ کا بھی یہی خیال ہے اور دوسری روایت میں تین مرتبہ بھی پینا منقول ہے۔

دلائل جمہور رحمہم علیہم

۱۔ قرآن میں ہے: ﴿وَأُمَّهَاتِكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ اس آیت میں کوئی مقدار بیان نہیں کی گئی۔

۲۔ مؤطا امام مالک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”ما كان الحولين وإن كانت مصة واحدة فهي تحرم“۔ یعنی دو سال کے دوران ایک مرتبہ بھی چوسنا حرمت ثابت کر دیتا ہے۔

دلائل شواہع رحمہ اللہ علیہم

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

”أنزل في القرآن: ﴿عشر رضعات معلومات﴾، فنسخ من ذلك خمس، وصار إلى ﴿خمس رضعات معلومات﴾، فتوفي رسول الله ﷺ والأمر على ذلك حدثنا بذلك“۔

جواب

یہ روایت حضرت علی بن ابی طالب کی روایت سے منسوخ ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عِرَاقِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَ أَلْفَخُ بْنُ أَبِي الْقَعَيْسِ لِيَسْتَأْذِنَ عَلَيَّ عَائِشَةَ، فَاسْتَجَبْتُ مِنْهُ، فَقَالَ: تَحْتَجِبِينَ مِنِّي، وَأَنَا عَمَّكَ؟ فَقَالَتْ: فَكَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ: أَرَضَعُكَ امْرَأَةٌ أُخِي بِلَبَنِ أُخِي، قَالَتْ: فَكَزْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرَبَّثُ يَدَاكِ، أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّهُ يَخْزُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَخْزُمُ مِنَ النَّسَبِ؟

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ الفلح بن ابی القعیس رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس آنے کے لیے اجازت چاہی تو انہوں نے اس سے پردہ کر لیا، تو انہوں نے کہا کہ آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں، حالاں کہ میں آپ کا رضاعی چچا ہوں؟ آپ نے پوچھا وہ کیسے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میرے بھائی کی بیوی نے آپ کو میرے بھائی کا دودھ پلایا ہے، کہتی ہیں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں، کیا تو نہیں جانتی کہ رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں؟

## كِتَابُ الطَّلَاقِ

طلاق کے لغوی و اصطلاحی معنی

طلاق کے لغوی معنی ہیں: ”قید کو ختم کرنا“ اور اصطلاح میں طلاق کہتے ہیں ”نکاح کی قید کو ختم کرنا“۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَزْلِ فِي الطَّلَاقِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ: الطَّلَاقُ، وَالنِّكَاحُ، وَالزَّجْعَةُ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور ان کا مذاق بھی سنجیدگی ہے۔ طلاق، نکاح اور رجوع۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِدَّةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِسُودَةَ جِئِنِ طَلَّقَهَا: اغْتَدِي.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت سودہ کو طلاق دی تو انہیں فرمایا: عدت پوری کرو۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الطَّلَاقِ فِي الْحَيْضِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ زُجَلٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَغَيَّبَ ذَلِكَ عَلَيْهِ، فَرَأَجَعَهَا، فَلَمَّا طَهَّرَتْ مِنْ حَيْضِهَا طَلَّقَهَا، وَاحْتَسِبْتُ بِالتَّطْلِيقَةِ الَّتِي كَانَتْ أَوْقَعَتْ عَلَيْهَا وَهِيَ حَائِضٌ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی عورت (آمنہ بنت غفار) کو طلاق دی جب کہ وہ حائضہ تھی۔ اس بنا پر ان پر عیب و الزام لگایا گیا تو انہوں نے رجوع کر لیا، پھر جب وہ (ان کی بیوی) حیض سے پاک ہو گئیں تو دوبارہ ان کو طلاق دی اور یہ طلاق سابقہ طلاق کے ساتھ شمار میں لائی گئی جو وہ ان کو بحالت حیض دے چکے تھے۔

## طلاق کی اقسام

طلاق کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ طلاق حسن ۲۔ طلاق احسن ۳۔ طلاق بدعت۔

**طلاق حسن:** ایک طہر میں ایک طلاق، دوسرے میں دوسری اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دینا۔ یہ طلاق سنت ہے۔  
**طلاق احسن:** ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں وطی نہ کی ہو، اور پھر اس کو عدت گزارنے کے لیے چھوڑ دے۔ یہ طلاق بھی سنت ہے۔

**طلاق بدعت:** مذکورہ بالا دو طریقوں کے علاوہ کسی اور طرح سے طلاق دینا، مثلاً حیض میں طلاق دینا، تین طلاقیں اکٹھی دینا وغیرہ۔

## حالت حیض میں طلاق دینا

جمہور رحمہ اللہ علیہم کے ہاں حالت حیض میں طلاق دینا جائز نہیں، لیکن اگر کسی نے دے دی تو واقع ہو جائے گی، اصحاب ظاہر اور روافض کے ہاں حالت حیض میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

## دلائل

بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب انہوں نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر رجوع کر لیا تو فرمایا ”احتسب علیہ“ کہ وہ حالت حیض کی طلاق شمار کی گئی۔ ”مسند امام اعظم“ میں نقل کردہ روایت سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ اللَّعْبِ بِالطَّلَاقِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بَزْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ قَوْمٍ يَلْعَبُونَ بِحُدُودِ اللَّهِ؟ فَقَالَ: وَيَقُولُونَ: قَدْ طَلَّقْنَاكَ، قَدَّرَ اجْعَثُكَ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کے ساتھ کھیلتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے تمہیں طلاق دی اور پھر کہتے ہیں: میں نے رجوع کیا۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي وَقُوعِ طَلَاقِ الْمَعْتُوهِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجُوزُ لِلْمَعْتُوهِ طَلَاقٌ، وَلَا بَيْعٌ، وَلَا شِرَافٌ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجنون کی نہ تو طلاق صحیح ہے اور نہ خرید و فروخت۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي عَدَمِ الطَّلَاقِ بِمَجْرَدِ التَّخْيِيرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي هَيْمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَيَّرَ نَارَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاخْتَرْنَا، فَلَمْ يَغْدُ ذَلِكَ طَلَاقًا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا اور ہم نے آپ ﷺ کو ہی اختیار کیا، یہ طلاق شمار نہیں کی گئی۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي خِيَارِ الْعِتْقِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا أَعْتَقَتْ بَرِيرَةَ، وَلَهَا زَوْجٌ مَوْلَى لِيَالِ أَبِي أَحْمَدَ، فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَكَانَ زَوْجَهَا حُرًّا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے بریرہ کو آزاد کیا، ان کا خاوند آل ابی احمد کا آزاد کردہ غلام تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار عتق دیا تو اس نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا، اس وقت اس کا خاوند آزاد تھا۔

### باندی کے لیے خیار عتق کا حکم

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ باندی کی آزادی کے وقت اگر اس کا شوہر غلام ہو تو باندی کو خیار عتق ملے گا کہ اگر چاہے تو اس نکاح کو باقی رکھے اور اگر چاہے تو اس کو فسخ کر دے۔ اور اگر باندی کی آزادی کے وقت اس کا شوہر آزاد ہو تو اس صورت میں باندی کو خیار عتق ملے گا یا نہیں؟ اس بارے میں احناف کے ہاں باندی کو خیار ملے گا، جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمہم کے ہاں اسے خیار نہیں ملے گا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ الْأُمَّةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَاقُ الْأُمَّةِ اثْنَتَانِ، وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باندی کی دو

طلاق ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہے۔

طلاق کی تعداد کا اعتبار مردوں کی جانب یا عورتوں کی جانب ہے

احناف رحمہ اللہ کے نزدیک عورتوں کی جانب کا اعتبار ہے جبکہ ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ مردوں کی جانب کا اعتبار کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کی کل چار صورتیں ہیں جن میں سے دو اتفاقی ہیں اور دو اختلافی ہیں

اتفاقی صورتیں:

- ۱۔ مرد اور عورت دونوں غلام ہوں تو بالاتفاق مرد کو دو طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا۔
- ۲۔ مرد اور عورت دونوں آزاد ہوں تو بالاتفاق مرد کو تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا۔

اختلافی صورتیں:

- ۱۔ مرد آزاد ہو اور عورت باندی ہو تو احناف رحمہ اللہ کے نزدیک مرد کو دو طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا، جبکہ ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مرد کو تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا
- ۲۔ مرد غلام ہو اور عورت آزاد ہو تو احناف رحمہ اللہ کے نزدیک مرد کو تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا جبکہ ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مرد کو دو طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ وَالسُّكْنَى لِلْمَبْتُوتَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: قَالَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَا نَدْعُ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ امْرَأَةٍ، لَا نَذَرِي صِدْقَتْ أَمْ كَذَبَتْ؟ الْمَطْلُوقَةُ فَلَا تَأْتِيهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ.

ترجمہ:

حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اپنے رب کی کتاب، اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ایک عورت کی بات کی وجہ سے نہیں چھوڑیں گے، ہم نہیں جانتے کہ وہ سچ کہہ رہی ہے یا جھوٹ۔ تین طلاق دی ہوئی عورت کے لیے نفقہ بھی ہے اور سکنی بھی۔



## مطلقہ کے لیے نفقہ و سکنی کا حکم

مطلقہ رجعیہ اور مجتوتہ حاملہ کو بالاتفاق عدت کے دوران نفقہ و سکنی دیا جائے گا۔ البتہ مجتوتہ غیر حاملہ کے بارے میں آراء مختلف ہیں۔ احناف رحمہم اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں مجتوتہ غیر حاملہ کا نفقہ و سکنی بھی شوہر پر واجب ہے، امام مالک و شافعی رحمہم اللہ کے ہاں صرف سکنی واجب ہے، نفقہ واجب نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ نفقہ واجب ہے، سکنی واجب نہیں۔

## دلائل

قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلِلْمُطَلَّقاتِ مَتاعٌ بِالْمَعْرُوفِ﴾، اس آیت مبارکہ میں متاع سے مراد نفقہ و سکنی ہے اور مطلقات کا لفظ عام ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”المطلقة ثلاثا لها السكني والنفقة“ مطلقہ ثلاثہ عام ہے، خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، اس کو بہر حال نفقہ و سکنی دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو چھوڑ کر قرآن و سنت پر عمل کرتے ہوئے مطلقہ ثلاثہ کے لیے نفقہ و سکنی کا فیصلہ فرمایا۔

باقی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ نے اپنا سکنی خود چھوڑا تھا اور نفقہ سکنی چھوڑنے کی وجہ سے ختم ہو گیا تھا، اس لیے اس سے استدلال درست نہیں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ یہ روایت قرآن و حدیث سے متعارض ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، أَنَّ سَبِيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةَ مَاتَتْ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَهِيَ حَامِلٌ، فَمَكَثَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ وَضَعَتْ، فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّنَابِلِ ابْنُ بَعْلِكَ، فَقَالَ: تَشَوَّفْتِ؟ تُرِيدِينَ الْبَاءَةَ؟ كَلَّا، وَاللَّهِ، إِنَّهُ لَا بَعْدَ الْأَجْلَيْنِ، فَأَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: كَذَبٌ، إِذَا حَضَرَ فَأَذِنِينِي.

ترجمہ:

حضرت اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کا خاوند فوت ہو گیا، وہ حاملہ تھیں، پچیس دن کے بعد وضع حمل ہوا، ان کے پاس سے ابو السنا بل بن بعلک کا گزر رہا تو انہوں نے کہا کہ تو نبی

سنوری بیٹھی ہے، کیا نکاح کا ارادہ ہے؟ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! تیری عدت لمبی مدت سے ہے، تو وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور ان کو یہ بات ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے غلط کہا، جب وہ آئے تو مجھے بتانا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي نَسْخِ عِدَّةِ الْوَفَاةِ فِي الْبَقْرَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: مَنْ شَاءَ بَاهَلْتَهُ أَنْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُضْرَى نَزَلَتْ بَعْدَ الطُّوَلَى.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَسَخْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ الْقُضْرَى كُلَّ عِدَّةٍ: (وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ).

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہے میں اس سے مبالغہ کرتا ہوں کہ چھوٹی سورۃ نساء (سورۃ طلاق) لمبی سورۃ (سورۃ بقرہ) کے بعد اتری ہے۔

ایک روایت میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ چھوٹی سورۃ نساء نے حاملہ کی سب عدتوں کو منسوخ کر دیا (یعنی) حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جنیں۔

### حدیث کی وضاحت

مسئلہ کی وضاحت یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں آیت وارد ہے ﴿وَالَّذِينَ يَتوفون منكم وينذون أزواجاً يترصدن بأنفسهن أربعة أشهر وعشراً﴾ (ترجمہ) ”تم میں سے جو مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو (بیویاں) روکے رکھیں اپنے نفسوں کو چار ماہ دس دن تک“۔ اس آیت کے عموم کے ماتحت ہر اس عورت کی عدت چار ماہ دس دن کی قرار پاتی ہے، جس کا خاوند مر جائے، خواہ وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، پھر سورۃ طلاق میں یوں وارد ہے: ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ کہ حمل والیوں کی مدت (عدت) یہ ہے کہ وہ اپنے بچہ کو جن لیں۔ تو اس آیت کی رو سے عدت حاملہ کی، خواہ اس کا خاوند مر ہو وضع حمل سے ثابت ہوتی ہے، چاہے کم سے کم مدت میں وضع حمل ہو ہو۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہر دو آیت کو جمع کرنے کے لیے احتیاط کی صورت مروی ہے، یعنی ابعد الاجلین پر عمل کرنا چاہیے کہ اگر وضع حمل چار ماہ دس دن کے بعد ہو تو وضع حمل سے

عدت ختم ہوگئی اور اگر پہلے تو چار ماہ دس دن کے بعد۔

حضرات شافعیہ رحمہم اللہ بھی اس میں گڑ بڑائے ہیں کہ آیت بقرہ کو حدیث سبیحہ سے مخصوص مانیں یا منسوخ یا کیا؟ مگر احناف رحمہم اللہ کے نزدیک سبیحہ کی حدیث سے یہ آیت بقرہ نہ مخصوص ہو سکتی ہے نہ منسوخ، کیوں کہ خبر واحد آیت کے لیے نہ مخصوص بن سکتی ہے نہ ناسخ، البتہ سورہ طلاق کی آیت «وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ» سے آیت بقرہ کا نسخا مانتے ہیں، کیوں کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس پر صراحتاً دال ہے اور ثابت کرتی ہے سورہ طلاق کی آیت نزول میں متاخر ہے تو یہ اس کی ناسخ ہوئی، گویا تاریخ کا پتا خبر واحد سے چلتا ہے، مگر آیت بقرہ کا نسخا آیت طلاق سے ہے، نہ کہ خبر واحد سے، معجم طبرانی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اولات الاحمال کی آیت تین طلاقوں والی عورت کے لیے ہے یا اس کے لیے جس کا شوہر مر چکا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر دو کے لیے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حاملہ کی مدت آیت طلاق سے وضع حمل متعین ہوگئی چاہے شوہر کی وفات کے ایک ساعت بعد ہی وضع حمل ہوا ہو،۔ مؤطا امام مالک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے کہ اگر حاملہ عورت نے بچہ ایسے وقت جنا کہ اس کے شوہر کی لاش ابھی تختہ پر ہے، وہ دفن نہیں ہوئی، تب بھی اس کی عدت ختم ہوگئی۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا...

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ فِي الْمَرْأَةِ تُتَوَفَّى عَنْهَا، وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا، وَلَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا، فَقَالَ: لَهَا صَدَقَةٌ بِسَائِبِهَا، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ.  
فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي بَرِزِ بْنِ بَرِزٍ وَاشْتَقِيَ مِثْلَ مَا قَضَيْتَ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور اس کا مہر بھی مقرر نہ تھا اور نہ دخول ہوا تھا تو ایسی عورت کے لیے مہر مثلی ہے، اس کے لیے میراث ہے اور اس پر عدت بھی لازم ہے۔ حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول

اللہ ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں آپ کی طرح فیصلہ فرمایا تھا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْإِيْلَاءِ بِالْكَلامِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ الْبَرَاهِينِ، عَنِ عَلْقَمَةَ، قَالَ فِي الْمَوْلَى: فَيْئَةُ الْجَمَاعِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ عَذْرٌ، فَفَيْئَةُ بِاللِّسَانِ۔

ترجمہ:

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے ایلاء کرنے والے کے بارے میں فرمایا: اس کا رجوع جماع ہے، مگر کوئی عذر ہو تو زبان سے بھی رجوع کر سکتا ہے۔

### ایلاء کے لغوی و اصطلاحی معنی

لغت میں ایلاء کہتے ہیں: ”قسم اٹھانا“ اور شریعت کی اصطلاح میں ایلاء کے معنی ہیں: ”چار ماہ سے اس سے زیادہ مدت کے لیے اپنی بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم اٹھانا“۔ مولیٰ (ایلاء کرنے والے) کے لیے حکم یہ ہے کہ چار ماہ کے دوران بیوی کے قریب جائے تو قسم کا کفارہ ادا کرے۔

چار ماہ گزرنے کے بعد خود بخود ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے، جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے ہاں خود بخود طلاق واقع نہیں ہوتی، بلکہ چار ماہ کے دوران اگر بیوی کے قریب نہ گیا تو قاضی خاوند کو رجوع کا حکم دے گا، انکار کرنے پر ان دونوں کو الگ الگ کر دے گا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْخَلْعِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، أَنَّ امْرَأَةً ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ أَنْتِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتٌ، فَقَالَ: أَنْتِ خَلَعْتِ مِنْهُ بِحَدِيثِهِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، وَأَزِيدُ، قَالَ: أَمَّا الزِّيَادَةُ فَلَا۔

ترجمہ:

حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی زوجہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ نہ میں ثابت کے ساتھ اور نہ وہ میرے ساتھ رہ سکتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس سے باغیچے کے بدلے خلع کرتی ہے؟ تو اس نے کہا، جی ہاں، اور زیادہ بھی دیتی ہوں، فرمایا: زیادہ نہیں۔

خلع کے لغوی و اصطلاحی معنی

مذہب

خلع کے لغوی معنی ہیں: ”اتارنا“ اور شریعت کی نظر میں خلع کہتے ہیں: ”عورت کا کچھ عوض دے کر مرد سے طلاق کا مطالبہ کرنا“۔

اس بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے کہ خلع سے نکاح فسخ ہوتا ہے یا طلاق واقع ہوتی ہے؟ امام احمد و امام شافعی رحمہما اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ خلع فسخ نکاح ہے، جب کہ امام مالک و احناف رحمہم علیہم کے ہاں خلع طلاق کے حکم میں ہے۔

دلائل جمہور رحمہم علیہم

دارقطنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ”أن النبی اجعل الخلع تطليقة بائنة“۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ”اپنی بیوی کی طرف سے باغ قبول کر لو اور اسے طلاق دے دو“۔

امام احمد رحمہ اللہ علیہ کی دلیل

عن الربيع بنت معوذ بن عفراء: أنها اختلعت على عهد النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَتْ أَنْ تَعْتَدَ بِحَيْضَةٍ۔

جواب

”بحیضہ“ میں تاء وحدت کے لیے نہیں ہے، بلکہ یہ اسم جنس ہے، قلیل و کثیر دونوں پر صادق آتا ہے۔

## کتاب النِّفَقَاتِ

### لغوی واصطلاحی معنی

”النِّفَقَاتِ“ یہ نفقہ کی جمع ہے بمعنی خرچ کرنا۔ اصطلاحی معنی یہ ہے کہ وہ روزینہ جو بقائے زندگی کے لیے مسلسل جاری رہے۔

نفقہ سے عام طور پر تین چیزیں مراد لی جاتی ہیں، خوراک، پوشاک اور مسکن۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا بَاتَ أَحَدُكُمْ مَغْمُومًا مَهْمُومًا مِنْ سَبِّ الْعِيَالِ، كَانَ أَفْضَلَ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ أَلْفِ صَرْبَةٍ بِالسَّنِيفِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کوئی اپنے اہل و عیال کی وجہ سے غم زدہ ورنجیدہ ہو کر رات گزارے تو یہ اللہ کے ہاں اللہ کے راستے میں تلوار سے ہزار ضربیں مارنے سے بہتر ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجَزَتْ عَلَيْهَا، حَتَّى اللَّقْمَةَ تَنْزِعُهَا إِلَيَّ فِي أَمْرِ أَيْتِكِ.

ترجمہ:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو جو بھی خرچ کرے گا جس کے ذریعے اللہ کی رضا کا ارادہ کرے گا تو اس پر بھی اجر ملے گا، حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔

## کتاب التَّدْبِيرِ وَالْوَلَاءِ

### تدبیر کے لغوی و اصطلاحی معنی

لغت میں تدبیر کہتے ہیں: ”غور کرنا، انجام سوچنا“۔ اصطلاح میں تدبیر کے معنی ہیں: ”کسی غلام کو اپنی موت کے بعد آزاد کرنا“ کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔

مدبر کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مدبر مطلق، ۲۔ مدبر مقید۔

**مدبر مطلق:** جس کو آقا مرنے کے بعد آزادی کا کہے۔

**مدبر مقید:** جس میں غلام کی آزادی کو کسی خاص وقت یا حادثہ میں موت کے ساتھ مقید کرے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْمُدَبِّرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ عَبْدًا كَانَ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ نَعِيمٍ النَّخَامُ فَدَبَّرَهُ، ثُمَّ اخْتَجَّ إِلَى ثَمِيدٍ، فَبَاعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَمَانٍ مِائَةِ دِرْهَمٍ. وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ الْمُدَبَّرَ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابراہیم بن نعیم نخام کا ایک غلام تھا، اس نے اسے مدبر بنایا، پھر اسے رقم کی ضرورت پڑتی تو نبی اکرم ﷺ نے آٹھ سو درہم میں بیچ دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مدبر کو بیچا۔

### مدبر کی بیع کا حکم

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ مدبر مقید کی بیع جائز ہے۔ البتہ مدبر مطلق کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔ احناف و مالکیہ رضی اللہ عنہم کے ہاں مدبر مطلق سے زندگی میں خدمت لینا تو جائز ہے، مگر اس کو بیچنا جائز

نہیں۔ جب کہ شوافع اور حنابلہ رحمہ اللہ علیہم مدبر مطلق کی بیع کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ مذکور حدیث شوافع کی مستدل ہے۔ احناف رحمہ اللہ علیہم کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مدبر کی بیع فرمائی تھی وہ مدبر مقید تھا اور مدبر مقید کی بیع جائز ہے یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کے منافع کو بیچا تھا اور مدبر کے منافع کو بیچنا جائز ہے

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْوَلَاءِ لِمَنْ أَعْتَقَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ لِتُعْتِقَهَا، فَقَالَتْ مَوَالِيهَا: لَا تَبِيعُهَا إِلَّا أَنْ تَشْتَرِيَ الْوَلَاءَ لَنَا، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا، تاکہ اسے آزاد کریں، تو اس کے آقا نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچیں گے کہ ولاء ہمارے لیے ہو، انہوں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کو ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ولاء اس کے لیے جس نے آزاد کیا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهَبِيْتِهِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ نَهَى عَنِ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهَبِيْتِهِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ولاء کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔



## کتاب الایمان

### باب ماجاء فی النهی عن الیمین الفاجرة

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَاصِحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَيُقَالُ: ابْنُ عَجْلَانَ، وَيَحْيَى بْنِ يَعْلَى، وَإِسْحَاقَ السَّلُولِيَّ، وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ نَفِيلِ الْحَافِظِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِمَّا عَصَى اللَّهُ تَعَالَى بِهِ شَيْءٌ هُوَ أَعْجَلَ عِقَابًا مِنَ الْبَغْيِ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَطِيعَ لِلَّهِ تَعَالَى بِهِ أَسْرَعُ ثَوَابًا مِنَ الصَّلَاةِ، وَالْيَمِينِ الْفَاجِرَةِ تَدْعُ الدِّيَارَ بِلَاقِعٍ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سے کوئی ایسی نہیں جو بغاوت سے زیادہ جلد عذاب کا سبب بنے۔ اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداریوں میں سے کوئی ایسی نہیں جو صلہ رحمی سے جلد ثواب کا سبب بنے۔ اور جھوٹی قسم شہروں کو اجاڑ دیتی ہے۔

### یمین کے لغوی و اصطلاحی معنی

یمین لغت میں دائیں ہاتھ کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں یمین کہتے ہیں: ”تأكيد الكلام

بذكر اسم الله عز وجل وصفاته“۔

### یمین کی اقسام اور ان کا حکم

یمین کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ لغو، ۲۔ غموس، ۳۔ منعقدہ۔

**یمین لغو:** احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں کسی ماضی کے کام کی غلط خبر دینا خود کو صحیح گمان کرتے ہوئے اور ائمہ ثلاثہ

رحمہم اللہ علیہم کے ہاں اس بات کو کہا جاتا ہے جو انسان کی زبان سے بغیر ارادہ کے نکل گئی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں

غصہ کی حالت میں قسم کھانا یمین لغو ہے

**حکم:** اس یمین میں بالاتفاق کفارہ نہیں ہے۔

**یَمِینِ غَمُوسٍ:** کسی ماضی کے کام یا واقعہ کی جان بوجھ کر غلط خبر دینا۔

**حکم:** عندا لجمہور اس یمین میں گناہ ہے، لیکن کفارہ نہیں، البتہ توبہ واستغفار کرے گا۔

**یَمِینِ مَنْعِقِدِهِ:** آئندہ آنے والے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کو اللہ کے نام سے مؤکد کرنا۔

**حکم:** اس یمین کو پورا نہ کرنے کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔

### یَمِینِ مَنْعِقِدِهِ كَا كَفَّارِهِ

۱۔ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا لباس فراہم کرنا۔

۲۔ غلام آزاد کرنا۔

۳۔ تین روزے رکھنا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي نَذْرِ مَعْصِيَةٍ وَفِيهِ الْكُفَّارَةُ وَعَدَمُ الْوَفَاءِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ، وَلَا نَذَرَ فِي غَضَبٍ.

ترجمہ:

حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی فرماں برداری کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ وہ اطاعت کرے، جو شخص اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ نافرمانی نہ کرے۔ اور غصہ کی حالت میں نذر نہیں ہوتی۔

فائدہ: مذکورہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مستدل ہے کہ غصہ کی حالت میں نذر نہیں ہوتی۔ جواب: غصہ کی حالت میں انسان کو کوئی نذر ماننی نہیں چاہیے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نَذَرَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ تَعَالَى، وَكَفَّارَتُهُ كُفَّارَةُ يَمِينٍ.

ترجمہ:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

میں نذر کو پورا کرنا نہیں، اس کا کفارہ قسم کے کفارہ کی طرح ہے۔

### معصیت کی نذر کا حکم

احناف اور حنابلہ رحمہم اللہ کے ہاں معصیت کی نذر منعقد ہو جاتی ہے، دلیل مذکورہ حدیث ہے۔ شوافع اور مالکیہ رحمہم اللہ کے ہاں معصیت کی نذر منعقد ہی نہیں ہوتی، دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ”لا نذر فی معصیۃ اللہ“۔ احناف رحمہم اللہ کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ معصیت کی حالت میں نذر ماننی نہیں چاہیے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ يَمِينِ اللَّغْوِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾، قَالَتْ: هُوَ قَوْلُ الرَّجُلِ: لَا وَاللَّهِ، وَبَلَى وَاللَّهِ، مِمَّا يَصِلُ بِهِ كَلَامُهُ، مِمَّا لَا يَغْتَقِدُ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حَدِيثًا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد باری تعالیٰ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾ کا مطلب بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ اس سے مراد کسی آدمی کا یہ کہنا ہے ”لا وَاللہ، بلی وَاللہ“ اس سے کلام کو ملانا، مقصود ہوتا ہے، دل اس پر جمتا نہیں ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْأَسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ يُبْطَلُهَا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَاسْتَثْنَى، فَلَهُ ثَنِيَاهُ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قسم اٹھائی اور استثنا بھی کیا تو اس کے لیے استثنا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَقَدْ اسْتَشْنَى.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے قسم اٹھائی اور کہا: ان شاء اللہ، تو اس نے استننا کیا۔

## کتاب الحدود

حد کے معنی

”حدود“ حد کی جمع ہے اور حد کے اصل معنی ہیں ممنوع۔ نیز اس چیز کو بھی حد کہا جاتا ہے جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو۔

اصطلاح شریعت میں حدود ان سزاؤں کو کہتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہیں اور ساتھ ہی متعین ہیں، جیسے چوری، زنا، شراب نوشی کی سزائیں۔ لفظ حد کے اصل معنی ممنوع یا حائل اگر پیش نظر ہوں تو واضح ہوگا کہ شرعی سزاؤں کو حدود اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ سزائیں بندوں کو گناہوں میں مبتلا ہونے سے روکتی ہیں اور ان کا خوف انسان اور جرم کے درمیان حائل رہتا ہے۔

حدود اللہ

یہ محارم کے معنی میں بھی منقول ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿تلك حدود الله فلا تقربوها﴾ اسی طرح مقادیر شرعیہ، یعنی تین طلاقوں کا مقرر ہونا وغیرہ کے معنی میں بھی منقول ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿تلك حدود الله فلا تعتدوها﴾، لیکن واضح رہے کہ ان دونوں میں بھی حدود کا اطلاق اصل معنی ممنوع ہی کے اعتبار سے ہے کہ محارم کی قربت (یعنی ان سے نکاح و خلوت) بھی ممنوع ہے اور مقادیر شرعی سے تجاوز کرنا بھی ممنوع ہے۔

سزا کی تفصیل

شرعی قانون نے جرم و سزا کا جو ضابطہ مقرر کیا ہے اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں

سزائیں تین طرح کی ہیں۔

(۱) وہ سزائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے متعین کر دیا ہے، مگر ان کے اجراء کو خود بندوں پر چھوڑ دیا ہے، ان میں کسی خارجی طاقت جیسے حاکم یا حکومت کو دخل انداز ہونے کا حکم نہیں ہے، شریعت نے اس طرح کی سزا کا نام کفارہ رکھا ہے، جیسے قسم کی خلاف ورزی یا رمضان میں بلا عذر شرعی روزہ توڑ دینے کا نام کفارہ!

(۲) وہ سزائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہیں اور ساتھ ہی متعین ہیں، ان سزاؤں کو جاری کرنے کا اختیار تو حاکم یا حکومت کو ہے، مگر ان میں قانون سازی کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے، اس طرح کی سزا کو شریعت میں حد کہتے ہیں، جیسے چوری، زنا اور شراب نوشی کی سزائیں۔

(۳) وہ سزائیں جنہیں کتاب و سنت نے متعین تو نہیں کیا ہے، مگر جن برے کاموں کی یہ سزائیں ہیں ان کو جرائم کی فہرست میں داخل کیا ہے اور سزا کے تعین کا مسئلہ حاکم یا حکومت کے سپرد کر دیا ہے کہ وہ موقع محل اور ضرورت کے مطابق سزا خود متعین کریں، گویا اس قسم کی سزاؤں میں حکومت کو قانون سازی کا حق بھی حاصل ہے، مگر اس دائرہ کے اندر رہ کر جو شریعت نے متعین کر رکھا ہے، اس طرح کی سزا شریعت میں ”تعزیر“ کہلاتی ہے۔

### حد و تعزیر میں فرق

۱۔ حد و سزائیں شریعت کی طرف سے مقرر ہیں، جب کہ تعزیر میں سزا قاضی مقرر کرتا ہے۔

۲۔ حد سے ساقط ہو جاتی ہے، جب کہ تعزیر ساقط نہیں ہوتی۔

۳۔ تعزیر تو بہ سے ساقط ہو جاتی ہے، جب کہ حد ثابت ہونے کے بعد تو بہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

۴۔ حد میں کسی کی سفارش قبول نہیں کی جاسکتی، جب کہ تعزیر میں اس کی گنجائش ہے۔

۵۔ حد صرف معصیت میں مقرر ہے، جب کہ تعزیر تا دیبا بھی لاگو کی جاتی ہے۔

۶۔ تعزیر زمانہ، اشخاص اور شہروں کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، جب کہ حد ہر زمانہ، شہر اور آدمی کے

لیے ایک ہی مقرر ہے۔

۷۔ حد میں جرم کی کیفیت سے تخفیف نہیں ہوتی، جب کہ تعزیر میں جرم کی کیفیت کی کمی زیادتی سے

تخفیف کی جاسکتی ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الْخَمْرِ وَالْقِمَارِ وَغَيْرِهِمَا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْمِزْمَارَ وَالْكَؤُوبَةَ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے لیے شراب، جوا، آلات موسیقی اور طبلہ کو ناپسند فرماتے ہیں۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي حَدِّ الشَّرْبِ وَالسَّرْقَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ بِابْنِ أَخٍ لَهُ نَشْوَانَ، قَدْ ذَهَبَ عَقْلُهُ، فَأَمَرَهُ، فَحَبَسَ حَتَّى إِذَا صَحَا وَأَفَاقَ عَنِ الشُّكْرِ، دَعَا بِالسُّوطِ فَقَطَعَ لَمَرَّتَهُ وَرَقَّهُ، وَدَعَا جَلَادًا، فَقَالَ: اجْلِدْهُ عَلَى جِلْدِهِ، وَارْفَعْ يَدَكَ فِي حَدِّكَ وَلَا تَبْذُضْ بَعِيْكَ.

قَالَ: وَأَنْشَأَ عَبْدُ اللَّهِ يَعُدُّ حَتَّى أَكْمَلَ ثَمَانِينَ جِلْدَةً خَلَى سَبِيلَهُ، فَقَالَ الشَّيْخُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَاللَّهِ إِنَّهُ لَابْنُ أَخِي، وَمَالِي وَلَدٌ غَيْرُهُ، فَقَالَ: شَرُّ الْعَمِّ وَالِى الْيَتِيمِ، أَنْتَ كُنْتَ، وَاللَّهِ مَا أَحْسَنْتَ أَدَبَهُ صَغِيرًا، وَلَا سَتَرْتَهُ كَبِيرًا.

قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ يَحْدِثُنَا، فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ حَدِّ أُقِيمَ فِي الْإِسْلَامِ لِسَارِقِ أَبِي بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَامَتْ عَلَيْهِ الْبَيْتَةُ، قَالَ: انْطَلِقُوا بِهِ، فاقطعوه، فَلَمَّا انْطَلَقَ بِهِ نَظَرَ إِلَى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَأَنَّمَا سَفَّ عَلَيْهِ وَاللَّهُ الرَّمَادُ، فَقَالَ بَعْضُ جُلَسَائِهِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَكَ أَنْ هَذَا قَدْ اشْتَدَّ عَلَيْكَ؟ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي أَنْ لَا يَشْتَدَّ عَلَيَّ، أَنْ تَكُونُوا أَعْوَانَ الشَّيْطَانِ عَلَيَّ أَحْيَاكُمْ، قَالُوا: فَلَوْلَا خَلَيْتَ سَبِيلَهُ، قَالَ: أَفَلَا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتُونِي بِهِ، فَإِنَّ الْإِمَامَ إِذَا انْتَهَى إِلَيْهِ حَدٌّ، فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَغْلِبَطَهُ، قَالَ: ثُمَّ تَلَا: ﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا﴾.

ترجمہ:

حضرت یحییٰ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی اپنے بھتیجے کو لے کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ملا اور عرض کیا کہ:

اللہ کے پاس آیا، جوشہ میں چور تھا اور اس کی عقل بھی چلی گئی تھی، تو آپ نے اس کے بارے میں حکم ارشاد فرمایا تو اسے قید کر لیا گیا، جب وہ صحیح ہو گیا اور نشہ دور ہو گیا تو آپ نے ایک کوڑا منگوا کر اس کا پھندنا کاٹا اور جلا دو دے کر حکم دیا کہ اس کو مارو اور مارتے ہوئے ہاتھ اٹھاؤ، نہ اتنا کہ تیری بغلیں نظر آئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر عبد اللہ شمار کرنے لگے جب اسی پورے ہو گئے تو اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ پھر اس آدمی نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! اللہ کی قسم! یہ میرے ایک ہی بھتیجا ہے، اس کے علاوہ میری کوئی اولاد نہیں، تو آپ نے فرمایا: تو بڑا بچا ہے، جو یتیم کا والی بنا، اللہ کی قسم! تو نے بچپن میں صحیح ادب نہیں سکھایا اور نہ بڑا ہو کر پردہ پوشی کی۔

پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنا شروع کی کہ اسلام میں پہلی حد جو جاری ہوئی وہ ایک چور پر تھی، جس کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، جب گواہی قائم ہو گئی تو آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ، ہاتھ کاٹ دو، جب وہ لے جایا جا رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ کا چہرہ تبدیل ہو گیا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر اللہ قسم را کھ بکھر گئی ہو، تو بعض حضرات نے کہا یا رسول اللہ! لگتا ہے آپ کو یہ بات ناگوار گزری ہے، فرمایا: یہ ناگوار کیوں نہ ہو کہ تم اپنے بھائی کے معاملہ میں شیطان کے مددگار بن جاؤ، انہوں نے عرض کیا: پھر آپ نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا؟ فرمایا: یہ تمہارا سے میرے پاس لانے سے پہلے تک تو تھا، اس لیے کہ جب امام کے پاس حد کا معاملہ پہنچ جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اسے ختم کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا﴾ معاف کرو اور درگزر کرو۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا يَقْطَعُ فِيهِ الْيَدُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ يَقْطَعُ الْيَدَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دس درہم کی مقدار چوری پر ہاتھ کاٹا جاتا تھا۔

## حدسرقہ کا نصاب

## مذہب

کتنی مقدار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟ اس بارے میں احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی نے دس درہم یا اس سے زیادہ مالیت کی چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں دینار کے چوتھے حصہ کی مالیت کی بقدر چوری سے ہاتھ کاٹا جائے گا اور حنابلہ و مالکیہ کے ہاں حدسرقہ کا نصاب ثلث دینار ہے۔

## دلائل احناف رحمہم اللہ علیہم

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ارشاد فرمایا، جس کی قیمت دس درہم تھی۔

۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”ایک دینار یا اس سے کم میں قطع ید نہیں“۔ اسی طرح حدیث الباب بھی حدسرقہ کے نصاب پر احناف کی واضح دلیل ہے۔

## امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

”عن عائشة: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقطع في ربع دينار فصاعدا“۔

جواب: اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت مضطرب ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي ذُرِّ الْخُدُودِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْرَءُوا الْخُدُودَ بِالشُّبُهَاتِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شبہ کی وجہ سے حدود کو ساقط کر دیا کرو۔



## بَاب مَا جَاءَ فِي الرَّجْمِ لِلزَّانِي الْمُحْصَنِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ الْأَخْرَ قَدْ زَنَى، فَأَقِمَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَرَدَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّلَاثَةَ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ أَتَاهُ الرَّابِعَةَ، فَقَالَ: إِنَّ الْأَخْرَ قَدْ زَنَى، فَأَقِمَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَسَأَلَ عَنْهُ أَصْحَابُهُ: هَلْ تُنْكِرُونَ مِنْ عَقْلِهِ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: انْطَلِقُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ، فَانْطَلَقَ بِهِ، فَرَجِمَ بِالْحِجَارَةِ، فَلَمَّا أَبْطَأَ عَلَيْهِ الْقَتْلُ، انْصَرَفَ إِلَى مَكَانٍ كَثِيرِ الْحِجَارَةِ، فَقَامَ فِيهِ فَأَتَاهُ الْمُسْلِمُونَ، فَرَجَمُوهُ بِالْحِجَارَةِ حَتَّى قَتَلُوهُ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هَلَّا خَلَيْتُمْ سَبِيلَهُ؟ فَاخْتَلَفَ النَّاسُ فِيهِ، فَقَالَ قَائِلٌ: هَذَا مَاعِزٌ أَهْلَكَ نَفْسَهُ، وَقَائِلٌ: أَنَا أَرْجُو أَنْ يَكُونَ تَوْبَةً، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا فِتْنَامُ مِنَ النَّاسِ لَقَبِلَ مِنْهُمْ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ قَوْمَهُ طَمَعُوا فِيهِ، فَسَأَلُوهُ مَا يُصْنَعُ بِجَسَدِهِ؟ قَالَ: اضْغَعُوا بِهِ مَا تَضْغَعُونَ بِمَوْتَاكُمْ مِنَ الْكَفَنِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَالْمَدْفِنِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ بِهِ أَصْحَابُهُ فَصَلُّوا.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا اس بھلائی سے دور شخص نے زنا کیا ہے، آپ اس پر حد قائم کریں، آپ ﷺ نے انہیں دور کیا، وہ پھر دوسری مرتبہ آئے اور پہلے والی بات کی، آپ ﷺ نے انہیں پھر دور کر دیا، وہ تیسری مرتبہ آئے اور اسی طرح کہا، پھر وہ چوتھی مرتبہ آئے اور کہا اس بھلائی سے دور شخص نے زنا کیا ہے، آپ اس پر حد قائم کریں۔ تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی حالت کے بارے میں سوال کیا کہ کیا یہ پاگل تو نہیں ہو گیا، تو انہوں نے کہا نہیں، فرمایا اسے لے جاؤ اور رجم کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کو لے جایا گیا اور انہیں پتھر مارے گئے، جب ان کے مرنے میں کچھ دیر ہوئی تو وہ اس جگہ سے ہٹ کر زیادہ پتھر ملی جگہ پر چلے گئے اور وہاں جا کھڑے ہوئے، مسلمان ان کے پیچھے گئے اور پتھروں سے رجم کر کے انہیں مار دیا۔ جب یہ خبر نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: تم نے اس کا راستہ کیوں نہیں چھوڑا؟ پھر ان کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہو گیا، کسی نے کہا کہ ماعز نے خودکشی کی ہے۔ کسی نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ یہ توبہ ہے۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ لوگوں کی جماعت بھی کرے تو ان کی طرف سے قبول کی جائے گی۔ پھر جب یہ فرمان لوگوں تک پہنچا تو وہ ان کے بارے میں ثواب کی امید رکھنے لگے، پھر انہوں نے پوچھا کہ ان کے جسم کا کیا کریں؟ تو فرمایا اسی طرح کرو جیسے تم اپنے مردوں کے ساتھ کرتے ہو، یعنی کفن، نماز جنازہ اور دفن وغیرہ، راوی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں لے گئے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

### اقرار سے حدود کا ثبوت

گواہی اور اقرار سے بالاتفاق حد ثابت ہو جاتی ہے، لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ کتنی مرتبہ اقرار کرنے سے حد ثابت ہوتی ہے؟ احناف رضی اللہ عنہم کے ہاں حد کے ثبوت کے لیے چار مجلسوں میں چار مرتبہ اقرار ضروری ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک ہی مجلس میں چار مرتبہ اقرار کافی ہے۔ امام شافعی و مالک رضی اللہ عنہما کے ہاں ایک ہی مرتبہ کا اقرار کافی ہے۔

### دلیل

احناف رضی اللہ عنہم نے اس باب میں حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا کہ انہوں نے چار مرتبہ اقرار کیا تھا۔ اس لیے ان پر حد جاری کی گئی۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْمُسْلِمِ بِالذَّمِّيِّ قِصَاصًا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ رَبِيعَةَ، عَنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، قَالَ: قَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْلِمًا بِمُعَاهِدَةٍ، فَقَالَ: أَنَا أَحَقُّ مَنْ وَفَى بِذِمَّتِهِ.

### ترجمہ:

حضرت ابن البيلماني رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان کو ایک ذمی کے بدلے میں قتل کروایا اور ارشاد فرمایا: میں اپنی ذمہ داری کو زیادہ پورا کرنے والا ہوں۔

## ذمی کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنا

مذہب

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاں اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کر دے تو اس مسلمان کو قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا، جب کہ احناف کے ہاں اس مسلمان کو قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

دلائل احناف رضی اللہ عنہم

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَنْ النَّفْسَ بِالْنَفْسِ﴾۔ حضور ﷺ نے ذمی کو قتل کرنے کے بارے میں بہت سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ذمی کا قتل مسلمان کی طرح ہے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا۔

باقی ”لایقتل مؤمن بکافر“ میں کافر سے مراد حربی کافر ہے۔

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی دلیل

حدثنا أبو جحيفة قال: قلت لعلي: يا أمير المؤمنين، هل عندكم سوداء في بيضاء ليس في كتاب الله؟ قال: لا، والذي فلق الحبة وبرأ النسمة، ما علمته إلا فهما يعطيه الله رجلا في القرآن، وما في هذه الصحيفة. قلت: وما في الصحيفة؟ قال: العقل، وفكاك الأسير، وأن لا يقتل مؤمن بكافر“۔ (ترمذی)

## کتاب الجهاد

لغوی و شرعی معنی

لغت میں جہاد کے معنی ہیں: ”کوشش کرنا“۔ اور اصطلاح شریعت میں ”دین کی طرف دعوت دینا اور جو اس دعوت کو قبول نہ کرے اس کے ساتھ جان، مال سے جنگ کرنا“۔

جہاد کی مشروعیت

جہاد بالتدریج مشروع ہوا، شروع اسلام میں مسلمانوں کو کفار کے مصائب برداشت کرنے کا حکم تھا، جب مصائب و مشقات بڑھ گئیں تو ہجرت کا حکم ہوا، پھر جب مدینہ میں کچھ طاقت حاصل ہو گئی تو مسلمانوں کو دفاعی جہاد کا

حکم دیا گیا۔ پھر آخر میں فرمایا: ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ﴾۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ خِيَانَةِ الْقَاعِدِينَ عَلَى نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى حُرْمَةَ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخُونُ أَحَدًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ إِلَّا قِيلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اقْتَصَصْنَا مِنْهُ، فَمَا ظَنُّكُمْ؟..

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی عورتوں کی حرمت کو جہاد نہ کرنے والوں پر ان کی ماؤں کی حرمت کی طرح قرار دیا ہے اور جو شخص بھی جہاد میں نہ جائے اور کسی مجاہد کے اہل میں خیانت کرے تو قیامت کے روز مجاہد سے کہا جائے گا کہ اس سے تو اپنا قصاص لے لے، پھر کیا گمان ہے تمہارا؟

### بَاب مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْبُعْثِ بِالْمِهْمَاتِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ جَيْشًا أَوْ سَرِيَّةً أَوْ صَى أَمِيرَهُمْ فِي خَاصَّةٍ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى، وَأَوْصَى فِيمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، ثُمَّ قَالَ: اغْزُوا بِسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ، لَا تَغْلُوا، وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَمْتَلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلِيَاءَ وَلَا شَيْخًا كَبِيرًا، فَإِذَا لَقَيْتُمْ عَدُوَّكُمْ، فَادْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَبَوْا فَادْعُوهُمْ إِلَى إِعْطَاءِ الْجَزْيَةِ، فَإِنْ أَبَوْا فَقَاتِلُوهُمْ، فَإِذَا حَاصَرْتُمْ أَهْلَ حِصْنٍ، فَأَرَادُوا أَنْ تَنْزِلُوا عَلَيْهِمْ، فَادْعُوهُمْ إِلَى حُكْمِ اللَّهِ تَعَالَى فَلَا تَفْعَلُوا، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ مَا حُكْمُ اللَّهِ، وَلَكِنْ أَنْزَلُوهُمْ عَلَى حُكْمِكُمْ، ثُمَّ احْكُمُوا فِيهِ بِمَا بَدَأَ لَكُمْ، فَإِنْ أَرَادُوا أَنْ تُعْطَوْهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ فَأَعْطُوهُمْ ذِمَّتَكُمْ وَذِمَّةَ آبَائِكُمْ، فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا بَدِينَكُمْ أَهْوَنَ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا بِذِمَّةِ اللَّهِ فِي رَقَبَتِكُمْ.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنْ أَرَادُوا أَنْ تُعْطَوْهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ، فَلَا تُعْطَوْهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَلَا ذِمَّةَ رَسُولِهِ، وَلَكِنْ أُعْطَوْهُمْ ذِمَّتَكُمْ وَذِمَّةَ آبَائِكُمْ، فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَّتَكُمْ وَذِمَّةَ آبَائِكُمْ أَيْسَرُ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی بڑا یا چھوٹا لشکر جہاد کے لیے بھیجتے تو اس کے امیر کو خاص اس کے نفس کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کی وصیت فرماتے اور پھر لشکر میں شریک مسلمانوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت فرماتے۔ پھر فرماتے: بسم اللہ پڑھتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، جو اللہ کا انکار کرے اس سے لڑائی کرو، نہ خیانت کرو، نہ کسی کو دھوکا دو، نہ کسی مقتول کے اعضاء کاٹو، کسی بچے اور بوڑھے کو نہ مارو، جب تم اپنے دشمن کے سامنے آؤ تو اس کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ انکار کرے تو اسے جزیہ دینے پر آمادہ کرو، اگر اس سے بھی انکار کرے تو پھر ان سے لڑائی کرو، جب کسی قلعہ کا محاصرہ کرو پھر وہ تمہیں اللہ کے حکم پر اتارنا چاہیں تو تم یہ نہ کرو؛ کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ اللہ کا حکم کیا ہے، لیکن تم اپنے فیصلے پر اتارو، پھر جو تمہاری سمجھ میں آئے اسی کے مطابق فیصلہ کرو، پھر اگر وہ چاہیں کہ تم اللہ کی امان دو، تو ان کو اپنی اور اپنے آباء کی امان دو، اس لیے کہ تمہارے لیے اپنے ذمہ کو توڑنا بنسبت اللہ کے ذمہ کو توڑنے کے آسان ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ تم سے چاہیں کہ تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ دو تو ان کو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ مت دو، بلکہ اپنا اور اپنے آباء کا ذمہ دو، اس لیے کہ تمہارے لیے اپنا اور اپنے آباء کے ذمہ کو توڑنا آسان ہے۔

## جہاد کی اقسام

جہاد کی دو قسمیں ہیں:

### ۱۔ دفاعی ۲۔ اقدامی

**دفاعی:** اگر اسلامی شہر پر کفار حملہ کر دیں تو اہل شہر پر دفاع کے لیے لڑنا۔ یہ جہاد فرض عین ہے، اگر اہل شہر دشمن کا مقابلہ نہ کر سکیں تو قریبی شہروالوں پر ان کی مدد کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

**اقدامی:** اعلائے کلمتہ اللہ کے لیے ہر زمانے میں کفار کی طرف سے ڈالی جانے والی رکاوٹوں کو ہٹانے کے لیے میدان جنگ میں لڑنا۔ یہ جہاد فرض کفایہ ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُثَلَّةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُثَلَّةِ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مثلہ سے منع فرمایا ہے۔

**فائدہ:** مثلہ کہتے ہیں کہ مقتول کے اعضاء مثلاً ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور زبان وغیرہ کاٹنا۔ شریعت اسلام میں مثلہ ممنوع ہے اور بڑی سختی سے منع کیا گیا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ حَمَادٍ، وَأَبِيهِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مَعْنٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطِيَّةِ الْقُرْظِيِّ، قَالَ: عَرَضْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قَرْيَظَةَ فَأَمَرَ بِقَتْلِ كِبَارِهِمْ وَسَبِي صِغَارِهِمْ، فَمَنْ أَنْبَتْ قِتْلَ، وَمَنْ لَمْ يُنْبِتِ اسْتَحَى مِنْهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: عَرَضْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: انظُرُوا، فَإِنْ كَانَ أَنْبَتْ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ، فَوَجَدُونِي لَمْ أَنْبِتْ، فَخَلَى سَبِيلِي.

وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: كُنْتُ فِي سَبِي قَرْيَظَةَ فَعَرَضْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانظُرُوا فِي عَائِي، فَوَجَدُونِي لَمْ أَنْبِتْ، فَأَلْحَقُونِي بِالسَّبِي.

ترجمہ:

حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریظہ کی لڑائی میں ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر حکم دیا کہ بڑوں کو قتل کر دو اور چھوٹے غلام بنا لیں۔ لیکن جو جس کے زیر ناف بال تھے ان کو قتل کر دیا گیا اور جن کے بال نہ اُگے تھے ان کو زندہ چھوڑ دیا گیا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو! اگر اس کے زیر ناف بال نکلے ہیں تو اس کی گردن مارو، لہذا انہوں نے دیکھا کہ میرے بال نہیں نکلے تھے تو مجھے چھوڑ دیا۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ قریظہ کی لڑائی میں قیدیوں میں سے میں بھی تھا، جب نبی اکرم ﷺ

کے سامنے پیش کیا گیا تو لوگوں نے میرے زیر ناف بال نہ پائے تو مجھے قیدیوں میں چھوڑ دیا۔  
 أَبُو حَنِيفَةَ: وَابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَجُلًا  
 مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قُتِلَ فِي الْخَنْدَقِ، فَأَعْطِيَ الْمُشْرِكُونَ بِحَيْفَتِهِ مَا لَمْ يَنْهَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خندق کے دن ایک مشرک خندق میں قتل کر دیا گیا، تو  
 مشرکین نے اس کی لاش کے عوض مال دینا چاہا تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ أَنْ يُبَاعَ الْخُمْسُ حَتَّى يُقَسَّمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَوْمَ خَيْبَرَ أَنْ يُبَاعَ الْخُمْسُ حَتَّى يُقَسَّمِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن غنیمت کے خمس کو تقسیم  
 سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔

قائده

تقسیم سے پہلے مال غنیمت کسی کی ملکیت نہیں ہوتا، اس لیے اس کو بیچنا جائز نہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُقَسِّمْ  
 شَيْئًا مِنْ غَنَائِمِ بَدْرٍ إِلَّا بَعْدَ مَقْدَمِهِ بِالْمَدِينَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بدر کی غنیمت کو اس وقت تک تقسیم  
 نہیں فرمایا جب تک اس کو مدینہ میں نہیں لے آئے۔

## کتاب البیوع

اسلامی نقطہ نظر سے کائنات انسانی کی عملی زندگی کی محور ہیں، اول حقوق اللہ کہ جسے عبادات کہتے ہیں، دوم حقوق العباد کہ جسے معاملات کہا جاتا ہے، یہی دو اصطلاحیں ہیں جو انسانی نظام حیات کے تمام اصول و قواعد اور قوانین کی بنیاد ہیں۔

ان دونوں میں چوں کہ حقوق اللہ کی عمومیت حاصل ہے کہ اس کا تعلق کائنات انسانی کے ہر فرد سے ہے، اس لیے مصنف کتاب نے پہلے ان کو بیان کیا، اب اس کے بعد حقوق العباد یعنی معاملات کا بیان شروع کیا ہے، جس کا سب سے اہم جز بیع ہے۔

### بیع کے معنی

بیع کے معنی ہیں بیچنا، یعنی فروخت کرنا، لیکن کبھی اس کے معنی خریدنا بھی مراد ہوتے ہیں، اس لیے بیع کا ترجمہ اصطلاحی طور پر خرید و فروخت کیا جاتا ہے۔

اصطلاحی معنی: ”مبادلة المال بالمال بالتراضی“۔

علامہ فخر الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اصطلاح شریعت میں آپس کی رضامندی سے مال کے ساتھ مال بدلنا بیع کہلاتا ہے۔

### بیع کی مشروعیت

بیع یعنی خرید و فروخت کا مشروع ہونا قرآن کریم کی اس آیت ﴿وَآخَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ (البقرة) (اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جو (آگے آئیں گی) سے ثابت ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيهِ مِنَ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّعْمَانَ، يَقُولُ عَلَى الْمُنْبَرِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: الْحَلَالُ بَيْنَ، وَالْحَرَامُ بَيْنَ، وَبَيْنَ ذَلِكَ مُشْتَبِهَاتٌ، لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ



النَّاسِ، فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِزِّهِ.

ترجمہ:

شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ نعمان رضی اللہ عنہ منبر پر یہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں، جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ سو جو شخص ان چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین و عزت کو بچا لیا۔

مشتبہات سے مراد

مشتبہات سے مراد وہ امور ہیں جن کے بارے میں حلت و حرمت دونوں طرح کے دلائل ہوں۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد ”مکروہ امور“ ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ ”امور مباحہ“ مراد ہیں۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنِ عَلَى الْخَمْرِ وَتَعَلَّقِهَا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لُعِنَتِ الْخَمْرُ، وَعَاصِرُهَا، وَسَاقِيهَا، وَشَارِبُهَا، وَبَائِعُهَا، وَمُشْتَرِيهَا.

ترجمہ:

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لعنت کی گئی ہے شراب پر، اس کے نچوڑنے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے پینے والے پر، اس کو بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، أَوْ سَأَلَهُ أَبُو كَثِيرٍ عَنِ بَيْعِ الْخَمْرِ، فَقَالَ: قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ، حَزَمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّخُومُ فَحَزَمُوا أَكْلَهَا، وَاسْتَحَلُّوا بَيْعَهَا، وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا، وَإِنَّ الَّذِي حَزَمَ الْخَمْرَ حَزَمَ بَيْعَهَا وَأَكَلَ ثَمَنَهَا.

ترجمہ:

محمد بن قیس تابعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، یا ابو کثیر نے پوچھا کہ شراب کے بیچنے کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ قتل کرے یہود کو کہ ان پر چربی حرام کی گئی

تو انہوں نے اس کا کھانا تو حرام سمجھا، لیکن اس کا بیچنا حلال کر لیا اور اس کا شمن کھاتے رہے۔ بے شک جس نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اس نے اس کو بیچنا اور اس کا شمن کھانے بھی حرام قرار دیا ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي اللَّعْنِ عَلَى أَكْلِ الرَّبَا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَ الرَّبَا وَمُؤْكَلَهُ.

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سو دکھانے والے اور اس کے کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي الرَّبَا فِي التَّسْيِئَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: إِنَّمَا الرَّبَا فِي التَّسْيِئَةِ، وَمَا كَانَ يَدَا بَيْدٍ فَلَا بَأْسَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ ”ربو تو صرف ادھار میں ہے، جو ہاتھ در ہاتھ ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔“

### بَاب مَا جَاءَ فِي الرَّبَا فِي الْأَشْيَاءِ السِّتَةِ بِالْفَضْلِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبَاً، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزُنَا بِوَزْنٍ، وَالْفَضْلُ رِبَاً، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبَاً، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبَاً. وَفِي رِوَايَةٍ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزُنَا بِوَزْنٍ يَدَا بَيْدٍ، وَالْفَضْلُ رِبَاً، وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا بِكَيْلٍ.

يَدَّ اِبْيَدًا، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ كَيْلًا بِكَيْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سونا سونے کے بدلے میں برابر برابر ہے اور زیادتی سود ہے، چاندی چاندی کے بدلے میں ہے، وزن میں برابر برابر اور زیادتی سود ہے۔ کھجور کھجور کے بدلے میں اور زیادتی سود ہے۔ جو جو کے بدلے برابر برابر ہے اور زیادتی سود ہے۔ نمک نمک کے بدلے میں برابر برابر ہے اور زیادتی سود ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سونا سونے کے بدلے ہے برابر برابر اور زیادتی سود ہے، گندم گندم کے بدلے میں برابر برابر ہے اور زیادتی سود ہے۔ کھجور کھجور کے بدلے میں ہے برابر برابر اور زیادتی سود ہے۔ اور نمک نمک کے بدلے میں برابر برابر اور زیادتی سود ہے۔

ربو کے لغوی و شرعی معنی

ربو کہتے ہیں ”مطلق زیادتی“ کو اور شریعت کی روشنی میں ربو کی تعریف یہ ہے: ”ہو فضل خال عن

عوض شرط لاحد المتعاقدين في المعاوضة بالمعيار الشرعي“۔

یعنی وہ زیادتی جو عوض سے خالی ہو، عقد معاوضہ میں متعاقدين میں سے کسی کے لیے اس کی شرط لگائی

گئی ہو معیار شرعی کے ساتھ۔

ربو کی اقسام

ربو کی سات قسمیں ہیں:

- ۱۔ ربو القرض: قرض دے کر لوٹانے میں زیادتی کی شرط لگانا۔ اس کو ربو القرآن بھی کہتے ہیں۔
- ۲۔ ربو الرهن: قرض کے عوض گروی رکھی ہوئی چیز سے حاصل ہونے والا نفع۔
- ۳۔ ربو الشركة: عقد شرکت میں سارا نفع ایک شریک کے لیے مقرر کر دینا۔
- ۴۔ ربو الفساد: بیع فاسد میں بیع سے حاصل ہونے والا نفع۔
- ۵۔ ربو النساء: اموال ربویہ کی آپس میں ادھار بیع کرنا۔
- ۶۔ ربو الفضل: اموال ربویہ کی آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ بیع کرنا۔ اس کو ربو الحدیث بھی کہتے ہیں۔

۷۔ ربو الحبس: حکومت کا عوام سے پیسے لینا اور اس کا سود مقرر کر دینا، جو نسل در نسل چلتا رہتا ہے۔ جس کا نام وثیقہ ہے۔

### ائمہ اربعہ رحمہ اللہ علیہم کے ہاں ربو کی علت

احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں ربو کی حرمت کی علت دو چیزیں ہیں قدر مع الجنس، یعنی کیلی یا موزونی اشیاء ہوں اور دونوں اشیاء ایک ہی جنس کی ہوں تو اس وقت ”ربو الفضل“ اور ”ربو النسیئہ“ دونوں حرام ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہاں ربو کی علت طعم اور شمیت ہے، یعنی وہ چیز عام طور پر کھائی جاتی ہو یا خلقی یا عرفی طور پر شمن ہو جیسے سونا، چاندی، رانج الوقت کرنسی وغیرہ، جب ایک جنس کی آپس میں بیچ ہو تو اس وقت ربو سے خلاصی اور چھٹکارا اسی وقت ہو سکتا ہے جب ان کے درمیان مساوات و برابری پائی جائے۔ امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے ہاں ربو کی علت اقتیاء اور ادخار مع شمیت ہے، یعنی ایسی کھائی جانے والی اشیاء جن کو ذخیرہ بھی کیا جاسکے۔

### دلیل احناف رحمہ اللہ علیہم

حدیث مبارکہ میں ”مثلاً بمثل“ کے الفاظ موجود ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طرف سے مماثلت اور برابری ضروری ہے۔ اور مماثلت دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک صورت کے اعتبار سے اور دوسری معنی کے اعتبار سے۔ تو ہم نے قدر مع الجنس کو علت قرار دیا، اس لیے کہ قدر (کیل اور وزن) میں مماثلت صورتاً پائی جاتی ہے اور جنس میں اتحاد سے مماثلت معنوی حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے قدر مع الجنس کو ربو کی علت قرار دیا جائے گا۔ لہذا جس چیز میں یہ علت موجود ہوگی اس جگہ ربو الفضل اور ربو النسیئہ حرام ہوں گے۔

### قدر مع الجنس کی وضاحت

احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں ربو کی علت قدر مع الجنس ہے۔ قدر سے مراد کیلی یا موزونی اشیاء ہیں۔ اس سے مطلق قدر مراد نہیں، بلکہ کیل یا وزن میں بدلیں کا متحد ہونا مراد ہے۔ یعنی اگر ایک طرف کیلی چیز ہے تو دوسری طرف سے کیلی چیز ہی ہو، اگر ایک طرف وزنی چیز ہے تو دوسری طرف بھی وزنی چیز ہی ہو۔ لہذا اگر ایک طرف تو کیلی چیز ہو، دوسری طرف وزنی تو اس صورت میں کمی زیادتی جائز ہے۔

اگرچہ دونوں طرف کی وزنی اشیاء ایک پیمانہ میں بھی شریک ہوں، یعنی دونوں کا ایک ہی ترازو میں

وزن کیا جاتا ہو۔ لہذا اگر لوہے اور مشک یا زعفران کے درمیان کمی زیادتی سے بیچ کرنا جائز ہے؛ کیوں کہ اگرچہ دونوں وزنی ہیں، مگر لوہے کے لیے اگر ترازو استعمال ہوتا ہے اور مشک و زعفران کے لیے الگ۔ اس لیے ان کے مابین کمی زیادتی ربو شمار نہیں ہوگی۔

اور جنس سے مراد وہ جنس نہیں جو ایسے کثیر افراد پر بولی جاتی ہے جن کی اغراض مختلف ہوں، بلکہ اس سے مراد نوع ہے، یعنی دونوں طرف کی اشیاء ایک ہی قسم و نوع کی ہوں۔ ان میں وصف کی وجہ سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔ لہذا اگر ایک طرف تو اعلیٰ قسم کی گندم ہو اور دوسری طرف گھنیا قسم کی، تو ان کی آپس میں بیچ کرتے وقت برابری ضروری ہے، کمی زیادتی ربو شمار ہوگی؛ کیوں کہ حدیث شریف میں بھی وصف کے فرق کو ختم کیا گیا ہے، ارشاد فرمایا:

”جیدھا ووردیہا سوا“۔

### ادھار و نقد میں سود

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے کہ صرف ادھار میں سود ہوتا ہے، نقد میں سود نہیں ہوتا، یعنی ایک ہی جنس کو کمی زیادتی کے ساتھ آپس میں بیچا جاسکتا ہے، بشرطیکہ نقد ہو۔ جب کہ جمہور فرماتے ہیں کمی زیادتی بھی سود ہے۔

### دلیل جمہور رحمہ اللہ علیہم

جمہور رحمہ اللہ علیہم کی دلیل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ جس میں ہے: ”الذهب بالذهب مثلاً بمثل والفضل ربو...“۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي اشْتِرَاءِ الْعَبْدَيْنِ بَعْدَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى

عَبْدَيْنِ بَعْدَ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غلام کے بدلے دو غلام خریدے۔

فائدہ

کیوں کہ یہاں ہر دو عوض ہم جنس تو ہیں، مگر کیلی اور موزونی نہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ اشْتَرَى طَعَامًا، فَلَا يَبِغُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص غلہ خریدے وہ اس کو اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس کو ناپ نہ لے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْغَرَرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ بَيْعِ الْغَرَرِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ

حدیث بالا کے متعلق امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کتاب البیوع میں یہ حدیث گویا ایک اصول اور بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اسی لیے امام مسلم رحمہ اللہ اس کو شروع میں لائے ہیں، اس پر بے شمار مسائل کا دارومدار رکھتے ہیں۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْمُرَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمُرَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بیع مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا۔

**بیع مزابنہ:** درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو کٹی ہوئی کھجوروں کے عوض فروخت کرنا۔

**بیع محاقلہ:** اور اگر یہی عمل کھیت کی پیداوار میں جاری کیا جائے، مثلاً کھیت میں لگی ہوئی گندم کو کٹی ہوئی گندم

کے عوض فروخت کیا جائے تو اسے ”محاقلہ“ کہتے ہیں۔

اس بیع کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ کئی ہوئی کھجور اور گندم کا وزن ممکن ہے اور درخت پر لگی ہوئی کھجور اور کھیت میں کھڑی ہوئے گندم کا وزن کرنا ممکن نہیں۔

اور مسئلہ یہ ہے کہ جب کھجور کی بیع کھجور سے یا گندم کی بیع گندم سے ہو تو اس صورت میں برابری ضروری ہے، کمی زیادتی حرام اور اٹکل اور اندازے سے بیچنے کی صورت میں برابری کا پایا جانا ضروری و یقینی نہیں۔ بلکہ کمی زیادتی کا احتمال باقی رہے گا۔ اور اموال ربویہ میں کمی زیادتی کے احتمال کے ساتھ بیع کرنا حرام ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اشْتِرَاءِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يُشْقِحَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُشْتَرَى ثَمَرَةٌ حَتَّى يُشْقِحَ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پھل کو اس وقت تک خریدنے سے منع فرمایا جب تک وہ سرخ یا زرد نہ ہو جائے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ جَبَلَةَ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّلْمِ فِي التَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحَهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو بیچنے سے منع فرمایا جب تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ زَفَعَتِ الْعَاهَاتُ يَغْنَى الْقُرْيَا.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ثریا ستارہ طلوع ہو جائے تو آفتیں ہٹ جاتی ہیں۔

## بیع سلم کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

سلم کا لغوی معنی مقدم کرنا اور سپرد کرنا ہے اور شریعت کی اصطلاحی میں بیع سلم اس عقد کا نام ہے جو بائع کے لیے ثمن میں جلدی اور مشتری کے لیے بیع میں کچھ مدت کے بعد ملک کو ثابت کرے۔ بعنوان آخر ثمن کی ادائیگی نقد ہو اور بیع کی وصولی کچھ وقت کے بعد ہو۔

## حنفیہ و شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک بدو صلاح کی تفسیر

بدو صلاح کے بارے میں احادیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں: ”ان النبی ﷺ نہی عن بیع النخل حتی یزھو، نہی عن بیع السنبل حتی یبيض ویأمن العاہة، ونہی عن بیع الثمرۃ حتی یدو صلاحھا“۔ ان تمام الفاظ سے امام شافعی رحمہ اللہ علیہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بیع سے پہلے پھل کا پکنا ضروری ہے، پکنے سے پہلے ان کے نزدیک بیع درست نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس پھل کا آفات اور بیماری سے محفوظ ہونا کافی ہے، پورا پکنا اور اس میں مٹھاس کا پیدا ہونا ضروری نہیں، بہر حال دونوں اقوال قریب قریب ہیں، اس لیے کہ پھل بیماری اور آفات سے اس وقت محفوظ ہوتا ہے جب اس میں پکنے کے آثار شروع ہو جاتے ہیں، لہذا ان دونوں اقوال میں بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔

## درختوں پر پھل کی بیع کی صورتیں

اگر پھل ابھی درخت پر ظاہر ہی نہیں ہوا تو اس کی بیع بالاتفاق حرام ہے، جیسا کہ آج کل پھل آنے سے پہلے باغات کو ٹھیکے پر دیدیا جاتا ہے اور بائع مشتری سے کہہ دیتا ہے کہ اس باغ میں اس سال جو پھل آئے گا وہ میں آپ کو فروخت کرتا ہوں، یہ صورت ناجائز ہے، اس لیے کہ یہ ایک ایسی چیز کی بیع ہو رہی ہے جو ابھی تک وجود میں نہیں آئی، اس لیے اس کے جائز ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس کی ایک اور بدتر صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ باغ کئی سال کے ٹھیکے پر دے دیتے ہیں، مثلاً تین سال، پانچ سال، یا دس سال کے لیے وہ باغ ٹھیکے پر دے دیا اور بائع نے مشتری سے آئندہ آنے والے پھلوں کی قیمت آج ہی وصول کر لی، یہ صورت بالکل ناجائز اور نص صریح کے خلاف ہے، حدیث شریف میں ہے کہ ”نہی رسول اللہ ﷺ عن بیع السنین“۔ یعنی حضور اقدس ﷺ نے کئی سال تک کی بیع کرنے سے منع فرما دیا۔ لہذا یہ صورت کسی حال میں بھی جائز نہیں۔



”بیع بشرط القطع“ اگر پھل درخت پر ظاہر ہو چکا ہو، لیکن ابھی پکانہ ہو تو ایسے پھل کی بیع کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں، پہلی صورت کو ”بیع بشرط القطع“ کہتے ہیں یعنی پھل کی بیع ہو جانے کے بعد بائع مشتری سے یہ کہہ دے کہ یہ پھل ابھی توڑ کر لے جاؤ اور پھل فی الحال توڑ کر لے جانا بیع کے اندر مشروط ہو۔ بیع کی یہ صورت بالاتفاق جائز ہے، اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں، البتہ امام ابن ابی لیلیٰ اور سفیان ثوری رحمہم اللہ علیہما اس صورت کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔

”بیع بشرط التروک“ دوسری صورت یہ ہے کہ بائع اور مشتری بیع تو ابھی کر لیں، لیکن عقد بیع کے اندر ہی یہ شرط لگا دیں کہ یہ پھل درخت پر چھوڑ دیا جائے گا، پکنے کے بعد مشتری یہ پھل کاٹ کر لے جائے گا، ایسی بیع کو ”بیع بشرط التروک“ کہتے ہیں، یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے، البتہ امام ابن المنذر اس صورت کو بھی جائز کہتے ہیں۔

”مطلق عن الشرط“ تیسری صورت یہ ہے کہ بیع تو ابھی مکمل کر لیں اور تروک یا قطع کی کوئی شرط عقد بیع کے اندر نہ لگائیں، ایسی بیع کو ”مطلق عن شرط القطع والتروک“ کہتے ہیں۔ اس صورت کے جواز اور عدم جواز میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ علیہم کے نزدیک بیع کی یہ صورت بھی ناجائز ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اور اگر پھل پک گیا ہو تو اس کی بھی تین صورتیں ہیں

۱۔ بشرط القطع: یہ بالاتفاق جائز ہے۔ ۲۔ بشرط التروک: اس میں اختلاف ہے ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ علیہم کے نزدیک جائز ہے اور احناف رحمہم اللہ علیہم کے نزدیک ناجائز ہے۔ مطلق عن الشرط: یہ بالاتفاق جائز ہے۔

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ علیہم حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں کہ اس حدیث میں حضور ﷺ نے ”بدو صلاح“ سے پہلے پھل کی بیع سے منع فرمایا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ علیہ نے احناف رحمہم اللہ علیہم کے مذہب پر آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے کہ ”من باع نخلا بعد ان تو بر فثمرتها للبائع الا ان يشترط المبتاع“۔ اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے مشتری کے شرط لگانے کی صورت میں پھل کو بیع میں داخل قرار دیا، حالانکہ جس وقت نخل کی تاخیر ہوتی ہے اس وقت تک ثمرہ میں بدو صلاح نہیں ہوتا اور اس وقت آپ ﷺ نے اس کی بیع کو جائز قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر درخت پر چھوڑنے کی شرط نہ لگائی جائے تو ثمرہ کی بیع بدو صلاح سے پہلے جائز ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْإِشْتِرَاطِ مِنَ الْمُشْتَرِي

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤْتَبَرًا، أَوْ عَبْدًا لَهُ مَالٌ، فَالْتَمَرَهُ وَالْمَالُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُشْتَرِي. وَفِي رِوَايَةٍ: مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَالْمَالُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤْتَبَرًا، فَالْمَتْرُكُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قلم لگایا ہو اور دخت یا ایسا غلام فروخت کیا جس کے پاس مال ہے تو پھل اور مال بائع کے لیے ہے، مگر یہ کہ مشتری شرط لگائے۔ ایک دوسری روایت میں اسی طرح ہے کہ جس شخص نے غلام بیچا اور اس غلام کے پاس مال بھی ہے تو مال بائع کا ہوگا، مگر یہ کہ مشتری شرط لگائے۔ اور جس نے قلم لگایا ہو اور دخت فروخت کیا تو اس کا پھل بائع کا ہے، مگر یہ کہ مشتری شرط لگائے۔

## عملِ تابیر کی تعریف

تابیر کے معنی تلیق کرنا اور گا بھاد دینا ہیں۔ اصطلاح میں تابیر یہ ہے کہ مادہ کھجوروں کے شگوفوں کو پھاڑ کر

کھجور کی ایک ٹہنی کو اس میں داخل کرنا، اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مادہ درخت پر پھل خوب آتا ہے۔

”بیع النخل قبل التابیر وبعده“ ائمہ رحمہم اللہ علیہم کے اقوال مع الدلائل۔

مذہب

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ علیہم کے نزدیک اگر تابیر شدہ کھجور کے درخت کو فروخت کیا گیا تو پھل بائع کا ہوگا، البتہ اگر مشتری نے شرط لگادی یا تابیر نہیں کی گئی تو اس صورت میں پھل مشتری کا ہوگا۔

اور امام صاحب رحمہم اللہ علیہ کے نزدیک اگر پھل نمودار ہو چکا ہے تو وہ بائع کا ہے اور اگر پھل نمودار نہیں ہوا یا پھل نمودار ہوا ہے، مگر مشتری نے شرط لگادی تو پھر وہ پھل مشتری کا ہے۔ (تحفة اللمعی)

## ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی دلیل

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث باب ہے، جس میں ”نخلاً مؤبراً“ کا لفظ موجود ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نخل غیر مؤبر کا یہ حکم نہیں، کیوں کہ ان کے ہاں مفہوم مخالف معتبر ہے۔

## احناف کی دلیل

آپ ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ ”من اشترى أرضاً فيها نخل فالثمرة للبائع إلا أن يشترط المبتاع“ (جس نے کوئی زمین خریدی کہ اس میں کھجور پر پھل لگے ہوئے تھے تو پھل بائع کا ہے، مگر یہ کہ مشتری شرط لگا دے) اس حدیث شریف میں مؤبر اور غیر مؤبر کی کوئی قید نہیں ہے، بلکہ مطلق ہے تو معلوم ہوا کہ یہ حکم دراصل تابیر کی قید سے مقید نہیں ہے۔

## تابیر کی قید اتفاتی یا احترازی ہونے کی وضاحت

حدیث باب میں، جو تابیر نخل کی قید مذکور ہے، ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ قید احترازی ہے، جب کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ قید اتفاتی ہے، احترازی نہیں ہے اور یہ قید آپ ﷺ نے بطور عادت اور اکثر حالات کے لحاظ سے بیان فرمائی ہے، جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّوْمِ عَلَى السَّوْمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَمَّنْ لَا أَتَّهُمْ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: لَا يَسْتَأْمِرُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، وَلَا يَنْكُحُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا خَالَئِهَا، وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا، لِتُكْفَأَ مَا فِي صَخْفِهَا، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ رَازِقُهَا، وَلَا تَبَايَعُوا بِالْقَاءِ الْحَجَرِ، وَإِذَا اسْتَأْجَزْتَ أُجِيرَ فَأَغْلِمَهُ أُجْرَهُ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی اپنے بھائی کے لگائے ہوئے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے، اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجے، نہ نکاح کیا جائے اس عورت سے جس کی پھوپھی یا خالہ نکاح میں موجود ہو، نہ مطالبہ کرے کوئی عورت

کسی کی طلاق کا تا کہ اس کے برتن کی چیز اپنے برتن میں الٹ لے؛ کیوں کہ اس کا رزق دینے والا اللہ ہے اور نہ بیچو پتھر پھینک کر اور جب کسی مزدور کو اجرت پر لوتو اس کی اجرت بتادو۔

### سوم علی سوم اخیہ

اس کے معنی یہ ہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان بیع کی بات چیت چل رہی ہے، بھاؤ تاؤ ہو رہا ہے ابھی بیع تام نہیں ہوئی، بائع پیسے بتا رہا ہے اور مشتری کم کرانے کی کوشش کر رہا ہے، اتنے میں تیسرا آدمی آئے اور کہے کہ یہ چیز میں اس سے زیادہ کے بدلے میں خریدتا ہوں تو یہ ”سوم علی سوم اخیہ“ ہے، جس سے حدیث مبارکہ میں منع کیا گیا ہے، فرمایا: ”لا یبع بعضکم علی بیع اخیہ“۔

### بیع علی بیع اخیہ

اس کی صورت یہ ہے کہ بائع و مشتری کے درمیان بیع ہوگئی، مثلاً زید نے عمرو سے ایک گھوڑا خریدا اور بائع نے خیار شرط لیا، اب خالد آتا ہے اور آ کر بائع سے کہتا ہے کہ تم نے جو گھوڑا عمرو کو بیچا ہے وہ بیع فسخ کر دو اور مجھے بیچ دو۔ یہ ”بیع علی بیع اخیہ“ ہے۔

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ”سوم علی سوم اخیہ“ میں تیسرا آدمی بیع تام ہونے سے پہلے مداخلت کرتا ہے، لیکن بیع علی بیع اخیہ میں تیسرا آدمی بیع تام ہو جانے کے بعد مداخلت کرتا ہے۔ یہ دونوں ناجائز ہیں اور یہ عمل بیع کے علاوہ دیگر تمام عقود میں بھی ناجائز ہے۔ یعنی ”خطبہ علی خطبہ اخیہ“ اور ”اجارہ علی اجارہ اخیہ“ وغیرہ بھی ناجائز ہیں۔

### غیر مسلم کے بھاؤ پر بھاؤ لگانا

بعض حضرات نے حدیث کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے کہا ہے کہ ”بیع علی بیع اخیہ“، مسلمان کے ساتھ ناجائز ہے، کافر کے ساتھ جائز ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں مسلمان کا لفظ صراحتاً موجود ہے۔ ”لا یسم المسلم علی سوم اخیہ“، کوئی مسلمان اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے۔

لیکن جمہور رحمہم کے ہاں ممانعت کا حکم ذمی اور متامن کو بھی شامل ہے۔ باقی حدیث مبارکہ میں جو ”مسلم“ اور ”اخ“ کا لفظ آیا ہے، یہ قید احترازی نہیں ہے، بلکہ اس عمل کی زیادہ سے زیادہ نفرت پیدا کرنے کے لیے لگائی گئی ہے۔ اگر کوئی سوم علی سوم کرے تو بیع منعقد ہوگی یا نہیں؟ اصحاب ظاہر: بیع ہی منعقد نہیں ہوگی۔ ائمہ

اربعہ رضی اللہ عنہم: بیع منعقد ہو جائے گی۔

### إلقاء حجر

(بیع الحصة) کی صورت یہ ہے کہ بائع نے سامان کی قیمت طے کر دی اور مشتری سے یہ کہا کہ تو اس سامان پر پتھر پھینک۔ جس چیز پر پتھر جا کر گرا وہ میں تجھے بیچوں گا اور اسی کی بیع لازم ہو جائے گی۔ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ جب میں کنکری پھینکوں تو بیع لازم ہو جائے گی۔ یہ بیع بھی فاسد ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں کسی دوسرے کے ذمے ایسی چیز کو لازم کرنا پایا جاتا ہے کہ جس پر وہ راضی نہیں ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں جہالت ہونے کی بنا پر غرر پایا جاتا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: اشْتَرُوا عَلَيَّ اللَّهُ، قَالُوا: وَكَيْفَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: تَقُولُونَ: بَعْنَا إِلَى مَقَاسِمِنَا وَمَغَانِمِنَا.

### ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے بھروسہ پر خرید کرو، عرض کیا وہ کیسے یا رسول اللہ؟ ارشاد فرمایا: تم کہتے ہو کہ خریدنا ہم نے تقسیم یا مال غنیمت ملنے تک۔  
فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ثمن کی مدت مجہول مقرر نہ کرو، جیسا کہ مال غنیمت ملنے پر یا عطایا کے تقسیم ہونے پر ہم ثمن ادا کر دیں گے۔ یہ درست نہیں؛ کیوں کہ اس میں ثمن کی ادائیگی کی مدت مجہول ہے اور بیع میں ایسی جہالت درست نہیں۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ.

### ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شکاری کتے کی قیمت میں رخصت دی ہے۔

## کتے کی خرید و فروخت

مذہب: احناف و مالکیہ رحمہ اللہ کے ہاں کلب صید کی خرید و فروخت جائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع بھی حلال ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں کتے کی خرید و فروخت جائز نہیں۔

## جمہور کی دلیل

نسائی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے: ”نہی رسول اللہ ﷺ عن ثمن الكلب إلا كلب صيد“۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کسی دوسرے کا کتا مار ڈالا تو آپ ﷺ نے اس پر ضمان کا فیصلہ دیا۔

## دلیل شوافع و حنابلہ رحمہ اللہ

بخاری میں حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

”أن رسول الله ﷺ نهى عن ثمن الكلب ومهر البغى وحلوان الكاهن“۔

جواب: یہ ہے کہ یہ حدیث کراہت تنزیہی پر محمول ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي يَغْفُورٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَتَّابَ بْنَ أُسَيْدٍ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ، فَقَالَ: انْهَهُمْ عَنْ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ، وَعَنْ بَيْعٍ وَسَلْفٍ، وَعَنْ رِبْحٍ مَالٍ يُضْمَنُ، وَعَنْ بَيْعٍ مَالٍ يُقْبَضُ.

## ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ان کو منع کرو بیع میں دو شرطوں سے اور بیع اور قرض سے اور غیر مضمون چیز سے نفع اٹھانے سے اور غیر مقبوض چیز کو فروخت کرنے سے۔

## رِبْحٍ مَالٍ يُضْمَنُ

شریعت کا ایک بہت بڑا اصول ہے کہ نفع ہمیشہ ضمان کا معاوضہ ہوتا ہے۔ یعنی کسی بھی چیز سے فائدہ اٹھانا اس وقت جائز ہے جب آدمی نے اس چیز کی ذمہ داری لی ہو۔ اگر بائع ثمن پر قبضہ کر لے تو ثمن اس کی ضمان

میں آجائے گا اس کے بعد بائع اس ثمن سے کوئی فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

## شرائط بیع

بیع میں کون سی شرائط جائز ہیں اور کون سی ناجائز؟ اس بحث کو کچھ تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔

بیع میں لگائی جانے والی شرائط کی پانچ قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: ایسی شرائط جن کے ذریعے سے عقد تام ہوتا ہے اور عقد ان کا تقاضہ کرتا ہے۔ یعنی عقد کے

ساتھ یہ شرائط خود بخود ثابت ہو جاتی ہیں۔

دوسری قسم: ایسی شرائط جن کے ذریعے عاقدین کی رضامتا م ہوتی ہے۔

تیسری قسم: ایسی شرائط جو دوران عقد عرف و عام میں لگائی جاتی ہوں۔

چوتھی قسم: ایسی شرائط جو عقد کے ساتھ ہی ثابت ہوتی ہیں ان کا ذکر صرف بطور تاکید کیا جاتا ہو۔

پانچویں قسم: ایسی شرائط جو مقتضائے عقد کے خلاف ہوں۔

## پہلی قسم کی شرائط کے درجات

پہلی قسم کی شرائط، جو مقتضائے عقد کے مطابق ہوں، جیسے مشتری کی ملکیت کی شرط لگانا۔

ایسی شرائط کے چار درجات ہیں: (۱) شروط الانعقاد، (۲) شروط الصحتہ، (۳) شروط النفاذ

(۴) شروط اللزوم۔

### (۱) شروط الانعقاد:

بیع منعقد ہونے کے لیے دس شرطیں ہیں۔

۱- عقد کرنے والے متعدد ہوں۔ ۲- دونوں عقل مند ہوں ۳- ایجاب و قبول میں سنجیدہ ہوں ۴- ایجاب و قبول

کے موافق ہو۔ ۵- ہر عاقد کو دوسرے کا قول معلوم ہو کہ اس نے کس کا ایجاب کیا ہے؟ ۶- ثمن مال ہو۔ ۷- بیع مال

مستقوم ہو۔ ۸- بیع قابل ملک ہو۔ ۹- بیع کی بیع شرعاً ممنوع نہ ہو۔ ۱۰- بیع معدوم نہ ہو۔

### (۲) شروط الصحتہ:

عقد کے صحیح ہونے کے لیے ۱۱ شرطیں ہیں۔

۱- ثمن و بیع مال مستقوم ہوں۔ ۲- دونوں متعین ہوں۔ ۳- یا ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ ۴- ثمن

- ادھار ہونے کی صورت میں مدت معلوم ہو۔ ۵۔ بیع نسلم کے علاوہ بیع میں بیع معجل ہو۔ ۶۔ بیع مقدور التسلیم ہو۔  
 ۷۔ بیع میں کسی معصیت کی شرط نہ ہو۔ ۸۔ عقد میں ایسی شرط نہ ہو جس کو بائع فوراً پورا نہ کر سکے۔  
 ۹۔ ایسی شرط نہ لگائی گئی ہو جس میں بائع یا مشتری کا نفع ہو۔ ۱۰۔ ربو کا شائبہ نہ ہو۔ ۱۱۔ بیع مؤقت نہ ہو۔

### (۳) شروط العفاذ:

عقد کے نافذ ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

- ۱۔ ہر عاقد عاقل، سمجھ دار، آزاد یا ماذون فی التجارت غلام ہو اور فضولی نہ ہو۔ ۲۔ بیع دوسرے کے حق کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ ۳۔ عقد میں کسی خیاری کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

### (۴) شروط اللزوم:

عقد لازم ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں۔

- ۱۔ بیع پر قبضہ کرنا۔ ۲۔ خیاری رویت کا ساقط ہونا۔ ۳۔ صفحہ کا تام ہونا۔ ۴۔ بیع میں مستحق کا نہ نکلنا۔  
 ۵۔ خیاری عیب کا ختم ہو جانا۔ ۶۔ ثمن پورا ادا کرنا۔

### دوسری قسم کی شرائط کے اقسام

دوسری قسم کی وہ شرائط، جن کے ذریعے عاقدین کی رضا تام ہوتی ہے، جیسے خیاری شرط، خیاری وصف وغیرہ لینا، اس کے تحت ۱۶ شرطیں ہیں۔

- ۱۔ خیاری شرط، ۲۔ خیاری تعیین، ۳۔ خیاری وصف، ۴۔ خیاری نقد، ۵۔ خیاری رویت، ۶۔ خیاری کیمیت، ۷۔ خیاری عیب، ۸۔ کفیل بنانا، ۹۔ ضمان الدرک، ۱۰۔ رہن رکھوانا، ۱۱۔ گواہ بنانا، ۱۲۔ ثمن ادھار کرنا، ۱۳۔ ثمن نقد دینے کی شرط لگانا، ۱۴۔ عیوب سے برأت کی شرط، ۱۵۔ بیع کو تمام اوصاف کے ساتھ پہرہ د کرنے کی شرط، بیع کو ثمن کی ادائیگی تک روکنے کی شرط۔

### تیسری قسم کی شرائط

وہ شرائط، جو عرف و عام میں لگائی جاتی ہیں، جیسے بائع کپڑا کاٹ کر دے گا، یا جبہ بنا کر دے گا، یا جوتا خریدتے وقت دونوں جوتوں کے برابر ہونے کی شرط لگانا، یا یہ شرط لگانا کہ بائع اس میں تسمہ ڈال کے دے گا۔



## چوتھی قسم کی شرائط کی اقسام

وہ شرائط، جو عقد کے دوران ہی ثابت ہوتی ہیں اور ان کا ذکر بطور تاکید کے ہوتا ہے۔ جیسے: مشتری کے لیے ملک کی شرط لگانا اور بائع پر بیع کے سپرد کرنے کی شرط لگانا، وغیرہ۔

## پانچویں قسم کی شرائط

جو مقتضائے عقد کے خلاف ہوں، یعنی جو شرائط پہلی اور دوسری قسم کی شرائط کے برعکس ہوں اور وہ ملکیت پر زیادتی کریں یا اس میں کمی کریں اور ایسی شرائط کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے جس میں بائع، مشتری یا بیع کا فائدہ ہو۔ ایسی شرائط کی پانچ قسمیں ہیں:

- ۱۔ ایسی شرط جس میں مشتری کا نفع ہو، جیسے شرط لگانی کہ بائع عقد کے بعد قرض بھی دے گا۔
- ۲۔ ایسی شرط جس میں بائع کا نفع ہو، جیسے گھر بیچا اس شرط پر کہ ایک دو ماہ تک بائع اس میں رہے گا۔
- ۳۔ ایسی شرط جس میں بیع کا نفع ہو اور وہ بیع انسان ہو، جیسے غلام بیچا اس شرط پر کہ مشتری اس سے خدمت نہیں لے گا۔

- ۴۔ ایسی شرط جس میں بیع کا نفع ہو اور وہ بیع انسان نہ ہو، جیسے گھر بیچا اس شرط پر کہ مشتری اس کو نہیں گرائے گا۔
  - ۵۔ ایسی شرط جس میں کسی اجنبی انسان کا نفع ہو، جیسے گھر بیچا اس شرط پر کہ مشتری یہ گھر فلاں کو بیچے گا۔
- مقتضائے عقد کے خلاف شرائط کی پہلی تین طرح کی شرائط (جس میں بائع، مشتری یا ایسی بیع کا نفع ہو جو انسان ہو) لگانے سے عقد بالاتفاق فاسد ہو جاتا ہے۔ جب کہ چوتھی قسم کی شرط خود لغو ہو جاتی ہے۔ اور پانچویں قسم کی شرط جس میں اجنبی کا نفع ہو ظاہر قول کے مطابق اس صورت میں بھی بیع فاسد ہو جاتی ہے:

## شرائط کی اقسام

خلاصۃً احناف رحمہم کے عقد میں لگائی جانے والی شرائط تین طرح کی ہوتی ہیں۔

## (۱) مقتضائے عقد کے مطابق شرط

وہ شرط جو مقتضائے عقد کے مطابق ہو، مثلاً یہ کہ کوئی شخص بیع کے اندر یہ کہے کہ میں تم سے اس شرط پر بیع کرتا ہوں کہ تم بیع فوراً میرے حوالہ کرو گے۔ تو یہ شرط مقتضائے عقد کے مطابق ہے۔

## (۲) ملائم عقد کے مطابق شرط

دوسری قسم میں اگر کوئی شرط ملائم عقد ہو، یعنی اگرچہ مقتضائے عقد کے اندر داخل نہیں، لیکن عقد کے مناسب ہے اس کے خلاف نہیں مثال کے طور پر کوئی شخص ادھار بیع کرتا ہے، اس شرط پر کہ تم مجھے کوئی ضامن لا کر دو کہ تم پیسے ادا کرو گے تو یہ شرط ملائم عقد ہے۔ یہ درست ہے۔

## (۳) متعارف شرط

تیسری قسم وہ جو اگرچہ مقتضائے عقد کے اندر نہیں اور بظاہر ملائم عقد بھی نہیں، لیکن متعارف ہو گئی ہے۔ یعنی تاجروں کے اندر یہ بات معروف و مشہور ہو گئی ہے تو ایسی شرط لگائی جاسکتی ہے۔ مثلاً فقہائے کرام نے اس کی یہ مثال لکھی ہے کہ کوئی شخص کسی سے اس شرط کے ساتھ جو تا خرید لے کہ بائع اس کے از دتلو الگادے گا۔

## (۴) مقتضائے عقد کے خلاف شرط کی صورتیں

پہلی صورت یہ ہے کہ عقد کا تو یہ تقاضا ہے کہ مشتری کو بیع میں تصرف کا حق حاصل ہو جائے، لیکن اگر کوئی شخص یہ شرط لگائے کہ اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تم مجھ سے اس کا قبضہ کبھی نہیں لو گے، تو یہ شرط عقد کے تقاضے کے خلاف ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایسی شرط لگائی جائے جس سے ثمن مجہول ہو جائے، جیسے ایک مکان فروخت کرتا ہے اس شرط پر کہ جب میں تجھے اس کی قیمت لا کر دوں تم اس کو واپس مجھے فروخت کرو گے، اس صورت میں ثمن مجہول ہو جائے گا۔ اس لیے کہ بیع تو ابھی کر لی، لیکن ثمن معلوم نہیں، ہو سکتا ہے کہ اس مکان کی قیمت بڑھ جائے۔ تو ایسی شرط بھی مقتضائے عقد کے خلاف ہے۔

## ایسی شرط لگانا جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو

اگر بیع کے اندر کوئی ایسی شرط لگالی جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس میں مشہور تین

مذہب ہیں۔

ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم کما مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیع کے اندر ایسی شرط لگائے جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو اور اس میں متعاقدین میں سے کسی کا یا بیع کا نفع ہو تو ایسی شرط لگانے سے شرط بھی فاسد ہو جاتی ہے اور بیع بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ قاضی کو ذہ فرماتے ہیں کہ ایسی شرط لگانا درست ہے اور یہ بیع بھی درست ہے۔  
امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر بیع میں کوئی ایسی شرط لگائی جائے جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو تو وہ شرط فاسد ہو جائے گی، تاہم بیع فاسد نہیں ہوگی۔

### ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا استدلال

ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا استدلال اس حدیث سے ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور ترمذی میں بھی آئی ہے کہ ”نہی رسول ﷺ عن بیع و شرط“۔

### علامہ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال

امام ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شرط بھی صحیح ہے اور بیع بھی صحیح ہے، ان کا استدلال حضرت جابر بن عبد اللہ کے اونٹ کی خریداری کے واقعہ سے ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے حضور اقدس ﷺ کو اونٹ فروخت کیا اور یہ شرط لگائی کہ میں مدینہ منورہ تک سواری کروں گا، چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ مدینہ منورہ تک اس پر سواری کر کے آئے، معلوم ہوا کہ بیع بھی صحیح ہے اور شرط بھی صحیح ہے۔

### امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال

امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ولاء کی شرط ان کے لیے لگا لو، لیکن شرط لگانے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا، بعد میں ولاء آزاد کرنے والے کو ہی ملے گی۔ تو یہاں آپ ﷺ نے بیع کو درست قرار دیا اور شرط کو فاسد قرار دیا۔

### جواب

شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، یہ ان شرائط کے بارے میں ہے جن کا پورا کرنا انسان کے لیے ممکن ہو، اگر ایسی شرط عقد میں لگائی جائے جس کا پورا کرنا ممکن ہو تو وہ عقد کو فاسد کر دیتی ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسی شرط لگادی جائے کہ جس کا پورا کرنا انسان کے لیے ممکن نہ ہو اور اس کے اختیار سے باہر ہو تو ایسی شرط خود فاسد اور لغو ہو جاتی ہے، عقد کو فاسد نہیں کرتی۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں یہ کتاب بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم یہ کتاب لے کر آسمان پر چلے جاؤ تو آسمان پر جانا معذر ہے، یہ ایسی شرط ہے جس کا پورا کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ لہذا یہ شرط لغو اور کان لم یکن ہے، گویا لگائی ہی نہیں گئی، اس لیے وہ عقد کو فاسد نہیں کرتی، خود لغو ہو جاتی ہے۔

اور جن شرائط کو پورا کرنا انسان کے اختیار میں نہ ہو اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک صورت یہ ہے کہ وہ اسے کر ہی نہ سکے، اس کے کرنے پر قدرت ہی نہ ہو، جیسے آسمان پر چڑھ جانا اور سورج کو مغرب سے نکالنا، وغیرہ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کام شرعاً ممنوع ہو، تو اس کو پورا کرنا بھی انسان کے اختیار میں نہیں، مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں تم کو یہ کتاب اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تمہارے بیٹے مرنے کے بعد وارث نہیں ہوں گے۔ اب یہ ایسی شرط ہے جس کا پورا کرنا انسان کے اختیار میں نہیں، لہذا یہ شرط لغو ہو جائے گی اور بیع صحیح ہوگی۔

امام ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے ایک اصول بتایا: ”الولاء لمن أعتق“، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ غیر معتق کو ولاء ملے گی تو یہ ایسی شرط ہے جس کا پورا کرنا انسان کے اختیار میں نہیں، اس لیے یہ شرط لغو ہو جائے گی اور بیع صحیح ہو جائے گی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبْتَاعُ أَحَدُكُمْ عَبْدًا، وَلَا أَمَةً فِيهِ شَرْطٌ، فَإِنَّهُ عَقْدٌ فِي الرِّقِّ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہ خریدے غلام یا باندی کو جس میں غلامی کی کوئی علامت ہو۔ کیوں کہ یہ اس میں غلامی کی گرہ ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَرِ عَنِ الْمُعْسِرِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعُ بْنُ جَرَّاشٍ، عَنْ خَدِيفَةَ، قَالَ: يُؤْتَى بِعَبْدٍ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّ، مَا عَمِلْتُ إِلَّا خَيْرًا مَا أَرَدْتُ بِهِ إِلَّا لِقَاءَكَ، فَكُنْتُ أَوْ بَيْعَ عَلِيِّ الْمُنْسِرِ، وَأُنَادِرُ عَنِ الْمُعْسِرِ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْكَ، فَتَجَاوَزُوا عَنِ عَبْدِي. فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَأَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ.

ترجمہ:

حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں نے نیک کام ہی کیے ہیں، جن سے میں آپ کی رضامندی کا

طالب رہا، میں خوش حال کو ڈھیل دیتا تھا اور تنگ دست سے درگزر کرتا تھا، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں اس بات کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں، میرے بندے سے درگزر کرو۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَدَّدَ عَلَيَّ أُمَّتِي بِالتَّقَاضِي، إِذَا كَانَ مُغْسِرًا شَدَّدَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فِي قَبْرِهِ وَ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری امت کے کسی تنگ دست سے مطالبہ میں سختی کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قبر میں سختی کریں گے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْغَشِّ فِي الْبَيْعِ وَالشَّرَاءِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ فِي الْبَيْعِ وَالشَّرَاءِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص خرید و فروخت میں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سَلَيْمَانَ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ ضَرَبَ الدِّينَارَ تَبِعَ، وَهُوَ أَسْعَدُ أَبُو كَرْبٍ، وَأَوَّلُ مَنْ ضَرَبَ الدِّرْهَمَ تَبِعَ الْأَصْغَرُ، وَأَوَّلُ مَنْ ضَرَبَ الْفَلُوسَ، وَأَذَارَهَا فِي أَيْدِي النَّاسِ نَمْرُودُ بْنُ كَنْعَانَ.

ترجمہ:

حضرت حماد بن ابوسلیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے سونے کا سکہ جاری کیا وہ تبع ہے، یعنی اسعد ابوکرب اور جس نے چاندی کا سکہ جاری کیا وہ تبع اصغر ہے اور سب سے پہلے جس نے پیسوں کا سکہ بنایا اور اس کو لوگوں میں رائج کیا وہ نمرود بن کنعان ہے۔

## كِتَابُ الرَّهْنِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنَ الْيَهُودِيِّ طَعَامًا، وَرَهْنَهُ دِرْعًا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اس کے پاس زرہ گروی رکھوائی۔

رہن کے لغوی، اصطلاحی معنی

رہن کے لغوی معنی ہیں: ”گروی رکھنا“ اور شریعت کی اصطلاح میں رہن کہتے ہیں: ”دین کے بدلے میں کوئی چیز رکھنا، تاکہ دین واپس لینے میں آسانی ہو“۔

## كِتَابُ الشُّفْعَةِ

أَبُو مُحَمَّدٍ: كَتَبَ إِلَيَّ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ سَلِيمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ.

ترجمہ:

حضرت سلیمان بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی شفعہ کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنِ الْمَسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: أَرَادَ سَعْدُ بَيْعَ دَارِهِ، فَقَالَ لِحَارِهِ: خُذْهَا بِسَبْعِ مِائَةٍ، فَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ بِهَا ثَمَانِ مِائَةٍ دِرْهَمٍ، وَلَكِنْ أُعْطِيتُكُمَا، لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنِ الْمَسُورِ، عَنْ زَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: عَرَضَ عَلَيَّ سَعْدُ بَيْتًا، فَقَالَ لَهُ: خُذْهُ، أَمَا إِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ بِهِ أَكْثَرَ مِمَّا تُعْطِينِي، وَلَكِنِّي أَحَقُّ بِهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: الْجَزَاءُ أَحَقُّ بِشَفْعَتِهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنِ الْمَسْوَرِ، عَنْ رَافِعِ مَوْلَى سَعْدٍ، أَنَّهُ قَالَ لِرَجُلٍ يَغْنَى: سَعْدًا: أَخَذَ هَذَا الْبَيْتَ بِأَرْبَعِ مِائَةٍ: فَيَقُولُ: أَمَّا إِنِّي أُعْطِيتُ ثَمَانِ مِائَةٍ دِرْهَمٍ، وَلَكِنْ أُعْطِيتُكَ، لِحَدِيثِ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: الْجَزَاءُ أَحَقُّ بِشَفْعَتِهِ.

ترجمہ:

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر بیچنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے پڑوسی سے کہا کہ تم اسے سات سو میں خرید لو، ویسے مجھے اس کے آٹھ سے مل رہے ہیں لیکن میں تمہیں سات سو میں دیتا ہوں؛ اس لیے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ پڑوسی شفعہ کی وجہ سے گھر کا زیادہ حق دار ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ مسور رضی اللہ عنہ، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر میرے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ خرید لو مجھے اس کے بدلے میں اس سے زیادہ مل رہے ہیں جو تم دو گے، لیکن تم اس کے زیادہ حق دار ہو؛ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی شفعہ کی وجہ سے گھر کا زیادہ حق دار ہے۔

ایک روایت میں اسی طرح آیا ہے کہ مسور رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام رافع سے نقل کرتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے کہا کہ یہ گھر چار سو میں خرید لو، ویسے مجھے اس گھر کے آٹھ سے ملتے ہیں، لیکن میں تمہیں چار سو میں دے رہا ہوں؛ اس لیے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ پڑوسی شفعہ کی وجہ سے گھر کا زیادہ حق دار ہے۔

فائدہ

پہلی والی روایت میں ۷۰۰ درہم اور آخری روایت میں ۴۰۰ درہم کا ذکر ہے یہ بظاہر یہ تعارض ہے۔ تطبیق یہ ہے کہ پہلی والی روایت میں جو ۷۰۰ کا ذکر ہے وہ ابتداء ہے اور بعد میں حط ثمن کے ساتھ ۴۰۰ میں فروخت کیا۔

## شفعہ کے لغوی و اصطلاحی معنی

شفعہ کے لغوی معنی ہیں: ”ملانا“ اور شرع میں اس کے معنی ہیں: ”تملك البقعة بما قام على المشتري“۔

## شفیع کی تین قسمیں

۱۔ شفیع فی نفس المبیع، ۲۔ شفیع فی حق المبیع، ۳۔ جار ملاصق

**شفیع فی نفس المبیع:** مشترکہ زمین میں سے ایک شریک اپنا حصہ بیچتا ہے تو دوسرا شریک شفیع فی نفس المبیع ہے۔ سب سے پہلے شفیع کرنے کا حق اس کو ملتا ہے۔

**شفیع فی حق المبیع:** بیچی جانے والی چیز کے جو حقوق ہیں وہ چند آدمیوں کے درمیان مشترک ہیں، تو ایسی چیز کے بیچنے پر اس کے شرکاء کو شفیع کا حق ملتا ہے، بشرطیکہ پہلی قسم کا شفیع شفیع نہ کرے۔

**جار ملاصق:** وہ پڑوسی جس کی دیواریں ملی ہوئی ہوں، یا چھت کی کڑیاں دوسرے کی دیوار پر ہوں۔

تو احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں ایسے پڑوسی کو بھی شفیع کا حق ملتا ہے، بشرطیکہ پہلے دو شفیع شفیع نہ کریں۔ جب کہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں شفیع کا حق صرف شریک فی نفس المبیع کو ہے، اس کے علاوہ کسی کو شفیع کا حق نہیں ملتا۔

## دلائل احناف رحمہ اللہ علیہم

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”الجار أحق بشفعته، ينتظر به، وان

كان غائباً إذا كان طريقهما واحداً“۔ (ترمذی) یہاں شریک فی حق المبیع مراد ہے۔

۲۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ”الجار أحق بالدار“۔

۳۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی روایت مروی ہے: ”الجار أحق بشفعته“۔

## ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”إذا وقعت الحدود و صرفت الطرق

فلا شفعة“۔

جواب: بالفرض آپ کی بات تسلیم کی جائے اور ”جار“ سے حق شفیع ساقط کیا جائے تو پھر شفیعہ جار کی احادیث کثیرہ عمل سے رہ جاتی ہیں لہذا احناف کی بات مان لی جائے، تاکہ تمام احادیث پر عمل ہو سکے۔

أَبُو حَبِيبَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ



صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَضَعَ خَشْبَةً فِي حَائِطِهِ فَلَا يَمْنَعُهُ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لکڑی اپنی یا پڑوسی کی دیوار پر رکھنا چاہو، تو پڑوسی کو نہیں روکنا چاہیے۔

فائدہ: احناف رحمہم کے ہاں پڑوسی کے لیے یہ حکم استجابی ہے۔

## كِتَابُ الْمُرَاعَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنِ الْمُخَابَرَةِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابره سے منع فرمایا ہے۔

مزارعت کے لغوی و اصطلاحی معنی

لغوی معنی ہیں: ”کھیتی باڑی کرنا“۔ اور شریعت کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں: ”معاملہ فی

الأرض علی بعض الخارج“۔ زمین کی بعض پیداوار کے عوض زمین میں کھیتی باڑی کرنا۔

مزارعت کی صورتیں

۱۔ زمین کی پیداوار کی ایک مقدار کو اپنے لیے متعین کرنا کہ جو پیداوار ہوگی، اس میں سے تیس من میرے، باقی آپ کے۔ تو یہ صورت بالاتفاق جائز نہیں۔

۲۔ زمین کے ایک مخصوص حصے کی پیداوار کو اپنے لیے متعین کرنا کہ اس حصہ سے جو پیداوار ہوگی وہ میری، اس حصے کی پیداوار آپ کی، یہ صورت بھی بالاتفاق جائز نہیں۔

۳۔ زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار کو مشاعاً تقسیم کرنا کہ نصف حصہ میرا اور نصف حصہ آپ کا، یا دو ثلث میرے اور ایک ثلث آپ کا۔ تو اس صورت میں صاحبین اور جمہور کے ہاں یہ معاملہ صحیح ہے، جب کہ امام

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ صورت بھی جائز نہیں۔

### دلائل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ”نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المخابرة“ کہ مخابره سے مراد مزارعت

ہے۔

۲۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من لم يدع المخابرة فليؤذن

بحرب من الله ورسوله“ یہاں بھی مخابره سے مراد مزارعت ہے۔

### دلیل جمہور رحمۃ اللہ علیہم

جمہور کے ہاں آپ ﷺ نے اہل خیبر سے اسی طرح کا معاہدہ فرمایا تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے

مروی ہے کہ: ”ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عامل اهل خیبر بشرط ما يخرج منها من ثمر أو زرع“ (ترمذی)

اور احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں بھی مفتی بہ قول بھی یہی ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي حَضِينٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّ بِحَائِطٍ

فَأَعَجَبَهُ، فَقَالَ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقُلْتُ: لِي، فَقَالَ: مَنْ أَيْنَ هُوَ لَكَ؟ قُلْتُ: اسْتَأْجَرْتُهُ، قَالَ: لَا تَسْتَأْجِرْهُ بِشَيْءٍ مِنْهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِحَائِطٍ فَقَالَ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقُلْتُ: لِي، وَقَدْ

اسْتَأْجَرْتُهُ، فَقَالَ: فَلَا تَسْتَأْجِرْهُ.

ترجمہ:

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ ایک باغ کے پاس سے گزرے

جو آپ کو بہت پسند آیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ میرا

ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم نے کہاں سے لیا؟ میں نے عرض کیا کہ اسے کرایہ پر لیا ہے۔ تو آپ ﷺ

نے فرمایا کہ اس کی پیداوار کے کسی حصہ کے عوض کرایہ پر نہ لینا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ایک باغ کے پاس سے گزرا تو آپ نے پوچھا یہ کس کا

ہے؟ میں نے کہا کہ یہ میرا ہے اور میں نے کرایہ پر لیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے کرایہ پر نہ لے۔

## کتاب الفضائل و السمائل

### باب ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، وَرَبِيعَةَ، عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِضَ، وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقَبِضَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقَبِضَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی جب وفات ہوئی اس وقت وہ تریسٹھ سال کے تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی اس وقت وہ بھی تریسٹھ سال کے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی وہ بھی تریسٹھ سال کے تھے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرًا، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا، وَتُوُفِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا فِي لِحْيَتِهِ وَرَأْسِهِ عَشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت عمر چالیس سال تھی، دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں قیام فرمایا، جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس سے زیادہ سفید بال نہ تھے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِفُ بِرِيحِ الطَّيِّبِ إِذَا أَقْبَلَ مِنَ اللَّيْلِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی جب رات کے وقت تشریف لاتے تو عمدہ خوشبو کی وجہ سے پہچان لیے جاتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْرِفُ بِاللَّيْلِ إِذَا أَقْبَلَ إِلَى الْمَسْجِدِ بِرِيحِ الطَّيِّبِ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت مسجد میں تشریف لاتے تو عمدہ خوشبو کی وجہ سے پہچان لیے جاتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَانِي، وَزَادَنِي.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ میرا قرض تھا، آپ نے وہ ادا کیا اور زیادہ دیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا مَسَسْتُ بِيَدِي خَرًا وَلَا حَرِيْرًا أَلَيْتَنِ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَفِي رِوَايَةٍ: مَا رَوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَارَ كُتْبِيهِ بَيْنَ جَلِيسٍ لَهُ قَطٌّ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ نے کوئی اون اور ریشم رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں چھوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی کے سامنے پاؤں دراز کیے ہوں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ أَبِيهِ، عَنِ مَسْرُوقٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟!

ترجمہ:

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُسْلِمٍ، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ، وَيَعُوذُ الْمَرِيضَ، وَيَزُكُّ الْجَمَّازَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غلام کی دعوت قبول فرماتے، مریض کی عیادت کرتے اور گدھے پر سوار ہو جایا کرتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيْضِ قَدَمَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَيْثُ أَتَى الصَّلَاةَ فِي مَرَضِهِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گویا میں ابھی بھی رسول اللہ ﷺ کے قدموں کی سفیدی کو دیکھ رہی ہوں جب مرض کی حالت میں آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ جَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَضَ الْمَرَضَ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، اسْتَحَلَّ أَنْ يَكُونَ فِي بَيْتِي، فَأَخْلَلَنَ لَهُ، قَالَتْ: فَلَمَّا سَمِعْتُ ذَلِكَ قُمْتُ مُسْرِعَةً، فَكُنْتُ فِي بَيْتِي، وَلَيْسَ لِي خَادِمٌ، وَفَرَشْتُ لَهُ فِرَاشًا حَشُوَ مِنْ لِقْتِهِ الْإِذْحَجِ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَهَادِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ، حَتَّى وُضِعَ عَلَى فِرَاشِي.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ ﷺ نے میرے گھر میں رہنے کی اجازت مانگی تو سب نے اجازت دے دی، فرماتی ہیں: جب یہ مجھے معلوم ہوا تو میں جلدی سے اٹھی، گھر میں جھاڑو لگایا، میرے پاس کوئی خادم نہیں تھا، اور ان کے لئے بستر بچھایا، جس کا بھراؤ اذخرگھاس سے تھا، پھر رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے سے تشریف لائے، میرے بستر پر بیٹھ گئے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَأَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفَةً، فَاسْتَأْذَنَهُ إِلَى امْرَأَةٍ بِنْتِ خَارِجَةَ، وَكَانَتْ فِي حَوَائِطِ الْأَنْصَارِ، وَكَانَ ذَلِكَ رَاحَةَ الْمَوْتِ وَلَا يَسْمَعُ، فَأُذِنَ، ثُمَّ ثَوَّفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَأَصْبَحَ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَرَامُونَ، فَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ غُلَامًا يَسْتَمِعُ، ثُمَّ يُخْبِرُهُ، فَقَالَ: أَسْمَعُهُمْ يَقُولُونَ: مَاتَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَدَّ أَبُو بَكْرٍ، وَهُوَ يَقُولُ: وَقَطَعَ ظَهْرَاهُ، لَمَّا بَلَغَ أَبُو بَكْرٍ الْمَسْجِدَ، حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ، وَأَزْجَفَ الْمَنَافِقُونَ، فَقَالُوا: لَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ، فَقَالَ عُمَرُ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا أَسْمَعُ رَجُلًا يَقُولُ: مَاتَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا ضَرَبَتْهُ بِالسِّنْفِ.  
فَكَفَرُوا بِذَلِكَ، فَلَمَّا جَاءَ أَبُو بَكْرٍ، وَالتَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِي، كَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ،  
ثُمَّ جَعَلَ يَلْفَمُهُ، فَقَالَ: مَا كَانَ اللهُ لِيُذَيِّقَكَ الْمَوْتَ مَرَّتَيْنِ، أَنْتَ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ،  
فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ كَانَ يَعْْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا أَقْدَمَ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْْبُدُ رَبَّ مُحَمَّدٍ فَإِنَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَا  
يَمُوتُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى  
أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَظُرَّ اللهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِينَ﴾، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ  
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَكَأَنَّا لَمْ نَفْرَأْهَا قَبْلَهَا قَطُّ، فَقَالَ النَّاسُ مِثْلَ مَقَالَةِ أَبِي بَكْرٍ مِنْ كَلَامِهِ وَقِرَاءَتِهِ، وَمَاتَ لَيْلَةَ الْاِثْنَيْنِ،  
فَمَكَثَ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمَيْنِ، وَذُفِنَ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ، وَكَانَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَوْسُ بْنُ خُوَلَيْبٍ يَضْبَانِ وَعَلِيٌّ وَالْفَضْلُ  
يَغْسِلَانِيهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طبیعت میں کچھ تخفیف دیکھی  
تو اپنی زوجہ بنت خاریجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اجازت مانگی، جو انصار کے پڑوس میں رہتی  
تھیں، حالاں کہ یہ موت کی راحت تھی اور وہ سمجھ نہ سکے، انہوں نے اجازت دے دی۔ پھر رسول اللہ  
ﷺ اسی رات وفات پا گئے، صبح لوگ سمیٹنے لگے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام سے کہا: باتیں  
سن کر مجھے بتائے۔ اس نے کہا: میں نے انہیں سنا، وہ کہہ رہے ہیں کہ محمد ﷺ رحلت فرما گئے ہیں۔  
ابو بکر بہت غمگین ہوئے اور کہہ رہے تھے: ”ہائے کمر ٹوٹ گئی“۔ ابھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مسجد نہیں  
پہنچے تھے، لوگوں کا خیال تھا کہ انہیں یہ خبر نہیں پہنچی، منافق لوگ یہ باتیں کر رہے تھے کہ اگر محمد نبی  
ہوتے تو انہیں موت نہ آتی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کسی آدمی سے یہ نہ سنوں کہ محمد ﷺ وفات پا گئے  
ہیں، وگرنہ میں اسے تلوار سے ماروں گا، تو وہ اس وجہ سے خاموش ہو گئے۔ پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے  
اور نبی اکرم ﷺ پر کپڑا پڑا تھا، آپ نے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا، پیشانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگے:  
”اللہ آپ کو دو مرتبہ موت نہیں دے گا، آپ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ مکرم ہیں“۔ پھر حضرت  
ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور فرمایا: ”اے لوگو! جو محمد کی عبادت کرتا تھا تو محمد تو وفات پا گئے اور جو محمد کے رب

کی عبادت کرتا ہے تو محمد کا رب فوت نہیں ہوگا۔“ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

(ترجمہ) ”محمد نہیں ہیں مگر ایک رسول، تحقیق ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم پلٹ جاؤ گے اپنی ایڑیوں کے بل؟ اور جو پلٹ جائے اپنی ایڑیوں کے بل تو وہ ہرگز نہیں نقصان پہنچائے گا اللہ کو کچھ اور عنقریب اللہ جزا دیں گے شکر گزار بندوں کو۔“

تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا ہم نے اس آیت کو اس سے پہلے نہیں پڑھا تھا۔ پھر لوگ بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کلام و تلاوت کی طرح کہنے لگے۔ پیر کی شب وفات ہوئی اور دو رات اور دو دن کے بعد منگل کے روز آپ کو دفن کیا گیا اور غسل کے وقت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور اس بن خوی رضی اللہ عنہ پانی ڈال رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم غسل دے رہے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

### بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الشَّيْخَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

أَبُو حَبِيْبَةَ: عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتدا کرنا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ عَمَّارٍ وَعَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

أَبُو حَبِيْبَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ خَدِيْفَةَ بِنِ الْيَمَانِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي: أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتدا کرنا اور عمار کی سیرت اختیار کرنا اور ابن مسعود کی رائے کو مضبوطی سے پکڑنا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْفَمِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: أَنَّ عَمَرَ مَرَّ بِعَثْمَانَ وَهُوَ حَزِينٌ قَالَ: مَا يَحْزُنُكَ؟ قَالَ: أَلَا أَحْزَنُ، وَقَدْ انْقَطَعَ الصِّهْرُ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِكَ حَدِيثَانِ مَاتَتْ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ تَحْتَهُ، فَقَالَ لَهُ عَمَرُ: أَرِوْجَكَ حَفْصَةَ ابْنَتِي، قَالَ: حَتَّى أَسْتَأْمِرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ: هَلْ لَكَ أَنْ أَدُلَّكَ عَلَى صِهْرٍ هُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ عَثْمَانَ، وَأَدُلَّ عَثْمَانَ عَلَى صِهْرٍ هُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنْكَ، فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: رِوْجِي حَفْصَةَ، وَأَرِوْجَ عَثْمَانَ بِنْتِي، فَقَالَ: نَعَمْ، فَفَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

موسیٰ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا، وہ پریشان تھے، پوچھا: کس وجہ سے پریشان ہیں؟ بتایا: میں کیوں نہ پریشان ہوں، رسول اللہ ﷺ اور میری درمیان مصاہرت کا رشتہ ختم ہو گیا اور یہ وقت تھا جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی وفات پا گئیں، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تھیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنی بیٹی حفصہ آپ کے نکاح میں دیتا ہوں۔ فرمایا: پہلے میں رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کر لوں، ان کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا ایسے رشتے پر تیری راہ نمائی کروں جو تیرے لیے عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کی راہ نمائی ایسے رشتے پر کرتا ہو جو تجھ سے بہتر ہے؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: حفصہ میرے نکاح میں دے دو اور میں اپنی بیٹی عثمان کے نکاح میں دے دیتا ہوں۔ عرض کیا: ٹھیک ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ سَلَمَةَ، عَنِ حَبَّةِ الْعُرَيْنِيَّةِ وَهُوَ الْهَمْدَانِيُّ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ.

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد فرماتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں سب سے پہلے اسلام لایا۔



أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَظَرَ إِلَى عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَرَأَاهُ جَائِعًا، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، مَا أَجَاعَكَ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنِّي لَمْ أَشْبِعْ مِنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن علی کرم اللہ وجہہ کی طرف نظر کی تو انہیں بھوکا دیکھا۔ پوچھا: اے علی! تجھے کس چیز نے بھوکا کیا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اتنے دنوں سے پیٹ بھر کے نہیں کھایا، فرمایا: تجھے جنت کی خوش خبری ہو۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، ثُمَّ رَجُلٌ دَخَلَ إِلَى إِمَامٍ، فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ. وَفِي رِوَايَةٍ: سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَرَجُلٌ قَامَ إِلَى إِمَامٍ جَائِعٍ، فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہیدوں کے سردار حمزہ بن عبدالمطلب ہیں، پھر وہ آدمی جو بادشاہ کے پاس جا کر امر ونہی کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت میں شہیدوں کے سردار حمزہ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ آدمی جو ظالم بادشاہ کے پاس جا کر امر ونہی کرے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

أَبُو حَنِيْفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَأْتِينَا بِالْخَبْرِ لَيْلَةَ الْأَحْزَابِ؟ فَيَنْطَلِقُ الزُّبَيْرُ فَيَأْتِيهِ بِالْخَبْرِ، كَانَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ، وَحَوَارِيُّ الزُّبَيْرِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے موقع پر فرمایا: ہمارے پاس خبر کون لائے گا؟ تو زبیر گئے اور خبر لائے، تین مرتبہ ایسے ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ أَسْمَرَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، قَالَ: فَخَرَجَا وَخَرَجَ مَعَهُمَا، فَمَرُّوا بِابْنِ مَسْعُودٍ، وَهُوَ يَقْرَأُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ كَمَا نَزَلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ، وَجَعَلَ يَقُولُ لَهُ: سَلْ ثَغْطَهُ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَبْتَئِرَانِهِ، فَسَبَقَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرَ إِلَيْهِ، فَبَشَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَهُ بِالذُّعَاءِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا دَائِمًا لَا يَزُولُ، وَنَعِيمًا لَا يَنْقُذُ، وَمِرَافِقَةً نَبِيِّكَ فِي جَنَّةِ الْخُلْدِ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، پھر وہ دونوں نکلے آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے کہ ان کا گزر ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر ہوا، وہ تلاوت کر رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ قرآن اسی طریقہ سے پڑھے جس طرح اترتا ہے تو وہ ابن ام عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر پڑھے۔ پھر آپ نے فرمایا: مانگ، تجھے دیا جائے گا۔ تو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما انہیں یہ خوش خبری سنانے کے لیے ملے، لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہل کی اور انہیں بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے تو انہوں نے یہ دعا مانگی: ”اے اللہ! میں آپ سے ایسا دائمی ایمان مانگتا ہوں جو زائل نہ ہو، ایسی نعمتیں مانگتا ہوں جو ختم نہ ہوں اور جنت الخلد میں آپ کے نبی ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔“

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَوْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهُ، أَرْسَلَ وَالِدَتَهُ أُمَّ عَبْدِ تَنْظُرَ إِلَى هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِيلِهِ، وَسَمِعَتْهُ، فَتَحْبِزُهُ بِذَلِكِ، فَيَتَشَبَّهُ بِهِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لے جاتے تو اپنی والدہ ام عبد کو بھیجتے، تاکہ وہ نبی اکرم ﷺ کے طور و طریقہ کو دیکھیں، پھر انہیں اس کی خبر دیں تو وہ اس کی پیروی کرتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مَعْنٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا كَذَبْتُ مِنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا كَذِبَةً وَاحِدَةً، كُنْتُ أَرْحَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَحَالَ مِنَ الطَّائِفِ، فَسَأَلَنِي: أَيُّ الرَّاحِلَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْتُ: الطَّائِفِيَّةُ الْمَكِّيَّةُ، وَكَانَ يَكْرَهُهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَتَى بِهَا قَالَ: مَنْ رَحَلَ لَنَا هَذِهِ؟ قَالُوا: رَحَالُكَ، قَالَ: مُزُوا ابْنَ أُمِّ عَبْدِ، فَلِيَزَجَلَ لَنَا، فَأَعِيدَتْ إِلَيَّ الرَّاحِلَةَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيءَ بِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: فَجَاءَنِي الطَّائِفِيُّ، فَقَالَ: أَيُّ الرَّاحِلَةِ أَحَبُّ إِلَيْهِ؟ قُلْتُ: الطَّائِفِيَّةُ الْمَكِّيَّةُ، فَخَرَجَ، فَقَالَ: مَنْ صَاحِبُ هَذِهِ الرَّاحِلَةِ؟ قِيلَ: الطَّائِفِيُّ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا بِهَا.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا کبھی جھوٹ نہیں بولا، مگر ایک مرتبہ، میں نبی اکرم ﷺ کے لیے کجاوہ باندھا کرتا تھا، تو طائف سے ایک آدمی آیا، اس نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کس طرز کا کجاوہ زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا: طائف اور مکہ والوں کا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے ناپسند کرتے تھے، جب وہ یہ لایا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ہمارے لیے یہ کس نے باندھا ہے؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا: آپ کے رحال نے۔ فرمایا: ابن ام عبد رضی اللہ عنہ سے کہو، وہ ہمارے لیے کجاوہ باندھا کرے۔ تو مجھے یہ کجاوہ والی خدمت دوبارہ مل گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے پاس طائف کا ایک آدمی لایا گیا، وہ میرے پاس آئے اور پوچھا: آپ ﷺ کو کون سا کجاوہ زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا طائف اور مکہ والوں کا، تو وہ نکلا، آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کس نے باندھا ہے؟ کہا گیا: طائف کے رہنے والے نے۔ فرمایا: ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا كَذَبْتُ مِنْهُمَا سَلَمْتُ إِلَّا وَاحِدَةً: كُنْتُ أُرْحَلُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَحَالَ مِنَ الطَّائِفِ، فَقَالَ: أَيُّ الرَّاحِلَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: الطَّائِفِيَّةُ الْمَكِّيَّةُ، قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُهَا، فَلَمَّا رَحَلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِهَا، قَالَ: مَنْ رَحَلَ لَنَا هَذِهِ الرَّاحِلَةَ؟ قَالَ: رَحَالَكَ الَّتِي أُتَيْتُ بِهَا مِنَ الطَّائِفِ، فَقَالَ: رُدُّوا الرَّاحِلَةَ لِابْنِ مَسْعُودٍ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا، کبھی جھوٹ نہیں بولا، مگر ایک مرتبہ، میں نبی اکرم ﷺ کے لیے کجاوہ باندھا کرتا تھا، تو طائف سے ایک آدمی آیا اس نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کس طرز کا کجاوہ زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا: طائف اور مکہ والوں کا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے ناپسند کرتے تھے، جب وہ یہ لایا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ہمارے لیے یہ کس نے باندھا ہے؟ تو صحابہ نے بتایا: آپ کے اس رحال نے جو طائف سے آیا ہے۔ فرمایا: ابن مسعود کی طرف یہ کجاوہ کی ذمہ داری لوٹادو۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ خُزَيْمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ حَمَّادٍ، عَنِ ابْنِ إِسْرَائِيلَ، عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ، عَنِ خُزَيْمَةَ، أَنَّهُ مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ يَجْحَدُ بِنِعْمَتِهِ، فَقَالَ خُزَيْمَةُ: أَشْهَدُ لَقَدْ بَغْتَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَيْنَ عَلِمْتَهُ؟ قَالَ: تَجِئُنَا بِالْوَحْيِ مِنَ السَّمَاءِ فَنُصَدِّقُكَ، قَالَ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوا اور آپ کے ساتھ ایک اعرابی بیچ کا انکار کر رہا تھا، تو خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ بیچ کی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تجھے کیسے پتہ چلا؟ کہا: آپ ہمارے پاس آسمان سے وحی لاتے ہیں، ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گواہی کو دو آدمیوں

کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بَشِّرَتْ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ، لَا صَخَبَ فِيهَا وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایسے گھر کی خوش خبری دی گئی جس میں نہ شور شرابہ ہوگا اور نہ رنج و فکر۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ الصِّدِّيقَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لِيَهْرُونَ عَلَيَّ الْمَوْتَ أَنِّي رَأَيْتُكَ زَوْجَتِي فِي الْجَنَّةِ. وَفِي رِوَايَةٍ: أَنِّي رَأَيْتُكَ زَوْجَتِي فِي الْجَنَّةِ، ثُمَّ انْفَتَحَتْ، وَقَالَ: هُوَ عَلَى الْمَوْتِ، لِأَنِّي رَأَيْتُ عَائِشَةَ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر موت آسان ہوگئی کہ میں نے دیکھا کہ تو جنت میں میری بیوی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے دیکھا کہ تو جنت میں میری بیوی ہے، پھر متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: مجھ پر موت آسان ہوگئی، اس لیے کہ میں نے دیکھا کہ عائشہ جنت میں ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَقَدْ كُنَّ لِي خِلَالِ سَبْعٍ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ أَحَبَّهُنَّ إِلَيْهِ أَبًا، وَأَحَبَّهُنَّ إِلَيْهِ نَفْسًا، وَتَزَوَّجَنِي بِكُرْأٍ، وَمَا تَزَوَّجَنِي حَتَّى أَتَاهُ جِبْرِيلُ بِصُورَتِي، وَلَقَدْ رَأَيْتُ جِبْرِيلَ، وَمَا رَأَاهُ أَحَدٌ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرِي، وَكَانَ يَأْتِيهِ جِبْرِيلُ وَأَنَا مَعَهُ فِي شِعَارِهِ، وَلَقَدْ نَزَلَ فِي عَدُوٍّ كَادَ أَنْ يَهْلِكَ فَنَامَ مِنَ النَّاسِ، وَلَقَدْ قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَلَيْلَتِي وَيَوْمِي، وَبَيْنَ سَخْرِي وَنَخْرِي.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری سات خصوصیتیں ایسی ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی ازواج میں سے کسی کے لیے نہ تھیں، میرے والد ان کو زیادہ محبوب تھے اور میں بھی انہیں زیادہ محبوب تھی۔ مجھے سے کنوارے پن میں نکاح کیا۔ مجھ سے نکاح نہیں کیا، حتیٰ کہ جبرئیل میری تصویر لے کر آئے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، میرے علاوہ کسی اور زوجہ نے انہیں نہیں دیکھا۔ اور وہ اس وقت بھی آجاتے جب میں ان کے ساتھ شعار میں ہوتی۔ میرے بارے میں براءت اتری، وگرنہ قریب تھا کہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت ہلاک ہو جاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی میرے گھر میں، میری باری میں اور میرے گلے اور سینے کے درمیان۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: حَدَّثَنِي الصِّدِّيقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيقِ، الْمُبْتَزَّةُ، حَبِيبَةُ رَسُولِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث نقل کرتے تو فرماتے: مجھے بیان کیا صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا نے، جو پاک دامن ہیں، رسول اللہ ﷺ کی پیاری ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ لِيُعَوِّدَهَا فِي مَرْضَاهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ: إِنِّي أَجِدُ غَمًّا وَكَزْبًا، فَأَنْصِرِفْ، فَقَالَ لِلرَّسُولِ: مَا أَنَا بِالَّذِي يَنْصَرِفُ حَتَّى أَدْخُلَ، فَرَجَعَ الرَّسُولُ، فَأَخْبَرَهَا بِذَلِكَ، فَأَذِنَتْ لَهُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَجِدُ غَمًّا وَكَزْبًا، وَأَنَا مُشْفِقَةٌ مِمَّا أَخَافُ أَنْ أَهْجَمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنْبِشِرِي، فَوَاللَّهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: عَائِشَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُزَوِّجَهُ حَمْرَةً مِنْ حُمْرِ جَهَنَّمَ، فَقَالَتْ: فَرَجَحْتُ فَرَجَ اللَّهِ تَعَالَى عَنْكَ.

ترجمہ:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اجازت مانگی کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرض میں عیادت کریں تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ میں غم و کرب محسوس کر رہی ہوں،

آپ واپس چلے جائیں۔ تو انہوں نے قاصد سے کہا: میں اس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا، جب تک داخل نہ ہو جاؤں۔ اس قاصد نے انہیں یہ خبر دی تو انہوں نے اجازت دے دی، پھر فرمایا: میں غم و کرب محسوس کر رہی ہوں، مجھے خوف ہے کہ ہجوم ہو جائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ کو خوش خبری ہو، اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: عائشہ جنت میں جائے گی اور رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات سے بالاتر ہیں کہ وہ جہنم کی چنگاری سے نکاح کرتے۔ تو آپ نے فرمایا: آپ نے میرے غم کو دور کیا، اللہ آپ کے غموں کو دور کرے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الشَّعْبِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: كَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمَغَازِي، وَابْنُ عَمْرٍو يَسْمَعُهُ، قَالَ حَنِينٌ يَسْمَعُ حَدِيثَهُ: إِنَّهُ يُحَدِّثُ كَأَنَّهُ شَهِدَ الْقَوْمَ.

ترجمہ:

حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب ان کی باتیں سنی تو فرمایا: یہ ایسے بیان کر رہا ہے جیسے یہ لوگوں کے ساتھ شریک تھا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عَامِرٍ، أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَلَقَةٍ فِيهَا ابْنُ عَمْرٍو، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيُحَدِّثُ كَأَنَّهُ شَهِدَ الْقَوْمَ.

ترجمہ:

حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ ایک حلقہ میں رسول اللہ ﷺ کے مغازی بیان فرما رہے تھے، اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما چھٹی تھے تو آپ نے فرمایا: یہ ایسے بیان کر رہا ہے جیسے یہ لوگوں کے ساتھ شریک تھا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

زُفَرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ حَمَادًا، يَقُولُ: كُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ، فَكُلُّ مَنْ رَأَى هَدْيَهُ، يَقُولُ: كَانَ هَدْيَهُ هَدَى عَلْقَمَةَ، وَيَقُولُ: مَنْ رَأَى عَلْقَمَةَ، يَقُولُ: كَانَ هَدْيَهُ هَدَى عَبْدِ اللَّهِ، وَيَقُولُ مَنْ رَأَى هَدَى عَبْدِ اللَّهِ: كَانَ هَدْيَهُ هَدَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت حماد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا، تو جو آدمی بھی ان کے طریقہ کو دیکھتا، وہ کہتا: اس کا طریقہ علقمہ کے طریقہ کی طرح ہے اور جس نے علقمہ کو دیکھا وہ کہتا: اس کا طریقہ عبد اللہ کے طریقہ کی طرح ہے اور جس نے عبد اللہ کو دیکھا وہ کہتا: ان کا طریقہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی طرح ہے۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ

أَبُو حَمَزَةَ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ دَاوُدَ، يَقُولُ لِأَبِي حَنِيفَةَ: مَنْ أَدْرَكَتْ مِنْ الْكِبْرَاءِ؟ قَالَ: الْقَاسِمُ، وَسَالِمًا، وَطَاوُسًا، وَعِكْرِمَةَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ دِينَارٍ، وَالْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ، وَعَمْرُو بْنَ دِينَارٍ، وَأَبَا الزُّبَيْرِ، وَعَطَاءَ، وَقَتَادَةَ، وَإِبْرَاهِيمَ، وَالشَّعْبِيَّ، وَنَافِعًا، وَأَمْثَالَهُمْ.

ترجمہ:

عبد اللہ بن داؤد رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے اکابر میں سے کس کس کو پایا؟ فرمایا: قاسم، سالم، طاؤس، عکرمہ، کحول، عبد اللہ بن دینار، حسن بصری، عمرو بن دینار، ابو الزبیر، عطاء، قتادہ، ابراہیم، شعبی، نافع رضی اللہ عنہم جیسے حضرات کو۔

### كِتَابُ فَضْلِ أُمَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي بَزْدَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَدْعُونَ إِلَى الشُّجُودِ، فَلَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَسْجُدُوا، سَجَدَتْ أُمَّتِي مَرَّتَيْنِ قَبْلَ الْأُمَمِ طَوِيلًا، قَالَ: فَيَقَالُ: ازْفَعُوا زُءُوسَكُمْ، فَقَدْ جَعَلْتُ عَذَابَكُمْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فِدَاءً لَكُمْ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں کو سجدہ کے لیے کہا جائے گا، وہ اس بات کی طاقت نہیں رکھیں گے کہ سجدہ کریں، میری امت کے لوگ دوسری امتوں سے پہلے دو مرتبہ لمبے سجدے کریں گے۔ پھر کہا جائے گا: سر اٹھاؤ، میں نے تمہارے دشمن یہود و نصاریٰ کو تمہاری طرف سے آگ کے لیے فدیہ بنا دیا۔



أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، يُعْطَى كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، فَيُقَالُ: هَذَا إِفْدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ. وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، أُعْطِيَ اللَّهُ تَعَالَى كُلَّ رَجُلٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ، فَيُقَالُ لَهُ: هَذَا إِفْدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، دُفِعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَيُقَالُ لَهُ: هَذَا إِفْدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مسلمان کو یہود و نصاریٰ میں سے ایک آدمی دیا جائے گا، پھر اسے کہا جائے گا کہ یہ تمہاری طرف سے آگ کے لیے فدیہ ہے۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس امت کے ہر آدمی کو ایک کافر دیں گے، پھر کہا جائے گا: یہ آگ کے لیے تمہاری طرف سے فدیہ ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَا لِأَصْحَابِهِ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَبَشِّرُوا، فَإِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةٌ صَفٍّ، أُمَّتِي مِنْ ذَلِكَ ثَمَانُونَ صَفًّا.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ تم اہل جنت کا ایک چوتھائی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر پوچھا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر پوچھا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ تم اہل جنت کا ایک نصف ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: خوش ہو جاؤ! اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے میری امت کی اسی صفیں ہوں گی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمَّتِي أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ عَذَابُهَا بِأَيْدِيهَا فِي الدُّنْيَا... زَادَ فِي رِوَايَةٍ: بِالْقَتْلِ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت مرحومہ ہے، اس کا عذاب دنیا میں انہیں کے ہاتھوں ہوگا۔  
ایک روایت میں ہے: قتل کے ساتھ ہوگا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَنَاءُ أُمَّتِي بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُونَ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا الطَّعْنُ، قَدْ عَلِمْنَا، فَمَا الطَّاعُونَ؟ قَالَ: وَخَزَأَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، وَفِي كُلِّ شَهَادَةٍ.

ترجمہ:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کی بلاآت طعن و طاعون میں ہے۔ عرض کیا گیا: طعن کو تو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا ہے؟ فرمایا: جنوں میں سے تمہارے دشمن کا نیزہ چھبونا ہے اور ہر ایک میں شہادت ہے۔

## كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ وَالْأَشْرِبَةِ وَالضَّحَايَا وَالصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ

ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کیلے والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

ہر کیلے والا درندہ حرام ہے

احناف رحمہم اللہ کے ہاں یہ حکم عام ہے، تمام کیلے والے جانور حرام ہیں، مثلاً: چیتا، شیر، بھیریا، ریچھ، ہاتھی، لومڑی اور بچو وغیرہ۔ جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ ایک دوسری روایت کی وجہ سے لومڑی اور بچو کو اس حکم سے خاص

کرتے ہیں۔ جس کا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث ظنی ہے اور عموم والی حدیث قطعی ہے اور حرمت کے باب میں ظنی حدیث سے تخصیص نہیں کی جاسکتی۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن بچے سے شکار کرنے والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

ترجمہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھوں کو کھانے سے منع فرمایا۔

### گدھے کی حرمت

اس حدیث مبارک میں گدھے کے کھانے سے منع فرمایا گیا ہے، غزوہ خیبر سے پہلے گدھے کا گوشت حلال تھا، خیبر کے موقع پر اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو پکے پکائے گوشت کی ہانڈیاں گرا دی گئیں۔

### گھوڑے کا حکم

گھوڑے کے بارے میں ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف ہے۔ جمہور امت و صاحبین رضوان اللہ علیہم کے ہاں گھوڑے کا گوشت حلال ہے، جب کہ امام صاحب و امام مالک رضوان اللہ علیہم نے آلہ جہاد کی وجہ سے اس کو مکروہ تحریمی فرمایا ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، نَهَيْنَا عَنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں زمینی کیڑوں مکوڑوں کے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

### حشرات الارض کا حکم

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيَحْرِمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾۔ خبائث سے

مراد بھی حشرات الارض ہیں۔ معلوم ہوا کہ حشرات الارض حرام ہیں اور ان کی حرمت کی علت گندگی ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: مَنْ قَتَلَ ضَفْدَعًا، فَعَلَيْهِ شَاةٌ مُخْرِمَةٌ مَا كَانَ أَوْ حَلَالًا.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مینڈک کو مارا

اس پر ایک بکری ہے، خواہ وہ محرم ہو یا حلال۔

فائدہ:

مینڈک کا کھانا چوں کہ حرام ہے، اس لیے اس کو مار ڈالنے سے بھی منع کیا گیا ہے، اس کے مارنے

والے پر بکری لازم کرنے کا حکم تعزیری ہے، جس کی وجہ یہ ہے، تاکہ لوگ اس کے مارنے سے رکے رہیں اور اب

یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے کیوں کہ پہلے لوگ مینڈکوں کو کثرت سے مارا کرتے تھے تو بطور تعزیر بکری واجب کی گئی تھی

بعد میں جب لوگ اس عمل سے رک گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَكْلِ الضَّبِّ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهُ أَهْدَى لَهَا

ضَبًّا، فَسَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَهَاها عَنْ أَكْلِهِ، فَجَاءَ سَائِلٌ، فَأَمَرَتْ لَهُ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَطْعَمِينَ مَا لَا تَأْكَلِينَ!

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کسی نے ان کی خدمت میں گوہ بطور ہدیہ بھیجی۔ (فرماتی ہیں کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے (کھانے) کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے ان کو اس کے کھانے سے روکا، اس کے بعد ایک بھکاری آیا۔ (فرماتی ہیں کہ) میں اس گوہ کو بھکاری کو دینے کا حکم دیا تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو تم خود نہیں کھاتیں کیا اس کو دوسروں کو کھلاتی ہو؟!

گوہ کا حکم

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاں گوہ حلال ہے، جب کہ احناف کے ہاں مکروہ ہے۔ حدیث الباب جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ گوہ سائل کو دی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”أَتَطْعَمِينَ مَا لَا تَأْكَلِينَ؟“، جو چیز خود نہیں کھاتی وہ دوسروں کو دیتی ہو۔ گویا اس کے کھانے کو ناپسند فرمایا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْكَلَابِ الْمَعْلَمَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَبْعَثُ الْكَلَابَ الْمَعْلَمَةَ، فَتَأْكُلُ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْنَا؟ فَقَالَ: إِذَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ مَا لَمْ يَشْرِ سَهْمًا كَلْبٌ غَيْرُهَا، قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ؟ قَالَ: وَإِنْ قَتَلَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَحَدُنَا يَزِمُنِي بِالْمَغْرَاضِ؟ قَالَ: إِذَا زَمَيْتَ فَسَمَيْتَ، فَحَزَقَ فَكُلْ، فَإِنْ أَصَابَ بَعْضُهُ فَلَا تَأْكُلْ.

ترجمہ:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: یا رسول اللہ! ہم شکار کے لیے سدھائے ہوئے کتے چھوڑتے ہیں، تو کیا ہم ان کا کیا ہوا شکار کھا سکتے ہیں؟ فرمایا: جب تم نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہو اور اس کے ساتھ شکار میں اس کے علاوہ کتا شریک نہ ہوا ہو۔ میں نے پوچھا: اگر چہ وہ مرجائے؟ فرمایا: اگر چہ وہ مرجائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں ایک آدمی بے پروا لا تیر پھینکتا ہے (تو اس کا کیا حکم ہے)؟ فرمایا: جب تو نے بسم اللہ پڑھ کر پھینکا اور اس نے شکار کو پھاڑ ڈالا تو کھالے اور اگر اس کی پھنکار لگی تو مت کھاؤ۔

## کتے کا کیا ہوا شکار

- کلب معلم کا کیا ہوا شکار حلال ہے۔ کلب معلم کے لیے چھ شرائط ہیں:
- ۱۔ تین مرتبہ شکار پر چھوڑنے کے بعد اس میں سے کچھ نہ کھائے۔
  - ۲۔ شکار کے لیے چھوڑا جائے اور پھر مالک کے بلانے پر لوٹ آئے۔
  - ۳۔ جب تک شکار مالک تک نہیں پہنچادے راستے میں نہ بیٹھے۔
  - ۴۔ اللہ کا نام لے کر چھوڑے۔
  - ۵۔ دوسرا کتا اس کے ساتھ شریک نہ ہو۔
  - ۶۔ گلہ گھوٹ کر نہ مارے۔

## ”يَزْمِي بِالْمِعْرَاضِ“ کی وضاحت

معراض سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں ایک قول تو یہ ہے کہ ”سہم لاديش له“ وہ تیرے جس کے پر نہ ہوں۔ بعض نے کہا: وہ لکڑی جو اطراف سے نوک دار ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ لکڑی جو ایک طرف سے نوک دار ہو اور دوسری طرف سے غیر نوک دار ہو۔

حکم یہ ہے کہ اگر جانور اس لکڑی کی نوک لگنے سے مراد یا تیر کی دھار سے مراد تو حلال ہے اور اگر اس کے دباؤ سے مراد تو حلال نہیں۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ السَّمَكِ

أَبُو خَبِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا جَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ فَكُلْ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مچھلی کے اوپر سے پانی چلا جائے اس کو کھا لو۔

مچھلی کے حلال و حرام ہونے کے شرائط

مچھلی طبعی موت نہ مری ہو بلکہ کسی سبب سے مری ہو مثلاً: پانی سے اسے باہر پھینک دیا ہو یا انسان نے اسے باہر پھینکا ہو، یا اسے پکڑ لیا ہو، تو حلال ہے۔ اگر طبعی موت مری ہو تو اس کو مسک طانی کہا جاتا ہے اور وہ حرام ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي التَّخْيِيرِ فِي أَكْلِ الْجَزَادِ

أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ عَجْرَةَ، تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثَرُ

جُنْدِ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ الْجَزَادُ، لَا أَكْلُهُ وَلَا أَحْرَمُهُ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا سب

سے بڑا لشکر ٹڈیوں کا ہے، نہ میں ان کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔

ٹڈی کا حکم

علامہ نووی رحمہ اللہ نے اس کی حلت پر اجماع نقل کیا ہے، جب کہ امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں اس کا سرتن

سے جدا کر دیا جائے تو حلال ہے، وگرنہ حرام ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الذَّبْحِ الْأَضْطِرَّارِيِّ وَالْإِخْتِيَارِيِّ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عَبَّادَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ زَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّ بَعْضَ مَنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ نَذَّ

فَطَلَبُوهُ، فَلَمَّا أَعْيَاهُمْ أَنْ يَأْخُذُوهُ رَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ، فَأَصَابَ، فَقَتَلَهُ، فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَأَمَرَ بِأَكْلِهِ، وَقَالَ: إِنَّ لَهَا أَوْبَدًا كَأَوْبَدِ الْوَحْشِ؛ فَإِذَا خَشِيتُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ بِهَذَا

الْبَعِيرِ، ثُمَّ كُلُّوهُ. وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ بَعْضَ مَنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ نَذَّ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ، فَقَتَلَهُ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِهِ، فَقَالَ: كُلُّوهُ، فَإِنَّ لَهَا أَوْبَدًا كَأَوْبَدِ الْوَحْشِ.

ترجمہ:

حضرت زافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صدقے کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بدگ گیا،

لوگوں نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی، جب لوگ پکڑنے سے عاجز آ گئے تو ایک آدمی نے اسے ایک

عیر مارا جو اسے لگا اور وہ مر گیا، تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کے

کھانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ بھی وحشی جانوروں کی طرح بدکا ہوتا ہے، جب تمہیں اس سے

خوف ہو تو ایسا ہی کرو جیسے اس اونٹ کے ساتھ تم نے کیا، پھر تم کھا لو۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ صدقے کا اونٹ بدگ گیا تو ایک آدمی نے اسے تیر مارا، جس سے وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھا لو؛ اس لیے کہ یہ بھی وحشی جانوروں کی طرح بدکتا ہے۔

## ذبح کی اقسام

ذبح کی دو قسمیں ہیں

۱۔ ذبح اضطراری

۲۔ ذبح اختیاری

اسی طرح جانوروں کی بھی دو قسمیں ہیں

۱۔ وحشی

۲۔ انسی

پس وحشی جانوروں کے لئے ذبح اضطراری ہے اور انسی جانوروں کے لئے ذبح اختیاری ہے البتہ اگر انسی جانوروں میں ذبح اختیاری پر قادر نہ ہو تو ذبح اضطراری جائز ہے

## بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُجْتَمَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُجْتَمَةِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجتمہ سے منع فرمایا۔

”المُجْتَمَةُ“ کا مطلب

مجتمہ: اس جانور کو کہتے ہیں جس کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کی جائے اور وہ مرجائے، رسول اللہ ﷺ نے اس عمل سے بھی منع فرمایا اور اگر جانور اس طرح مرجائے تو اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي جَوَازِ الذَّبْحِ بِالْمَرْوَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَمَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ غَنِيمَةَ كَانَتْ لَهَا رَاعِيَةٌ، فَخَافْتُ عَلَى سَائِقِ مِنْهَا الْمَوْتِ، فَذَبَحْتُهَا بِمَرْوَةٍ؟ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.



ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایک باندی بکریوں کا ریوڑ چرا رہی تھی، اسے ایک بکری کے مرنے کا اندیشہ ہوا، چنانچہ اس نے اسے ایک پتھر سے ذبح کر لیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَرَجَ غَلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَبْلَ أَحَدٍ، فَمَرَّ فِي طَرِيقِهِ، فَاضْطَّادَ أَرْبَابًا فَلَمْ يَجِدْ مَا يَذْبَحُهَا، فَذَبَحَهَا بِحَجَرٍ، فَجَاءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ عَلَّقَهَا بِإِيدِهِ، فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ أَرْبَابَيْنِ، فَذَبَحَهُمَا بِمِرْوَةٍ يَعْنِي: الْحَجَرَ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انصار کا ایک لڑکا احد کی طرف نکلا، راستہ میں چلتے ہوئے اس نے ایک خرگوش کا شکار کیا، اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے ذبح کرتا، تو اس نے پتھر سے ذبح کر ڈالا، پھر اس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا، خرگوش ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے اسے کھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک آدمی نے دو خرگوش مارے اور انہیں پتھر سے ذبح کیا، پھر آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے اسے کھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ حَمَادٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ عَلْقَمَةَ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ مِنْ ذَبِيحَةِ امْرَأَةٍ، وَنَهَى عَنِ قَتْلِ الْمَرْأَةِ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت تناول فرمایا اور جنگ میں عورت کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ أَيَّامِ عَشْرِ الْأَضْحَى

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مَخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُسْلِمِ الْبَطْنِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ أَيَّامٍ أَفْضَلَ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ أَيَّامِ عَشْرِ الْأَضْحَى، فَأَكْثُرُوا فِيهِنَّ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذوالحجہ کے عشرہ سے بڑھ کر کوئی دن افضل نہیں، لہذا ان دنوں میں کثرت سے ذکر کیا کرو۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَشْعَرَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، أَحَدَهُمَا عَنْ نَفْسِهِ، وَالْآخَرَ عَنْ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ أُمَّتِهِ... وَفِي رِوَايَةٍ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دو بالوں والے، چنگبرے مینڈھے ذبح کیے، ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے جنہوں نے گواہی دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَالشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي بَزْدَةَ بْنِ بَيَّارٍ، أَنَّهُ ذَبَحَ شَاةَ قَبْلِ الصَّلَاةِ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: تُجْزَى عَنْكَ، وَلَا تُجْزَى عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نماز عید سے پہلے بکری ذبح کر لی، پھر نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیری طرف سے کافی ہے، تیرے بعد کسی کے لیے کافی نہیں ہوگی۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْخَلِّ

أَبُو حَنِيفَةَ وَمُسْعُزُ: عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَيْهِ، وَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُبْزًا وَخَلًّا، ثُمَّ قَالَ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ التَّكْلِيفِ، وَلَوْلَا ذَلِكَ لَتَكَلَّفْتُ لَكُمْ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس محارب بن دثار آئے تو انہوں نے روٹی اور سرکہ کھانے کے لیے پیش کیا، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تکلف کرنے سے منع فرمایا ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تمہارے لیے ضرور تکلف کرتا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سرکہ بہترین سالن ہے۔

فائدہ: اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کے لیے کسی کو تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ مگر دیگر روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اپنی وسعت سے زیادہ تکلف کی ممانعت ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ، وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مَعَى وَاحِدٍ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے۔

## حدیث کی وضاحت

اس حدیث کی وضاحت میں حضرات محدثین رحمہم اللہ مختلف معانی و مطالب بیان فرمائے ہیں لیکن سب سے زیادہ واضح اور دل کو لگنے والی بات یہ ہے مسلمان کی روزی میں برکت ہوتی ہے جس سے کافر محروم رہتا ہے وہ اس طرح کہ کافر تسمیہ کے بغیر کھانا کھاتا ہے تو اس کے ساتھ شیاطین شامل ہو جاتے ہیں اس کے برعکس مؤمن تسمیہ پڑھ کر کھاتا ہے اللہ پاک کی طرف سے اس میں برکت آتی ہے اور شیاطین سے اس کی حفاظت ہو جاتی ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مُتَّكِنًا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي جَحِيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَكُلُ مُتَّكِنًا، أَكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَشْرَبُ كَمَا يَشْرَبُ الْعَبْدُ، وَأَعْبُدُ رَبِّي، حَتَّى يَأْتِيَنِي الْيَقِينُ.

ترجمہ:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھاتا، ایسے کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے، ایسے پیتا ہوں جیسے غلام پیتا ہے اور میں اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ موت آجائے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الشَّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ خَدِيفَةَ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا، وَأَنْ نَلْبَسَ الْحَرِيرَ وَالذَّبْيَاجَ، قَالَ: وَهِيَ لِلْمُشْرِكِينَ فِي الدُّنْيَا، وَلَكُمْ فِي الْآخِرَى.

ترجمہ:

حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم سونے و چاندی کے برتنوں میں پئیں اور کھائیں اور ہم ریشم و دیباچ پہنیں، فرمایا: یہ چیزیں دنیا میں مشرکین کے لیے اور آخرت میں تمہارے لیے ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: تَرَلْنَا مَعَ خَدِيفَةَ عَلَى دِهْقَانَ بِالْمَدَائِنِ، فَأَتَى بَطْعَامَ فَطَعَمْنَا، ثُمَّ دَعَا خَدِيفَةَ بِشَرَابٍ، فَأَتَى بِشَرَابٍ فِي إِنَاءِ فِضَّةٍ، فَضَرَبَ بِهِ وَجْهَهُ، فَسَاءَ مَا صَنَعَ، فَقَالَ: أَتَدْرُونَ لِمَ صَنَعْتُ بِهِ هَذَا؟ قُلْنَا: لَا، فَقَالَ: إِنِّي تَرَلْتُ عَلَيْهِ فِي الْعَامِ الْمَاضِي، فَدَعَوْتُ بِشَرَابٍ، فَأَتَانِي بِشَرَابٍ فِيهِ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَأَنْ نَشْرَبَ فِيهَا، وَأَنْ نَلْبَسَ الْحَرِيرَ وَالذَّبْيَاجَ، فَإِنَّهَا لِلْمُشْرِكِينَ فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَنَا فِي الْآخِرَةِ.

ترجمہ:

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدائن میں ایک کسان

کے مہمان بنے، وہ کھانے لے کر آیا، ہم نے کھایا، پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا، وہ پانی چاندی کے برتن میں لایا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے برتن اس کے منہ پر مارا، ہمیں یہ بات ناگوار گزری، تو آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا؟ ہم نے کہا: نہیں، فرمایا: میں گذشتہ سال بھی اس کے پاس آیا تھا، میں نے پانی مانگا، اس نے چاندی کے برتن میں دیا، میں نے اس کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم سونے و چاندی کے برتنوں میں پیئیں اور کھائیں اور ہم ریشم و دیباچ پہنیں، فرمایا: یہ چیزیں دنیا میں مشرکین کے لیے اور آخرت میں ہمارے لیے ہیں۔

حَمَّادُ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْسَى، قَالَ: اسْتَسْقَى حَذِيفَةُ بْنُ الْيَمَانِ مِنْ دِهْقَانَ، فَأَتَى بِشَرْبٍ فِي إِنَاءِ فِضَّةٍ، فَأَخَذَ الْإِنَاءَ، فَضَرَبَ بِهِ وَجْهَهُ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ.

ترجمہ:

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک کسان سے پانی مانگا، تو وہ چاندی کے برتن میں لایا، آپ نے برتن لے کر اس کے منہ پر مارا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم چاندی کے برتن میں پانی پیئیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَهْيِ الدَّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزْفَتِ، وَالنَّقِيرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدَّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دباء اور حنتم سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: وہ برتن جن میں شراب بنائی جاتی تھی، ان کے استعمال سے منع فرمایا گیا ہے۔ تاکہ شراب سے نفرت میں اضافہ ہو جائے، مگر پھر ان کو پاک کر کے استعمال کی اجازت دے دی گئی۔

الدبَاء: ایک بڑا کدو، جب پک جائے تو اس کو اندر سے خالی کر کے اس میں شراب بنائی جاتی تھی۔

الحنتم: وہ گھڑا جس کے سوراخ کسی رنگ وغیرہ سے بند کر کے اس میں شراب بنائی جاتی۔

المزفت: ایک قسم کا کالا گھڑا، جس کو شراب کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

**التقیر:** وہ لکڑی کا برتن جس کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنایا جائے۔

أَبُو حَبِيبَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَهَيْنَاكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أَبِيهِ، فَرُزِرُوا هَا، وَلَا تَقْرُلُوا هَجْرًا، وَعَنْ لُحُومِ الْأَصْحَابِ، أَنْ تُمْسِكُوهَا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَإِنَّا نَهَيْنَاكُمْ، لِيُوسِعَ مُوسِرُكُمْ عَلَى فَقِيرِكُمْ، وَالْآنَ قَدْ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ، فَكُلُوا وَتَزَوَّدُوا، وَعَنِ الشَّرْبِ فِي الْحَنْتَمِ وَالْمَرْقَةِ. وَفِي رِوَايَةٍ: وَعَنِ التَّقِيرِ، وَالذَّبَاءِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ ظَرْفٍ شِئْنًا، فَإِنَّ الظَّرْفَ لَا يَحِلُّ شَيْئًا، وَلَا يَحْرِمُهُ، وَلَا تَشْرَبُوا مِنْكُمْ.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: إِنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُزِرُوا هَا، وَنَهَيْنَاكُمْ أَنْ تُمْسِكُوا لُحُومَ الْأَصْحَابِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَأُمْسِكُوهَا وَتَزَوَّدُوا، فَإِنَّمَا نَهَيْنَاكُمْ، لِيُوسِعَ غَنِيَّتُكُمْ عَلَى فَقِيرِكُمْ، وَنَهَيْنَاكُمْ أَنْ تَشْرَبُوا فِي الذَّبَاءِ، وَالْمَرْقَةِ، فَاشْرَبُوا فِيمَا بَدَا لَكُمْ، فَإِنَّ الظَّرْفَ لَا يَحِلُّ شَيْئًا، وَلَا يَحْرِمُهُ، وَلَا تَشْرَبُوا مِنْكُمْ.

وَفِي رِوَايَةٍ: نَحْوُهُ، وَفِيهِ: وَعَنِ التَّبِيدِ فِي الذَّبَاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمَرْقَةِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ ظَرْفٍ، وَلَا تَشْرَبُوا مِنْكُمْ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، سوا ب محمد ﷺ کو ان کی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مل گئی ہے، لہذا قبروں کی زیارت کرو اور غیر مناسب باتیں نہ کہو۔ اور (تمہیں روکا تھا) قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ تک جمع کرنے سے، ہم نے اس لیے روکا تھا تا کہ تمہارے خوش حال فقیروں پر وسعت کریں اور اب اللہ تعالیٰ نے تم پر فریضہ فرمادی ہے تو اب تم کھاؤ اور جمع کرو۔ اور (تمہیں روکا تھا) حنتم اور مزفت میں پینے سے ایک روایت میں ہے کہ تقیر اور دباء سے، تو تم جس برتن میں چاہو پیو، اس لیے کہ برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کرتا، نشہ آور چیز مت پیو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے تمہیں تین چیزوں سے روکا تھا، قبروں کی زیارت سے، زیارت کیا

کرو۔ اور تمہیں روکا تھا کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت جمع نہ کرو، اب جمع کرو اور ذخیرہ کرو، ہم نے اس لیے منع کیا تھا، تاکہ تمہارے خوش حال لوگ فقیروں پر وسعت کریں۔ اور ہم نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم دباء اور مزفت میں پیو، اب تم جس برتن میں چاہے پیو، اس لیے کہ برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کرتے۔ نشہ آور چیز نہ پیو۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، وَحَمَادٍ، أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: اشْرَبُوا فِي كُلِّ ظَرْفٍ، فَإِنَّ الظَّرْفَ لَا يَحِلُّ شَيْئًا، وَلَا يَحْرِمُهُ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جس برتن میں چاہو پیو، اس لیے کہ برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کرتا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي شَرْبِ النَّبِيْدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، وَهُوَ يَأْكُلُ طَعَامًا، ثُمَّ دَعَا بِنَبِيْدٍ، فَشَرِبَ، فَقُلْتُ: رَحِمَكَ اللَّهُ، تَشْرَبُ النَّبِيْدَ، وَالْأُمَّةُ تَقْتَدِي بِكَ؟ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ النَّبِيْدَ، وَلَوْ لَا أَنِّي رَأَيْتُهُ يَشْرَبُ مَا شَرِبْتُهُ.

ترجمہ:

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کھانا کھایا، پھر نبید منگوا کر پیا، میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم کریں، آپ نبید پیتے ہیں اور امت آپ کی اقتدا کرتی ہے؟ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کو نبید پیتے ہوئے دیکھا ہے، اگر میں نہ دیکھتا تو کبھی نہ پیتا۔

### بَاب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ أَكْلِ ثَمَنِ الْخَمْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِي عَامِرِ الْقَفِيِّ، أَنَّهُ كَانَ يُهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ عَامٍ زَاوِيَةَ مِنْ خَمْرٍ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ ثَقِيفٍ يَكْنَى: أَبَا عَامِرٍ كَانَ يُهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ عَامٍ زَاوِيَةً مِنْ خَمْرٍ، فَأَهْدَى فِي الْعَامِ الَّذِي حُرِّمَتْ فِيهِ الْخَمْرُ زَاوِيَةً كَمَا كَانَ يُهْدَى لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: يَا أَبَا عَامِرٍ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ حَزَمَ الْخَمْرَ، فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِي خَمْرِكَ، قَالَ: نَحْذَاهَا فَبِعَهَا، فَاسْتَعِين بِشَمْنِهَا عَلَى حَاجَتِكَ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَامِرٍ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ حَزَمَ شُرْبَهَا، وَبَيْعَهَا، وَأَكْلَ ثَمْنِهَا.

ترجمہ:

حضرت محمد بن قیس ہمدانی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو عامر ثقفی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ وہ ہر سال شراب کی ایک مشک رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے، ایک روایت میں ہے کہ ثقیف کا ایک شخص، جس کی کنیت ابو عامر تھی، وہ ہر سال رسول اللہ ﷺ کو شراب کی ایک مشک ہدیہ بھیجا کرتا تھا۔ جس سال شراب حرام ہوئی، اس سال بھی اس نے شراب کی مشک ہدیہ میں بھیجی جیسے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کرتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو عامر! اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے، اس لیے ہمیں تیری شراب کی ضرورت نہیں، اس نے کہا: (کوئی بات نہیں) آپ یہ لے کر اسے فروخت کریں اور اس کی قیمت سے اپنی ضروریات پوری فرمائیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو عامر! اللہ تعالیٰ نے شراب کا پینا، بیچنا اور اس کا ثمن کھانا تمام چیز حرام فرمائی ہیں۔

## کِتَابُ اللَّبَاسِ وَالزَّيْنَةِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَلَنْسُوَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَنْسُوَةٌ شَامِيَةٌ. وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءَ شَامِيَّةً.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شامی ٹوپی تھی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سفید رنگ کی شامی ٹوپی تھی۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّدْلِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي جَحْفَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ سَادِلٍ ثَوْبَهُ، فَعَطَفَهُ عَلَيْهِ.



ترجمہ:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا گزرا ایک ایسے آدمی پر ہوا جس نے کپڑا لٹکایا ہوا تھا، تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْيِ عَنِ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيْبَاغِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ خَدِيفَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيْبَاغِ، قَالَ: إِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ مَنْ لَا خَلْقَ لَهُ.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم و دیباغ پہننے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ وہ پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔

فائدہ: ریشم و دیباغ کی حرمت مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے ریشم و دیباغ پہننا جائز ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَائِيلِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ عَاصِمِ بْنِ حَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ، أَنَّهُ كَانَ عَلَّقَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرًا فِيهِ تَمَائِيلٌ، فَأَبْطَأَ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ لَهُ: مَا أَبْطَأَكَ عَنِّي؟ قَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَمَائِيلٌ، فَأَبْسَطَ السِتْرَ وَلَا تُعَلِّقْهُ، وَاقْطَعْ زَعْفُوسَ التَّمَائِيلِ، وَأَخْرِجْ هَذَا الْجَزْوَ.

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں ایک کپڑا لٹکا ہوا تھا، جس میں تصویر تھی، تو جبرائیل علیہ السلام نے آنے میں دیر کی، جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے وجہ پوچھی کہ کیوں دیر سے آئے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصاویر ہوں۔ آپ کپڑا بچھالیں اور اسے نہ لٹکائیں، تصاویر کے سرکاٹ ڈالیں اور اس کتے کے بچے کو گھر سے نکال دیں۔

## کتارکھنا اور تصویر لٹکانا

گھر میں کتارکھنا اور جاندار کی تصویر لٹکانے سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے، باقی کرام کاتبین اور حفاظت پر مامور فرشتے ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْخِصَابِ بِالْحِنَاءِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْضِبُوا شَعْرَكُمْ بِالْحِنَاءِ، وَخَالَفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بالوں کو مہندی سے رنگو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْخِصَابِ بِالْكَتْمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْكِنْدِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَاءُ وَالْكَتْمُ. وَفِي رِوَايَةٍ: أَحْسَنُ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّعْرَ الْحِنَاءُ وَالْكَتْمُ.

ترجمہ:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کو بدلو، مہندی اور نیل ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بے شک بہترین چیز جس سے تم بالوں کو بدلو، مہندی اور نیل ہے۔

## بَاب مَا جَاءَ فِي الْأَخْذِ بِنَوَاحِي اللَّحْيَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ رَجُلٍ: أَنَّ أَبَا قَحَافَةَ أَمَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِحْيَتَهُ قَدْ انْتَشَرَتْ، قَالَ: فَقَالَ: لَوْ أَخَذْتُمْ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى نَوَاحِي لِحْيَتِهِ.

ترجمہ:

حضرت پیشم رضی اللہ عنہ ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو ان کی ڈاڑھی بکھری ہوئی تھی، راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کاش کہ تم اس کو اطراف سے کاٹ لیتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أُمِّ ثَوْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ تَصِلَ الْمَرْأَةُ شَعْرَهَا بِالضُّوْفِ، إِنَّمَاهِيَ بِالشَّعْرِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: لَا بَأْسَ بِالْوَضْلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ شَعْرًا بِالرَّأْسِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں کہ عورت اپنے بالوں کے ساتھ اون ملائے، بس بال ملانے سے منع کیا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی حرج نہیں بال ملانے میں جب سر کے ساتھ نہ ہوں۔

بالوں میں بال ملانا

اپنے بالوں میں کسی اور انسان کے بال ملانے سے منع کیا گیا ہے، البتہ اون اور دیگر جانوروں کے بال ملائے جاسکتے ہیں۔

## كِتَابُ الطَّبِّ

### بَابُ فَضْلِ الْمَرَضِ وَالرَّقِيِّ وَالِدَعْوَاتِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَيَكْتُبُ لِلْإِنْسَانِ الدَّرَجَةَ الْعُلْيَا فِي الْجَنَّةِ، وَلَا يَكُونُ لَهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَبْلُغُهَا، فَلَا يَزَالُ يَبْتَلِيهِ اللَّهُ حَتَّى يَبْلُغَهَا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک

آدمی کے لئے جنت میں بلند مرتبہ لکھ دیتا ہے اور اس کے پاس ایسا عمل نہیں ہوتا جو اس تک پہنچائے، تو اللہ تعالیٰ اسے بیماری میں مبتلا فرمادیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اس مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ، وَهُوَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنَ الْخَيْرِ، قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ: اكْتُبُوا الْعَبْدَ أَجْرَ مَا كَانَ يَفْعَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ.. زَادَ فِي رِوَايَةِ: مَعَ أَجْرِ الْبَلَاءِ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے جو صحت میں نیک لوگوں میں سے تھا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے لیے ان اعمال کا اجر لکھو جو وہ حالت صحت میں کرتا تھا۔ ایک روایت میں اضافہ ہے کہ مصیبت کا اجر بھی لکھو۔

أَبُو حَنِيفَةَ وَمُقَاتِلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ دَائٍ جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى دَوَاءً، فَإِذَا أَصَابَ الدَّاءُ دَوَاءً بُرِيَ بِإِذْنِ اللَّهِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بیماری کے لیے اللہ تعالیٰ نے دواء رکھی ہے، جب بیماری آتی ہے تو اس کی دوا اللہ کے حکم سے صحت دلاتی ہے۔

حَمَّادُ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنْ اللَّهُ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً، إِلَّا السَّامَ وَالْهَرَمَ، فَعَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا تَخْلِطُهُ مِنْ كُلِّ شَجَرٍ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں رکھی جس کا علاج نہ ہو، سوائے موت اور بڑھاپے کے، تم گائے کا دودھ پیا کرو؛ اس لیے کہ وہ تمام نباتات سے ملا ہوتا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ قَيْسِ، عَنْ طَارِقِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمْ يَنْزِلِ اللَّهُ دَاءً إِلَّا وَأَنْزَلَ مَعَهُ الدَّوَاءَ، إِلَّا الْهَرَمَ، فَعَلَيْكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ الْبَقْرِ، فَإِنَّهَا تَرْمِي مِنَ الشَّجَرِ-

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نازل نہیں فرمائی جس کا علاج اس کے ساتھ نہ بھیجا ہو، سوائے بڑھاپے کے۔ تم گائے کا دودھ ضرور پیا کرو؛ اس لیے کہ وہ ہر درخت سے چرتی ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جُعِلَ الشِّفَاءُ فِي الْحَبَّةِ السُّودَاءِ وَالْحِجَامَةِ وَالْعَسَلِ وَمَاءِ السَّمَاءِ-

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شفاء کلو نجی، پچھنے، شہد اور بارش کے پانی میں رکھی ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَالَ جِينٌ يُضْبِحُ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَضُرَّهُ عَقْرَبٌ حَتَّى يُمْسِيَ، وَمَنْ قَالَ جِينٌ يُمْسِي لَمْ يَضُرَّهُ عَقْرَبٌ حَتَّى يُضْبِحَ-

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ یوں کہے ”اعوذ بکلمات اللہ التامات“ تو شام تک اسے بچھو نہیں کاٹے گا اور جو شام کے وقت کہتے تو اسے صبح تک بچھو نہیں کاٹے گا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ مُسْلِمٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُمِّي بِمَرِيضٍ يَدْعُو لَهُ، يَقُولُ: أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ، اشْفِ أُنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءٌ لَا يَغَادِرُ سَقَمًا-

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس جاتے تو اسے یوں دعا دیتے:

”أذهبِ البأسَ رَبِّ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءٌ لَا يَغَادِرُ سَقَمًا“۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَدُلَّ نَفْسَهُ، قِيلَ: وَكَيْفَ يَدُلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَطِيقُ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے، کہا گیا کہ کوئی خود کو کیسے ذلیل کرے گا؟ فرمایا: خود کو ایسی مصیبت میں ڈالے جسے برداشت نہ کر سکے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا رَزَقْتُ وَلَدًا قَطُّ وَلَا وَلَدًا لِي، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ كَثْرَةِ الْإِسْتِغْفَارِ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ تُرْزَقُ بِهَا، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَكْثُرُ الصَّدَقَةَ وَيَكْثُرُ الْإِسْتِغْفَارَ، قَالَ جَابِرٌ: فَوَلِدَ لَهُ تِسْعَةُ ذُكُورٍ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک انصاری آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! نہ مجھے لڑکے کا رزق نصیب ہوا اور نہ میری کوئی اولاد ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تو کثرت سے استغفار اور صدقہ کیوں نہیں کرتا کہ تجھے ان کی وجہ سے اولاد ملے؟ پھر وہ آدمی کثرت سے صدقہ و استغفار کرنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے نو بیٹے پیدا ہوئے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ لَهُ، فَهُوَ مَغْفُورٌ لَهُ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

اسے بخش دیں گے تو وہ بخشا بخشایا ہے۔

## کِتَابُ الْأَدَبِ

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَدَبِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ وَمَالِكٌ لِأَبِيكَ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ، فَقَالَ: أَحَى وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جو جہاد کا ارادہ رکھتا تھا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں، فرمایا: تو انہی میں جہاد کر۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ زِيَادِ بْنِ فَعْعَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالتُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

ترجمہ:

حضرت زیاد رضی اللہ عنہ مرفوعاً نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا حکم دیا۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَعْرَجِ صَاحِبِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعِظْمَةُ إِزَارِي، فَمَنْ نَارَ عَيْنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا أَلْقَيْتُهُ فِي جَهَنَّمَ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

تکبر میری چادر ہے اور عظمت میرا تہہ بند جو شخص ان میں سے کسی ایک میں مجھ سے جھگڑا کرے گا میں اسے آگ میں ڈال دوں گا۔

حَمَّادٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ الْمُتَكَبِّرَ زُأْسُهُ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، حَيْثُ كَانَ يَزْتَفِعُ بِزُأْسِهِ فِي تَابُوتٍ مِنْ نَارٍ مُقْفَلٍ عَلَيْهِ، وَلَا يَخْرُجُ مِنَ التَّابُوتِ أَبَدًا فِي النَّارِ.

ترجمہ:

محمد بن منکدر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ متکبر کا سر اس کے پاؤں کے درمیان ہوگا، اس لیے کہ وہ اپنے سر کو اٹھاتا تھا۔ وہ آگ کے ایک تابوت میں ہوگا اور اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّفْقِ وَالْخَلْقِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ زِيَادٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ قَالَ: خَلْقٌ حَسَنٌ.

ترجمہ:

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، دیہاتی لوگ آپ سے مسائل پوچھ رہے تھے، انہوں نے پوچھا: سب سے اچھی چیز بندہ کو کیا دی گئی ہے؟ فرمایا: اچھے اخلاق۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ الرَّفْقَ وَحَسَنَ الْخَلْقِ يَرَى، لَمَازَيْتُ مِنَ خَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى خَلْقًا أَحْسَنَ مِنْهُ، وَلَوْ أَنَّ الْخَرْقَ خَلْقٌ يَرَى، لَمَازَيْتُ مِنَ خَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى خَلْقًا أَقْبَحَ مِنْهُ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر نرمی و خوش خلقی دکھائی دیتے تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں ان سے زیادہ کوئی چیز حسین نہ ہوتی۔ اور اگر بد خلقی دکھائی دیتی تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں اس سے زیادہ بد شکل کوئی چیز نہ ہوتی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسِ، قَالَ: مَا أَخْرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَهُ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيئِيسٍ لَهُ قَطْعٌ، بَلْ يَقْعُدُ مُسَاوِيًا لَهُمْ، وَلَا تَنَاقُلُ أَحَدٌ يَدَهُ، فَتَرَكَهَا قَطْعًا حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَدُغُهَا، وَمَا



جَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدَ قَطٍ، فَقَامَ حَتَّى يَقُومَ قَبْلَهُ، وَمَا وَجَدَتْ شَيْئًا قَطٍ أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ بیٹھنے والے سے گھٹنے آگے کبھی نہیں بیٹھے بلکہ برابر بیٹھتے اور جس نے بھی آپ کا ہاتھ پکڑا، آپ ﷺ اس کو نہ چھوڑتے جب تک وہ خود نہ چھوڑتا، جو بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھا جب تک وہ خود نہ اٹھ جاتا آپ ﷺ نہ اٹھتے اور میں نے آپ ﷺ کے جسم کی خوش بو سے بڑھ کر کوئی خوش بو نہیں پائی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ: أَنَّ رَجُلًا نَادَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ، فَقَالَ: لَبِيكَ قَدْ أَجَبْتُكَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو پکارا جس وقت آپ اپنے گھر میں تھے، تو آپ ﷺ نے جواب دیا ”لبیک“ میں آتا ہوں، پھر آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے آئے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أُمِّمَةَ بِنْتِ رَقِيْقَةَ، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَتَابِعَهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَسْتُ أَصَافِحُ النِّسَاءَ.

ترجمہ:

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیعت کرنے کے لیے آئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔“

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَقْبَلْ عَذْرَ مُسْلِمٍ يَغْتَدِرْ إِلَيْهِ، فَوَزَّرَهُ كَوْرًا صَاحِبِ مَكْسٍ، فَقِيلَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا صَاحِبِ مَكْسٍ؟ قَالَ: عَشَّازٌ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے معذرت کرنے والے

مسلمان کا عذر قبول نہ کیا تو اس کا گناہ صاحب مکس کے گناہ کی طرح ہے، پوچھا گیا: صاحب مکس کون ہے؟ فرمایا: عشار (عشر لینے میں ظلم و زیادتی کرنے والا)۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اعْتَدَرَ إِلَيْهِ أَخُوهُ الْمُسْلِمِ، فَلَمْ يَقْبَلْ عُذْرَهُ، فَوَزَّهَ كَوِزْرَ صَاحِبِ مَكْسٍ، يَعْنِي: عَشَّارًا.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کا عذر قبول نہ کیا تو اس کا گناہ صاحب مکس یعنی عشار کے گناہ کے برابر ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنِ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا آتَى أَحَدَكُمْ بَطِيْبٍ، فَلْيَصِبْ مِنْهُ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو خوش بودی جائے تو اسے قبول کر لیا کرو۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّظْرِ فِي النَّجُومِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنِ النَّظْرِ فِي النَّجُومِ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علم نجوم میں پڑنے سے منع فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنِ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يَأْتِيهِ مِنَ اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَدْخُلَ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمَثْرَبٍ، وَمَنْ لَمْ يَسْتِزْ عَوْرَتَهُ مِنَ النَّاسِ، كَانَ فِي لَعْنَةِ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْخَلْقِ أَجْمَعِينَ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان

رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ بغیر تہہ بند کے حمام میں جائے اور جس نے اپنا ستر لوگوں سے نہ چھپایا اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبُزُّ لَا يَنْسَى، وَالْإِثْمُ لَا يَنْسَى.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی کبھی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلا یا نہیں جاسکتا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سَمَاقٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدْنَا حَيْثُ انْتَهَى بِنَا الْمَجْلِسُ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس آتے تو مجلس کے کناروں پر بیٹھ جاتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَشْكُرُ اللَّهُ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكَ وَالظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلْمَاتُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم کرنے سے بچو؛ کیوں کہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی شکل میں ہوگا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي بَزْدَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ قَوْمًا مِنَ الْأَنْصَارِ فِي

دِيَارِهِمْ، فَذَبَحُوا لَهُ شَاةً، وَصَنَعُوا لَهُ مِنْهَا طَعَامًا، فَأَخَذَ مِنَ اللَّحْمِ شَيْئًا فَلَاكَهُ، فَمَضَعَهُ سَاعَةً لَا يَسِينُغُهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُ هَذَا اللَّحْمِ؟ فَقَالُوا: شَاةٌ لِفُلَانٍ ذَبَحْنَاهَا حَتَّى يَجْنِي، فَنَزَّضْنَاهُ مِنْ ثَمَنِهَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَطْعِمُوا هَا الْأَسْرَاءَ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کی ایک قوم سے ملاقات کے لیے ان کے گھر گئے، انہوں نے ایک بکری ذبح کی اور اس کا کھانا بنایا، آپ ﷺ نے کھانے سے کچھ لیا، اسے چباتے رہے، مگر نکل نہ سکے تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ کس چیز کا گوشت ہے؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں آدمی کی بکری ہم نے ذبح کی ہے، جب وہ آئے گا تو ہم اسے ثمن دے کر راضی کر لیں گے۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔

أَبُو حَوَيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک کام کی طرف راہ نمائی کرنے والے (ثواب میں) کرنے والے کی طرح ہے۔

أَبُو حَوَيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: جَاءَهُ رَجُلٌ فَاسْتَحْمَلَهُ، فَقَالَ: مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكَ عَلَيْهِ، وَلَكِنْ سَأُذْكَرُكَ عَلَى مَنْ يَحْمِلُكَ، انْطَلِقْ إِلَى مَقْبَرَةِ بَنِي فُلَانٍ، فَإِنَّ فِيهَا شَاتًا مِنَ الْأَنْصَارِ يَتْرَامِي مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ وَمَعَهُ بَعِيرٌ لَهُ، فَاسْتَحْمَلَهُ، فَإِنَّهُ سَيَحْمِلُكَ، فَيَنْطَلِقُ الرَّجُلُ، فَإِذَا بِهِ يَتْرَامِي مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ، فَقَضَّ عَلَيْهِ الرَّجُلُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَحْلَفَهُ بِاللَّهِ، لَقَدْ قَالَ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَحَلَفَ لَهُ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَمَلَهُ، فَمَرَّ بِهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: فَأَخْبَرَهُ الْخَيْرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْ، فَإِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور سواری کا سوال

کیا، آپ ﷺ نے فرمایا میری پاس سواری نہیں جو تجھے دوں، لیکن میں تجھے ایک آدمی کے بارے میں بتاتا ہوں، جو تجھے سواری دے گا، فلاں قبرستان کی طرف جا، وہاں ایک انصاری نوجوان اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیر اندازی کر رہا ہوگا، اس کے پاس اونٹ ہے، اس سے سواری طلب کرو، وہ تجھے ضرور سواری دے گا۔ وہ آدمی گیا، وہاں ایک شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیر اندازی کر رہا تھا، اس کو نبی اکرم ﷺ کی ساری بات بتائی، اس نے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے؟ اس سے دو تین مرتبہ قسم لی اور پھر اسے سواری دے دی، وہ آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ کو ساری بات بتائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ، نیک کام کی طرف راہ نمائی کرنے والا (ثواب میں) نیک کام کرنے والے کی طرح ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةٌ حَقٌّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کرنا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اسْتَشَارَكَ، فَأَشْرَهُ بِالرُّشْدِ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، فَقَدْ خَنَيْتَهُ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تجھ سے مشورہ مانگے تو اسے اچھا مشورہ دو، اگر ایسا نہ کیا تو تم نے خیانت کی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ التُّعْمَانَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِهِمْ وَتَرَاحِمِهِمْ كَمَثَلِ جَسَدٍ رَاحِدٍ، إِذَا اشْتَكَى الرَّأْسُ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُهُ بِالسَّهْرِ وَالْحُمَى.

ترجمہ:

نعمان رضی اللہ عنہ تے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کی مثال آپس میں محبت کرنے اور رحم کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے، جب سر میں درد ہوتا ہے تو سارا بدن جاگنے اور بخار میں اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُهُ أَنَّهُ يُورِثُهُ، وَمَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِقِيَامِ اللَّيْلِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّ خِيَارَ أُمَّتِي لَا يَنَامُونَ إِلَّا قَلِيلًا.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل مجھے مسلسل پڑوسی کے حقوق کے بارے میں وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ اسے وارث بنا لیں گے۔ اور جبریل مجھے مسلسل رات کو جاگ کر عبادت کرنے کی وصیت کرتے رہے، مجھے یہاں تک گمان ہوا کہ میری امت کے نیک لوگ راتوں کو بہت تھوڑا سوئیں گے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ مجبور کی پکار کو پسند کرتے ہیں۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ سَبِّ الدَّهْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ.

ترجمہ:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زمانے کو گالی مت دو، اس

لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی ”دہر“ ہیں۔

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: وَلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِينَ، وَقَدِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَنَيْسٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُوفَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ، وَرَأَيْتُهُ، وَسَمِعْتُ مِنْهُ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعِ عَشْرَةَ سَنَةً، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: حُبَّكَ الشَّيْءُ يَغْمِي وَيُصِمُّ.

ترجمہ:

حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ جب ۹۴ھ میں کوفہ تشریف لائے تو میں نے انہیں دیکھا، اس وقت میں چودہ برس کا تھا، میں نے ان سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تیرا کسی چیز سے محبت کرنا تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الشَّمَاتَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ وَائِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا تَظْهَرَنَّ شِمَاتَةٌ لِأَخِيكَ فَيَعَا فِيهِ اللَّهُ وَيَنْتَلِيكَ.

ترجمہ:

حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرے، مبادا اللہ اسے عافیت دے دے اور تجھے اس میں مبتلا کر دے۔

### كِتَابُ الرَّقَاقِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ فِي الْإِنْسَانِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ، وَإِذَا سَقَمَتْ سَقَمَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ، أَلَا، وَهِيَ الْقَلْبُ.

ترجمہ:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان میں ایک گوشت

کا کٹڑا ہے، جب وہ صحیح ہو تو سارا بدن صحیح رہتا ہے اور جب وہ بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بیمار پڑ جاتا ہے۔ سنو! وہ دل ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ ابْنِ اِهْنِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا شَبِعْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا مِنْ خُبْرٍ مُتَتَابِعًا، حَتَّى فَارَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا، وَمَا زَالَتِ الدُّنْيَا عَلَيْنَا عَسِرَةً، حَتَّى فَارَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا، فَلَمَّا فَارَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا صَبَّتْ عَلَيْنَا صَبًّا. وَفِي رِوَايَةٍ: صَبَّتِ الدُّنْيَا عَلَيْنَا صَبًّا.

وَفِي رِوَايَةٍ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَتَوَالِيَةً مِنْ خُبْرِ النَّبِيِّ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے کبھی تین دن، تین رات تک لگا تار سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی، حتیٰ کہ محمد ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے، دنیا ہم پر ہمیشہ تنگ دست و تنگ حال رہی حتیٰ کہ محمد ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جب محمد ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو دنیا ہم پر ٹوٹ پڑی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا ہم پر ٹوٹ پڑی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آل محمد نے تین دن لگا تار کبھی بھی گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ ابْنِ اِهْنِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِكَاةٍ شَكَاهَا، فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى عِبَاءَةِ قَطْوَانِيَّةٍ، وَمَرْفَقَةٌ مِنْ صُوفٍ، حَشَوْهَا مِنْ إِذْخِرٍ، فَقَالَ: يَا بَنِي أُمَّتٍ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْسَرِي وَقَيْصِرُ عَلَيَّ الدِّيْبَاجِ، فَقَالَ: يَا عُمَرُ، أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ؟ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ مَسَّهُ إِذَا هُوَ فِي شِدَّةِ الْحُمَى، فَقَالَ: تَحَمُّ هَكَذَا وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ؟ فَقَالَ: إِنَّ أَشَدَّ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَلَاءً نَبِيَّهَا، ثُمَّ الْخَيْرُ، ثُمَّ الْخَيْرُ، وَكَذَلِكَ كَانَتْ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَبْلَكُمْ وَالْأُمَّمُ.

ترجمہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے جب آپ کو تکلیف تھی، تو آپ ﷺ ایک قطوانی چادر پر لیٹے ہوئے تھے، اون کا تکیہ تھا، جس کا بھراؤ اذخر گھاس کا تھا۔



تو عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کسریٰ اور قیصر تو ریشم پر ہیں!! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تو اس بات پر خوش نہیں کہ یہ چیزیں ان کے لیے دنیا میں ہوں اور تمہارے لیے آخرت میں؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو چھوا تو آپ کو شدید بخار تھا، عرض کیا: آپ کو اتنا تیز بخار ہے، حالاں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں! فرمایا: اس امت میں سخت آزمائش نبی پر آئی ہے، پھر ان سے کم نیک، پھر ان سے کم نیک لوگوں پر، اسی طرح پہلے انبیاء اور امتوں میں تھا۔

## کِتَابُ الْجَنَائَاتِ

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائَاتِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ عَفَا عَنْ دَمٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی کا خون معاف کیا تو اس کا بدلہ صرف جنت ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دِيَّةُ الْيَهُودِيِّ وَالتَّضْرَانِيِّ مِثْلُ دِيَّةِ الْمُسْلِمِ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کی طرح ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ جَابِرِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُسْتَفَادُ مِنَ الْجَوَاحِ حَتَّى تَبْرَأَ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زخم کا قصاص اس وقت تک نہ

لیا جائے جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جائے۔

## کِتَابُ الْأَحْکَامِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، الْأَمْرَةُ أَمَانَةٌ، وَهِيَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ حَزِيٌّ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا مِنْ حَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ، وَأَتَى ذَلِكَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنِ أَبِي غَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْأَمْرَةُ أَمَانَةٌ، وَهِيَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ حَزِيٌّ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا مِنْ حَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ، وَأَتَى ذَلِكَ يَا أَبَا ذَرٍّ؟

ترجمہ:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! حکومت ایک امانت ہے اور قیامت کے دن یہ ذلت و رسوائی کا باعث ہوگی، مگر اس شخص کے لیے جس نے حق کے ساتھ لیا اور اس کا حق ادا کیا اور ایسا کہاں ہوتا ہے؟

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ عَطِيَّةَ، عَنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ أَرْفَعَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِمَامٌ عَادِلٌ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بلند عدل کرنے والا بادشاہ ہوگا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنِ حَبِيبِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ: قَاضِيَانِ فِي النَّارِ: قَاضٍ يَقْضِي فِي النَّاسِ بغيرِ عِلْمٍ، وَيَأْكُلُ بَعْضُهُمْ مَالَ بَعْضٍ، وَقَاضٍ يَنْزُكُ عِلْمَهُ وَيَقْضِي بغيرِ الْحَقِّ، فَهَذَا فِي النَّارِ، وَقَاضٍ يَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ، فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قاضیوں کی تین قسمیں ہیں، دو طرح کے جہنم میں جائیں گے، ایک وہ جو بغیر علم کے فیصلہ کرتا ہے اور بعض لوگوں کو بعض کا مال کھلاتا ہے اور دوسرا جو اپنے علم کو چھوڑ کر غلط فیصلہ کرتا ہے، یہ دونوں جہنم میں جائیں گے اور وہ قاضی جو کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَيْهِ، إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَقْضِي الْحَاكِمُ وَهُوَ غَضْبَانٌ.

ترجمہ:

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے باپ نے ان کی طرف لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: زَفَعَ الْقَلَمَ، عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَكْبُرَ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَفِيْقَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے، مجنون سے یہاں تک کہ اسے افاقہ ہو جائے اور سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُدَّعَى عَلَيْهِ أَوْلَى بِالْيَمِينِ إِذَا لَمْ تَكُنْ بَيْنَهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدعی علیہ قسم کا زیادہ حق دار ہے، جب گواہ نہ ہوں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَادٍ، أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ: أَنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ اشْتَرَى مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَقِيقًا، فَتَقَاضَاهُ عَبْدُ اللَّهِ، فَقَالَ الْأَشْعَثُ: ابْتَعْتُ بِعَشْرَةِ آلَافٍ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: بَعْتُ مِنْكَ بِعَشْرِينَ أَلْفًا، فَقَالَ: اجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ الْأَشْعَثُ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبِرْكَ بِقَضَاءِ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ فِي الثَّمَنِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ، وَالسِّلْعَةُ قَائِمَةً، فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ أَوْ يَتَرَادَانِ.

ترجمہ:

حضرت حماد رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ اشعث بن قیس نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک غلام خریدا، جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ثمن کا مطالبہ کیا تو اشعث نے کہا کہ میں نے آپ سے دس ہزار میں خریدا ہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بیس ہزار میں فروخت کیا ہے، پھر فرمایا: تو میرے اور اپنے درمیان جس کو چاہے ثالث بنا لے۔ تو اشعث نے کہا میں آپ ہی کو اپنے اور آپ کے درمیان ثالث بناتا ہوں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھے ایک ایسا فیصلہ سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: جب بائع و مشتری کا ثمن میں اختلاف ہو جائے اور گواہ نہ ہوں، بیع موجود ہو تو بائع کی بات معتبر ہوگی یا معاملہ کو ختم کر دیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَيْهِ فِي نَاقَةٍ، وَقَدْ أَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةً أَنَّهَا تَحْتَ عِنْدَهُ، فَقَضَىٰ بِهَا لِلَّذِي فِي يَدِهِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں کا ایک اونٹنی کے باربے میں جھگڑا ہو گیا اور ہر ایک نے گواہی قائم کر دی کہ اونٹنی اس کے پاس پیدا ہوئی ہے تو آپ ﷺ نے اس کے حق میں فیصلہ فرمایا جس کے قبضہ میں تھی۔

## کتاب الفتن

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى، عَنْ جَمِيدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلَىٰ أُمَّتِي، فَإِنَّ لِحْجَتَهُمْ سَبْعَةَ أَبْوَابٍ: بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے امتی پر تلوار تانی، جہنم کے سات دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ اس کے لیے ہے جس نے تلوار تانی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَارِثِ، عَنِ أَبِي الْجَلَّاسِ، قَالَ: كُنْتُ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ السَّبَائِيِّ كَلَامًا عَظِيمًا، فَأَتَيْنَا بِهِ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَنَحْنُ نَهْرُ غُنْقَهُ فِي طَرِيقِهِ، فَوَجَدْنَاهُ فِي الرَّحْبَةِ مُسْتَلْقِيًا عَلَى ظَهْرِهِ، وَاضِعًا إِخْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى، فَسَأَلَهُ عَنِ الْكَلَامِ، فَتَكَلَّمَ بِهِ، فَقَالَ: أَتُرْوِيهِ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى، أَوْ عَنِ كِتَابِهِ، أَوْ عَنِ رَسُولِهِ، فَقَالَ: لَا: فَعَنْ مَا تُرْوِي؟ قَالَ: عَنْ نَفْسِي، قَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوَرَوَيْتَ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، أَوْ عَنِ كِتَابِهِ، أَوْ عَنِ رَسُولِهِ ضَرَبْتَ غُنْقَكَ، وَلَوَرَوَيْتَهُ عَنِّي أَوْ جَعَلْتَهُ غُفُوبَةً، فَكُنْتَ كَاذِبًا، وَلِكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ثَلَاثُونَ كَذَابًا، وَأَنْتَ مِنْهُمْ۔

وَلِي رِوَايَةٌ: عَنِ أَبِي الْجَلَّاسِ، قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ السَّبَائِيِّ كَلَامًا عَظِيمًا، فَأَتَيْنَا بِهِ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَوَجَدْنَاهُ فِي الرَّحْبَةِ مُسْتَلْقِيًا عَلَى ظَهْرِهِ، وَاضِعًا إِخْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى، فَسَأَلَهُ عَنِ الْكَلَامِ، فَتَكَلَّمَ، فَقَالَ: أَتُرْوِيهِ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، أَوْ عَنِ كِتَابِهِ، أَوْ عَنِ رَسُولِهِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَعَنْ مَنْ تُرْوِيهِ؟ قَالَ: عَنْ نَفْسِي، قَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوَرَوَيْتَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى، أَوْ عَنِ كِتَابِهِ، أَوْ عَنِ رَسُولِهِ ضَرَبْتَ غُنْقَكَ، وَلَوَرَوَيْتَ عَنِّي أَوْ جَعَلْتَهُ غُفُوبَةً، فَكُنْتَ كَاذِبًا، وَلِكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ثَلَاثُونَ كَذَابًا، فَأَنْتَ مِنْهُمْ»۔

ترجمہ:

ابو الجلاس سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن سبا یہودی سے ”بڑی“ بات سننے والوں میں، میں بھی چاہل تھا، ہم اسے لیکر حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور راستے بھر اس کی گردن کھینچتے رہے، ہم نے علی کو مسجد کوفہ کے صحن میں چت لیٹے ہوئے اور ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھے ہوئے دیکھا، حضرت علی نے اس سے اس کے عقائد کے بارے میں پوچھا، اس نے کچھ بولا، حضرت علی نے پوچھا کیا تم یہ باتیں اللہ کے حوالے سے یا اس کی کتاب کے حوالے سے یا اس کے رسول کے حوالے سے نقل کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا پھر کہا سے بیان کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اپنے دل سے! فرمایا کہ اب تو نے اگر کوئی چھوٹی بات اللہ تعالیٰ یا اس کی کتاب یا اس کے پیغمبر کے حوالے سے نقل کی تو میں تیری گردن اڑا دوں گا اور اگر میری طرف منسوب کر کے

نقل کی تو میں تجھے دردناک سزا دوں گا اور تو جھوٹا قرار دیا جائے گا، میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے قریب تیس کذاب آئیں گے اور تو انہیں میں ایک ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ زَمَانَ يَخْتَلِفُونَ إِلَى الْقُبُورِ، فَيَضَعُونَ بَطُونَهُمْ عَلَيْهِ، وَيَقُولُونَ: وَدِدْنَا لَوْ كُنَّا صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ! قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَكُونُ؟ قَالَ: لِشِدَّةِ الزَّمَانِ وَكَثْرَةِ الْبَلَاءِ وَالْفِتَنِ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ قبروں پر آئیں گے اور اپنے پیٹ ان پر رکھ کر کہیں گے کہ کاش! ہم اس قبر والے کی جگہ ہوتے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا: زمانے کی سختی، فتنوں اور مصیبتوں کی کثرت کی وجہ سے۔

### کتاب التفسیر

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {الْمَ}، قَالَ: أَنَا اللَّهُ أَعْلَمُ وَأَرَى.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ”الْمَ“ کی تفسیر کے بارے میں مروی ہے کہ اس کے معنی ہیں: ”أنا الله أعلم وأرى“ میں اللہ ہوں اور اللہ زیادہ جاننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَلْمَةَ بْنِ بُيُوطٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ الضَّحَّاكِ بْنِ مَرْجَانٍ، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِنَّا نَزَلْنَا مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾، قَالَ: كَانَ إِذَا رَأَى رَجُلًا مُضَيِّقًا عَلَيْهِ وَسَعَّ عَلَيْهِ، وَإِذَا رَأَى مَرِيضًا قَامَ عَلَيْهِ، وَإِذَا رَأَى مُخْتَابًا سَأَلَهُ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ.

ترجمہ:

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے اس آیت ﴿إِنَّا نَزَلْنَا مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ احسان سے کیا مراد ہے؟ فرمایا:

جب وہ کسی کو تنگ دست دیکھے تو اس پر فرانجی کرے، جب کسی کو مریض دیکھے تو اس کی مزاج پرسی کرے اور جب کسی کو محتاج دیکھے تو اس سے پوچھ کر اس کی حاجت پوری کرے۔

حَمَّاذُ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ، فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ تَعَالَى، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَنْتَوَسَّوْمِينَ﴾: الْمُتَّفَعِّرِينَ.  
ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کی فراست سے بچو، کیوں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَنْتَوَسَّوْمِينَ﴾ بے شک اس میں اہل فراست کے لیے نشانیاں ہیں۔ (متوسمین سے مراد فراست والے ہیں)

حَمَّاذُ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسَأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ، عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.  
ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسَأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ، عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔

حَمَّاذُ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ذَرِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَبْرِيْلَ: مَا لَكَ لَا تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُ؟ فَأَنْزَلَتْ بَعْدَ لَيْلٍ: ﴿وَمَا نَنْتَزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾.  
ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ ہماری زیارت کے لیے کثرت سے کیوں نہیں آتے؟ راوی کہتے ہیں کچھ ہی دنوں بعد یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَمَا نَنْتَزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سَمَّاكِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ: مَا كَانَ الْمُنْكَرُ

الَّذِي كَانُوا يَأْتُونَ فِي نَادِيهِمْ؟ قَالَ: كَانَ يَخْدِفُونَ بِالنَّوَاةِ أَوْ الْحَصَاةِ، وَيَسْحَرُونَ مِنْ أَهْلِ الطَّرِيقِ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ کیا بڑی بات تھی جو وہ (قوم لوط) اپنی مجلسوں میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا: وہ گھٹلیاں اور کنکریاں پھینکا کرتے اور راستہ چلنے والوں کا مذاق اڑایا کرتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً﴾، فَرَدَّ عَلَيْهِ، وَقَالَ: قُلْ: مِنْ ضَعْفٍ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً﴾ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یوں پڑھو ”ضعف“ (ضاد کے ضمہ کے ساتھ)

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دُخان اور بطشہ (دھواں اور پکڑ) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں گزر چکیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ، وَهَبَةُ اللَّهِ لَكُمْ، يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاءًا، وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الدُّكُورَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری اولاد تمہاری کمائی اور اللہ



تعالیٰ کا تمہارے لیے تحفہ ہے، وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مَكِّي بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ لَهَيْعَةَ، عَنْ أَبِي قَبِيلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُرَلِّيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا أَحَبُّ أَنْ لِي الدُّنْيَا بِمَا فِيهَا بِهَذِهِ الْآيَةِ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾، فَقَالَ رَجُلٌ: وَمِنَ الشُّرَكَاءِ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: وَمَنْ أَشْرَكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا، وَمَنْ أَشْرَكَ.

ترجمہ:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ اس آیت کے بدلے میں مجھے دنیا اور اس کی ساری نعمتیں ملیں ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾۔ کہہ دیجیے! اے میرے وہ بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا! تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بے شک اللہ تمام گناہ معاف فرمادیں گے۔ ایک آدمی نے کہا جس نے شرک کیا؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، اس نے پھر کہا: جس نے شرک کیا؟ آپ ﷺ پھر خاموش ہو گئے، اس نے پھر پوچھا جس نے شرک کیا؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا: سنو جس نے شرک کیا (اس کی بھی بخشش کر دی جائے گی)۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الشَّائِبِ الْكَلْبِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ وَحْشِيًّا لَمَّا قَتَلَ حُمْرَةَ مَكَّةَ زَمَانًا، ثُمَّ وَقَعَ فِي قَلْبِهِ الْإِسْلَامُ، فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَدْ وَقَعَ فِي قَلْبِهِ الْإِسْلَامُ، وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُولُ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا، يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَجْلُدُ فِيهِ مُهَابًا﴾، فَأَبَى قَدْ فَعَلْتُهُنَّ جَمِيعًا، فَهَلْ لِي رِخْصَةٌ؟ قَالَ: فَتَنَزَّلَ جِبْرِيْلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، قُلْ لَهُ: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾، قَالَ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم بہدو الآیۃ، فلما قرئت علیہ، قال وحشی: إن فی ہذہ الآیۃ شروطا، وأخشی أن لا آتی بہا، ولا أحق أن أعمل صالحا لم لا، فهل عندک شیئ الین من ہذا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟

قال: فنزل جبریل بہدو الآیۃ: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾، قال: فكتب رسول الله صلى الله عليه وسلم بهذه الآية، وبعث إلى وحشي، قال: فلما قرئت له، قال: إنه يقول: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾، وأنا لا أدري لعلي أن أكون في مشيئته إن شاء في المغفرة ولو كانت الآية: ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾، ولم يقل: لمن شاء كان ذلك، فهل عندك شيء أوسع من ذلك يا محمد صلى الله عليه وسلم؟

فنزل جبریل بہدو الآیۃ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾، قال: فكتب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وبعث بها إلى وحشي، فلما قرئت عليه، قال: أما هذه الآية فتعم، ثم أسلم، فأرسل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله، إني قد أسلمت، فأذن لي في إلقاءك، فأرسل إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم أن: وار عني وجهك، فإني لا أستطيع أن أملأ عيني من قابل حمزة عمي، قال: فسكت وحشي، حتى كتب مسيلا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم: من مسيلا رسول الله إلى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم، أما بعد، فقد أشركت في الأرض، فلي نصف الأرض ولقريش نصفها، غير أن قریشا قوم يعتدون، قال: فقدم بكتابه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا، فلما فرى على رسول الله صلى الله عليه وسلم الكتاب قال للرسولين: لولا أنكما رسولان لقتلتكما، ثم دعا بعلي بن أبي طالب رضي الله عنه، فقال: اكتب: بسم الله الرحمن الرحيم، من محمد رسول الله إلى مسيلا الكذاب، السلام على من اتبع الهدى، أما بعد، ﴿إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾، وصلى الله على سيدنا محمد.

قال: فلما بلغ وحشيا ما كتب مسيلا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أخرج الذراع فصقله، وهم يقتل مسيلا، فلم يزل على عزم ذلك حتى قتله يوم اليمامة.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وحشی نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تو اس کے

بعد ایک زمانہ تک وہ کفر پر ڈٹا رہا، پھر اس کے دل میں اسلام قبول کرنے کا خیال آیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ اس کے دل میں اسلام قبول کرنا واقع ہوا ہے اور میں نے سنا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہتے ہیں: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا، يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا﴾ یعنی ”وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ کسی ایسے نفس کو قتل کرتے ہیں جس کو اللہ نے حرام کیا ہے، مگر حق پر اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کرے گا تو اسے سزا ملے گی اور قیامت کے روز اسے بڑھا کر عذاب دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار ہوگا“۔ اگر میں یہ سب کچھ کر لوں تو میرے لیے بھی نجات ممکن ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! اس کو کہہ دیں ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ یعنی ”مگر جو توبہ کرے اور ایمان لا کر نیک عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیں گے اور اللہ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں“۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت اس کی طرف بھیجی، تو وحشی نے کہا: اس آیت میں تو شرطیں لگائی گئی ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ میں انہیں پورا نہ کر سکوں گا، مجھے نہیں پتہ میں نیک عمل کروں گا یا نہیں؟ اے محمد! کیا آپ کے پاس اس سے نرم کوئی حکم ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر جبریل یہ آیت لے کر آئے ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت لکھوا کر وحشی کی طرف بھجوائی۔ جب وحشی نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو تو معاف نہیں کریں گے اور اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے تو کہا میں نہیں جانتا کہ میں اللہ کی مشیت کے مطابق مغفرت والوں میں سے ہوں؟ اور اگر آیت یوں ہوتی ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ﴾ اور ﴿لِمَنْ يَشَاءُ﴾ نہ ہوتا تو صحیح تھا۔ اے محمد! کیا آپ کے پاس اس سے زیادہ وسعت والا کوئی حکم ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے ﴿قُلْ يَا عِبَادِیَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ یعنی کہہ دیں: ”اے میرے وہ بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے! تم اللہ کی

رحمت سے نا امید نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے وہ بہت بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت لکھوا کرو وحشی کی طرف بھیجی، جب اس نے پڑھا تو کہا: ہاں! یہ آیت میرے موافق ہے۔ پھر وہ اسلام لے آیا۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ یا رسول اللہ! میں اسلام لا چکا ہوں آپ مجھے اپنی ملاقات کی اجازت دیں، تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اگر تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا سکتے ہو تو اجازت ہے، اس لیے کہ میں اپنے چچا حمزہ کے قاتل کو آنکھوں سے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ راوی کہتے ہیں کہ وحشی خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ مسیلمہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مضمون کا ایک خط بھیجا۔

مسیلمہ اللہ کے رسول کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف!

”اما بعد! مجھے زمین میں شریک کیا گیا ہے، آدھی زمین میری ہے اور آدھی قریش کی ہے، مگر بات یہ ہے کہ قریش نے اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے۔“

دو آدمی یہ خط لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے، جب آپ ﷺ کے سامنے یہ خط پڑھا گیا تو آپ ﷺ نے قاصدوں سے فرمایا: اگر تم قاصد نہ ہوتے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا: لکھو! شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف، سلامتی ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد! زمین ساری اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور متقی لوگوں کا اچھا انجام ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علی محمد۔

راوی کہتے ہیں کہ جب وحشی رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کے خط کے بارے میں علم ہو جو اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھا تھا تو انہوں نے اپنا چاقو نکالا، اسے تیز کیا اور مسیلمہ کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا، وہ اسی ارادہ کے ساتھ رہے، حتیٰ کہ یمامہ کے دن اسے قتل کر دیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سَلْمَةَ، عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ، مِنْ أَصْحَابِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيَخْرُجَنَّ بِشَفَاعَتِي مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ مِنَ النَّارِ، حَتَّى لَا يَبْقَى فِيهَا أَحَدٌ إِلَّا أَهْلُ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ، قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلُوبِينَ، وَلَمْ نَكُ نُطْعَمُ الْمُسْكِينِ، وَكُنَّا نَحْوُضَ مَعَ الْخَائِضِينَ، وَكُنَّا نَكْذِبُ بِيَوْمِ الدِّينِ، حَتَّى أَتَانَا الْيَقِينُ، فَمَا تَنْفَعُهُمْ

## شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری شفاعت کی بدولت تمام اہل ایمان کو جہنم سے نکال لیں گے، صرف اس آیت کے مصداق باقی رہ جائیں گے۔ ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ، قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ، وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ، وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ، وَكُنَّا نَكْذِبُ بِيَوْمِ الدِّينِ، حَتَّى أَتَانَا الْيَقِينُ، فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ (ترجمہ: ”کیا چیز تمہیں جہنم میں لائی؟ تو وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث کرتے تھے اور ہم قیامت کے دن کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہم کو موت نے آگھیرا، سو نہیں نفع دے گی ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت۔“

حَمَادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عِصَامٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: الْحَقْبُ ثَمَانُونَ سَنَةً، مِنْهَا سِتَّةُ أَيَّامٍ عَدَدُ أَيَّامِ الدُّنْيَا.

ترجمہ:

حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک حقب کی مقدار اسی سال ہے، جس کے چھ دن دنیا کے تمام دنوں کے برابر ہیں۔

حقب کے معنی

اس روایت میں ”حقب“ کا معنی بیان کیا گیا ہے کہ ایک حقب اسی سال کا ہوتا ہے اور ہر سال بارہ مہینوں کا اور ہر مہینہ میں تیس دن ہوتے ہیں۔ آخرت کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: فَرِيءٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

ترجمہ:

حضرت ابو زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی: ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ یعنی تصدیق کی اچھی بات کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد کلمہ ”لا إله إلا الله“ ہے۔

## کتاب الوصایا و الفرائض

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغُزُّ ذُنْبِي فِي مَرَضِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَبِضْفِهِ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَبِغُلَّتِهِ؟ قَالَ: وَالْقُلْتُ كَثِيرًا، لَا تَدْعُ أَهْلَكَ يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ.

ترجمہ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری تیمارداری کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنا سارے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، فرمایا نہیں، میں نے کہا، آدھا، فرمایا نہیں، میں نے کیا ایک تہائی فرمایا: ایک تہائی زیادہ ہے، تو اپنے گھروالوں کو اس حال میں مت چھوڑ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِيَّ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَبْدَهُ أَوْ أُمَّتَهُ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان عیسائی کا وارث نہیں بن سکتا، مگر یہ کہ وہ اس کا غلام یا باندی ہو۔

مسلمان غیر مسلم کا وارث نہیں بن سکتا

مسئلہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کسی غیر مسلم کا وارث نہیں بن سکتا، اسی طرح کوئی غیر مسلم بھی کسی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ البتہ مالک مسلمان ہو اور اس کا غلام یا باندی کافر ہو تو مالک اپنے غلام کے مال کا وارث بنے گا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ

سَعِيْرًا)۔ عَدَلٌ مَنْ كَانَ يَعْوَلُ اَمْوَالَ الْيَتَامَى، فَلَمْ يَقْرَبُوْهَا وَشَقَّ عَلَيْهِمْ حِفْظُهَا، وَخَافُوا الْاِثْمَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ، فَنَزَلَتْ الْاٰيَةُ، فَخَفَّفَ عَلَيْهِمْ: ﴿وَيَسْأَلُوْكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَّ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ﴾۔ (الآية)

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا اِثْمًا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّ سَيَصْلُوْنَ سَعِيْرًا﴾۔ (ترجمہ:) ”بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کا مال ناحق، وہ تو اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ آگ میں داخل ہوں گے“۔ تو جو لوگ یتیموں کے مال کی دیکھ بھال کرتے تھے وہ اس مال سے اعراض کرنے لگے، اس کے قریب بھی نہ گئے اور ان کے لیے حفاظت کرنا مشکل ہو گیا، انہیں اپنے بارے میں گناہ کا خوف لاحق ہو گیا، پھر یہ آیت نازل ہوئی تو ان سے تکلیف ہلکی ہو گئی۔ ﴿وَيَسْأَلُوْكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَّ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ﴾۔

(ترجمہ:) ”آپ سے سوال کرتے ہیں یتیموں کے بارے میں، تو کہہ دیں کہ ان سے بھلائی کرنا بہتر ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں“۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَتَمَّ بَعْدَ الْحَلْمِ.

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہے۔

## کتاب الْقِيَامَةِ وَصِفَةِ الْجَنَّةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِنْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذُو حَسْرَةٍ وَنَدَامَةٍ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کا دن حسرت و ندامت والا ہے۔  
 أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ مِنَ الْجَنَّةِ مَدِينَةً مِنْ مَسْكٍ أَذْفَرٍ، مَاؤُهَا السَّلْسَبِيلُ، وَشَجَرُهَا خُلِقَتْ مِنْ نُورٍ، فِيهَا  
 خُورٌ حَسَانٌ عَلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ سَبْعُونَ ذُوَابَةً، لَوْ أَنَّ وَاحِدَةً مِنْهَا أَشْرَكَتْ فِي الْأَرْضِ لِأَضَاءِ مَا بَيْنَ  
 الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، وَلَمَلَأَتْ مِنْ طَيْبٍ رِيحُهَا مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَنْ  
 هَذَا؟ قَالَ: لِمَنْ كَانَ سَمُحًا فِي التَّقَاضِي.

ترجمہ:

حضرت ام ہانیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت کا ایک شہر  
 مشکِ اذخر کا بنایا ہے، جس کا پانی سلسبیل ہے اور اس کے درخت نور سے بنائے گئے ہیں، اس میں  
 خوب صورت حوریں ہیں، ہر ایک کی ستر (۷۰) مینڈھیاں ہیں، اگر ان میں سے ایک زمین میں  
 ظاہر ہو تو مشرق و مغرب کے درمیان کی جگہ روشن ہو جائے اور آسمان و زمین کے درمیان موجود خلا کو  
 خوش بو سے بھر دے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کن کو ملیں گی؟ فرمایا: جو قرض  
 واپس لینے میں سختی نہ کرے۔

